جمیع الحقوق محفوظۃ بحق المؤلّف

اسم الکتاب : جہنم کا ڈر اور اللہ سے محبت کیوں اور کیسے ؟

تألیف : .... فضیلۃ الشیخ رضاء اللہ الباجوری

الطبع............................ الاول سنہ ۱۴۴۶ھ بمطابق 2025

تنضید: ابو منقاد رضاء اللہ بن الحاج خان بادشاہ حفظہ اللہ عنہ

النّاشر : ..... مدرسۃ ترتیل القرآن شریف آباد باجوڑ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناء

غور کیجئے جب اِنسان چاروں طرف پھیلے ہوئے آثار قدرت اور خود اپنے اندر خدا کی رحمت و نعمت اس کی کرم فرمائیوں، کرشمہ سازیوں اور نوازشوں کا بنظر غائر مشاہدہ کرتا ہے تو اس وقت اس کا دل جذبات شکر سے لبریز ہو جاتا ہے۔

وَجد و کیفیت میں آکر خدا کی حمد و ثناء کا دلفریب ترانہ گانا چاہتا ہے چہچہاتی ہوئی ننھی چڑیوں کے سامنے تقدیس الٰہی کے نغمے میں ڈوب جانا چاہتا ہے۔ خدا ہی کے راگ اور اسی کے نغمے اپنانا چاہتا ہے۔ کائنات عالم کے پتے پتے بوٹے بوٹے اور ذرّے ذرّے کے ساتھ بیٹھ کر اللہ تعالی کی تحمید اور تمجید اور تسبیح سے معمور ہونا چاہتا ہے۔

اِنسان کی اس زبردست فطری خواہش (جس کی تکمیل اسے دنیا و آخرت میں مقام بلند سے سرفراز کرتی ہے) کو محسوس کرتے ہوئے اللہ تعالی نے اِنسان کی اپنی زبان میں کلماتِ شکر ادا کرنے اور خدا کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدس میں نغمہ ریز ہونے کیلئے نغمہ جان فزا تلاوت قرآن مجید کرنے کا حکم فرمایا تاکہ اِنسان اپنی فطری تڑپ کو اس نغمے کے ذریعے پورا کرسکے جو اس کے اندر اُمڈتی ہے۔ اور سکون اور اطمینان حاصل کرسکے۔

آغازِ سُخن

مؤلف کے دِل میں ایک عرصہ سے یہ شوق پیدا ہو رہا تھا کہ کسی ایسے موضوع پر کتاب لکھی جائے جس کو گناہوں کے سمندر میں غوطہ لگانے والا بھی پڑھے۔ تو اس کے دل میں محبت الٰہی، معرفت الٰہی، قربت الٰہی کی شمع روشن ہو جائے حقیقت میں اللہ تعالی کی محبت کا نشہ ایسا ہے جس کے سامنے دنیا اور مافیہا کے سارے نشے ختم ہو جاتے ہیں جس دل میں اِس محبت کا رتی بھر بھی اثر ہو جائے تو اس دل کی دوا کیلئے دیدارِ محبوب کے علاوہ کوئی چیز کارگر نہیں ہو سکتی ایسا اِنسان محبوب کی حصول رضا والے اعمال میں لگا رہتا ہے اور تمام اعمال سے مقصود اللہ کی رضا و محبت ہی ہے اور محبت ہی کی وجہ سے اِنسان کیلئے مشکل سے مشکل عمل آسان ہو جاتا ہے بڑے بڑے گناہ چھوڑنے آسان نہیں بلکہ مزیدار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ محبت قلب کی وہ آگ ہے جو ہر نجاست کو جلا دیتی ہے اور جب محبت قلب کے گرد و نواح میں آجاتی ہے تو گناہ کا صدور مشکل ہو جاتا ہے جو اللہ کی محبت کا مزہ چکھ لیتا ہے وہ پھر فانی محبتوں اور غیر اللہ سے دل نہیں لگاتا۔ کیونکہ حق تعالیٰ کی محبت ایک بادشاہ ہے جب وہ کسی دل میں بسیرا کر جاتی ہے تو پھر کسی دوسرے کو ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ محبت الٰہی کا موضوع ایک ایسا اثر انگیز ہے اور سحر انگیز ہے ہر کوئی دوسرے ہر موضوع سے تھکاوٹ محسوس کرے گا لیکن اس موضوع سے کبھی کوئی بور نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مادّہ محبت ہر فاسق میں بھی موجود ہوتا ہے اور غیر فاسق میں بھی۔

فرق۔اتناہے کہ فاسق میں محبت مجازی کی شدّت ہوتی ہے اور اللہ کے محبوب بندوں میں محبتِ حقیقی کی شدت ہوتی ہے۔لہٰذا ضرورت اِس بات کی ہے کہ اِن کی محبتِ مجازی کو حقیقی محبت میں بدل دیا جائے اس تڑپ سے صفحہ قرطاس پر کچھ الفاظ بکھیرنے کیلئے حقیر نے قلم کو جنبش دی ہے۔کتابِ ہذا میں صفات ربِّ العالمین مظاہر کائنات وجودِ باری تعالیٰ،بحوالہ قرآن وحدیث،محبت ومعرفت اور قربت کو یکجا کیا گیا ہے۔اللہ تعالی سے قوی اُمید ہے کہ یہ کتاب تاریکی میں روشن چراغ ثابت ہو ہر طبقہ کے مسلمان اور بالخصوص عاشقِ مزاج لوگوں کیلئے نافع ومفید ہو گی۔اللہ تعالی اِس کاوش کو ذریعہ نجات بنائے۔

ابوعطاء المنعم رضاء الله بن الحآج خآن بادشاه حفطه الله ورعاه وجعل الجنة امثواه

اِنتساب

پیارا ابو جان (حفظہ اللہ) اور پیاری امّی جان (رحمہا اللہ) کے نام جن کی پُر خلوص کاوشوں اور دن رات کی محنتوں سے اللہ تعالی نے مُجھ ناچیز کو اشاعتِ اسلام کے قابل بنایا جنکی دعائیں اور محبتیں میرا بہترین اثاثہ ہیں۔

ایک آفاقی مذہب

جسم اور روح کے اِتصال کانام زندگی ہے۔ہر جاندار میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں۔لیکن اِنسان اور دوسرے جانداروں میں فرق یہ ہے کہ انسان کو عقل وشعور اور خیر وشر میں تمیز کی صلاحیت سے بھی نوازا گیا ہے اسی عقل وشعور کا کرشمہ ہے کہ عقلمند یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ وہ اِس کائنات میں اپنا مقام متعین کرے کہ وہ کس حیثیت سے اِس کائنات میں زندگی گزار رہا ہے اپنے مقام کی اس تشخیص پر اس کی زندگی اور اعمال وافعال کا انحصار ہو تا ہے۔لیکن اِنسان کی عقل محدود ہے زندگی میں بے شمار ایسے مسائل سامنے آتے ہیں جن میں اَکثر عقل بھٹک جاتی ہے۔

مثلاً اِس کائنات کی ابتدا کیسے ہوئی وہ دنیا میں کس حیثیت سے آیا مرنے کے بعد کیا روح بھی فنا ہو جائے گی اگر ایسا نہیں تو پھر اس کی آئندہ زندگی کس طرح کی ہو گی۔یہ ایسے سوالات ہیں جن کا عقل کی کسوٹی پر تجربہ ومشاہدہ نہیں کیا جا سکتا۔پھر ہر اِنسان کی عقل کا معیار بھی الگ الگ ہے۔کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہمہ تن اپنے ہی سوالات پر غور کرتے ان میں منہمک رہتے ہیں۔رَبِّ کائنات کے وجود کی حقیقت اور ابن اللہ کے حوالے سے باتیں کرتے ہیں۔کچھ لوگ ہیں جنہیں صرف کھانے،پینے،پہننے اور سونے سے فرصت نہیں۔اَور وہ اِن مسائل کی طرف بھول کر بھی نہیں سوچتے۔

الحمدلله رب ا لعالمين، والعا قبة للمتقين ،والصلاة والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين ،وعلى اٰله وصحبه الطيبين الطاهر ين ومن اقتدى بهد يهم وسن بسنتهم الى يوم الدين ،اما بعد

اہلِ علم کے کلام میں ''نواقضِ ایمان'' کی اصطلاح کا جابجا تذکرہ ملتا ہے۔اس اصطلاح سے ان کا مقصود و مدعا ایسے امور کا تذکرہ ہوتا ہے جو بندے کے ایمان کو توڑڈالتے ہیں۔ان امور میں سے کسی ایک کے ارتکاب سے بندہ دولتِ ایمان سے یکسر محروم ہو کر وادیٔ ارتداد میں کود جاتا ہے ، پھر اس کی گزشتہ عمر کی تمام نیکیاں رائیگاں چلی جاتی ہیں،اور وہ شخص ملتِ اسلام سے خارج قرار دے دیا جاتا ہے،جب اس کی موت آتی ہے تو اس کا ایک گناہ بھی بخشش و معافی کے قابل نہیں ہوتا اور قیامت کے دن یہ شخص خالداً و مخلداً(ہمیشہ ہمیشہ کیلئے) واصلِ جہنم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۡ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○Ĉ][1]

ترجمہ:(اور جو ایمان کے ساتھ کفر کر بیٹھے اس کے تمام عمل برباد ہو جائیں گے اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں کی صف میں ہو گا)

ہماری اس تقریر سے قارئینِ کرام کو نواقضِ ایمان کی خطرناکی اور بھیانک پن کا اندازہ ہو گیا ہو گا،اور ظاہر ہے کہ ایمان تو اصل واساس کی حیثیت رکھتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث[ولا تدخلوا الجنة حتی تؤمنوا] کے بمصداق ایمان کے بغیر کسی شخص کو جنت کا داخلہ نصیب نہیں ہو گا، لیکن جس کا ایمان ہی کسی ناقضِ امر کے ارتکاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے،تو اسے نہ تو دنیا کی سعادت میسر آئے گی نہ آخرت کی فلاح و نجاح،لہذا ایک مکلف کو جس طرح ایمان وعقیدہ کی معرفت اور اس کی لذت وحلاوت سے سرشار ہونا ضروری ہے ،اس قدر ''نواقضِ ایمان'' یعنی ایمان کو توڑنے اور زائل کرنے والے امور کی پہچان ضروری ہے، تاکہ وہ ان خطرناک امور میں سے کسی بھی امر کے ارتکاب سے بچ سکے، اور اپنے ایمان کو محفوظ ومقبول بنالے،بصورتِ دیگر ایمان کا خاتمہ اور اسکے نتیجہ میں ابدی بربادی کا ناقابلِ تلافی نقصان کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

واضح ہو کہ نواقض،ناقض کی جمع ہے،ناقض ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو کسی بھی مبرم اور قطعی امر یا عقد یا ٹھوس عمارت کو توڑ دے۔'' نواقضِ ایمان'' سے مراد وہ امور ہیں جن میں سے کسی ایک کو اپنانے سے، ایمان جیسی ٹھوس چیز ٹوٹ جاتی ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں اس اصطلاح کا ذکر ملتا ہے:

عن ابی امامة الباھلی رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: [انتقض عری الاسلام عروة عروة فکلما انتقضت عروة تشبث الناس بالتی تلیھا وأولھن نقضا الحکم وآخرھن الصلاة][1]

ترجمہ: ابو امامۃ الباھلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[اسلام کے تمام کنڈے ایک ایک کرکے ٹوٹ جائیں گے ،جب بھی کوئی کنڈا ٹوٹے گا،لوگ اگلے کے درپے ہو جائیں گے،سب سے پہلے حاکمیت کا کنڈہ ٹوٹے گا اور سب سے آخر میں نماز کا...]

واضح ہو کہ کتبِ فقہ میں ''نواقضِ ایمان'' کی اصطلاح کو ''رِدۃ'' کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے، جس کا معنیٰ مرتد ہونا ہے، یعنی قبولِ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا ارتکاب جو بندے کے ارتداد کا سبب بن جائے، یعنی وہ امر اس کے ایمان کے توڑنے اور ختم کرنے کا باعث بن جائے، یہی نواقضِ ایمان کی اصطلاح کا مقصود ہے۔

نواقض کی دو قسمیں ہیں **(۱) قولی (۲) فعلی**

قولی نواقض سے مراد ایسی باتیں یا کلمات جن کے اظہار یا ادائیگی سے بندے کا ایمان ختم ہو جاتا ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی بھی نبی کو گالی دینا، غیر اللہ سے دعاء یا استغاثہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کے تعلق سے ایسی گفتگو کرنا جو صفاتِ باری تعالیٰ میں کسی الحاد مثلاً: انکار، تعطیل یا مخلوقات سے تشبیہ کی موجب ہو، نبوت کا دعویٰ کرنا، جبکہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے، کتاب وسنت سے ثابت شدہ حقائق میں سے کسی حقیقت کا انکار کر دینا، مثلاً: کوئی شخص ملائکہ یا جنوں کے وجود کا انکار کر دے، یا روزِ آخرت کا انکار کر دے، یا جنت وجہنم کے وجود کا انکار کر دے، یا تقدیر کا انکار کر دے یا واقعہ اسراء ومعراج کا انکار کر دے وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح شعائرِ دین میں سے کسی چیز کا استہزاء کرنا اور مذاق اڑانا بھی ایمان کے قولی نواقض میں سے ہے۔

فعلی یا عملی نواقض سے مراد ایسے اعمال وافعال ہیں جو ایمان سے متناقض ہیں، اور کسی صورت ایمان کے ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکتے، مثلاً: غیر اللہ کو سجدہ کرنا، مصحف (قرآن مجید) کی استہانت اور بے حرمتی کرنا، حکم بغیر ما انزل اللہ، جادو سیکھنا، سکھانا، کسی پہ کرنا یا کروانا، یا جادو ہو جائے تو اسے جادو کے ذریعہ زائل کرانا، یا نجومیوں اور کاہنوں کے پاس جانا اور ان کی خبروں کی تصدیق کرنا، نماز کا ترک کرنا، یا علماء وصالحین کے علم وصلاح کا مذاق اڑانا یا دین سے مکمل اعراض اور ترکِ تعلق کی روش پر قائم ہونا (یعنی نہ تو دین کو سیکھا اور نہ کبھی کسی مسئلہ پر عمل کیا) وغیرہ وغیرہ۔ قارئین کرام! اس مختصر سے مقدمہ میں ہمارا مقصود مکمل نواقضِ ایمان پر بحث نہیں، ہم نے محض تقریبِ مسئلہ کیلئے چند مثالوں پر اکتفاء کیا ہے، یہ مختصر سا رسالہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس کا موضوع ''الولاء والبراء'' ہے، یعنی دوستی یا دشمنی، محبت یا نفرت کی شرعی بنیادیں کیا ہیں؟ یہ بڑی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے، اسے صحیح طور پر سمجھنا اور پھر اعتقاداً وعملاً اس کا صحیح حق ادا کر دینا مکملاتِ ایمان میں سے ہے:

[من أحب لله وأبغض لله وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الايمان][1]

دوستی، دشمنی، محبت اور نفرت یہ سب عبادات ہیں، اور ہر قسم کی عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی سے دوستی یا محبت کا رشتہ قائم کرنا ہے تو اللہ کیلئے، اور دشمنی اور نفرت کا مظاہرہ کرنا ہے تو وہ بھی اللہ کیلئے، بس یہی اس مسئلہ کی مرکزیت ہے'' ألاكل شئ ماخلا لله باطل''

عن عبد الله بن عباس رضی الله تعالىٰ عنهما قال قال رسول لله صلى الله عليه وسلم :[أوثق عرى الايمان الموالاة فى لله والمعاداة فى لله والحب فى لله والبغض فى لله][2]

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-[ایمان کا سب سے مضبوط کنڈا اللہ کیلئے دوستی اور اللہ کیلئے دشمنی ہے اور اللہ کیلئے محبت اور اللہ کیلئے نفرت کرنا ہے]

یاد رکھیئے، عقیدہ ''الولاء والبراء'' ایمان کا سب سے مضبوط کنڈا ہے، بلکہ صحت وقبول ایمان کی بنیادی شرط ہے، اس عقیدہ کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں خلل یا اضطراب، نواقضِ ایمان میں شمار ہوتا ہے۔ ولاء اور براء اگرچہ دونوں قلبی اعمال ہیں، لیکن ان دونوں کا مظہر بندے کے ظاہری اعمال وتصرفات ہیں، کچھ ظاہری علامات ہیں جن سے ولاء یعنی مؤمنین سے الفت ومحبت اور براء یعنی کفار ومشرکین سے نفرت وعداوت کا اظہار ہوتا ہے، ان صور وعلامات کا تفصیلی بیان زیرِ نظر رسالہ میں موجود ہے۔

شیخ عبد اللطیف بن حسن آل شیخ فرماتے ہیں:

فالولاء للمؤمنين يكون بمحبتهم لايمانهم ونصرتهم والنصح لهم والدعاء لهم والسلام عليهم وزيارة مريضهم وتشييع ميتهم واعانتهم والرحمة بهم وغير ذلک. والبراء من الكفار تكون ببغضهم دينا، ومفارقتهم وعدم الركون اليهم اوالاعجاب بهم والحذر من التشبه بهم وتحقيق مخالفتهم شرعا وجهادهم بالمال واللسان والسنان ونحو ذلک من مقتضيات العداوة فی الله. (انتهى كلامه)

ترجمہ: مؤمین سے ولاء کی علامات یہ ہیں کہ ان سے ان کے مؤمن ہونے کی وجہ سے محبت کی جائے، ان کی نصرت کی جائے، ان کے ساتھ خیر خواہانہ رویہ روا رکھا جائے، ان کیلئے دعائیں کی جائیں، ملاقات پر انہیں سلام کہا جائے، بیمار ہوں تو عیادت کی جائے، فوت ہونے پر جنازہ میں شرکت کی جائے، بوقتِ ضرورت اعانت کی جائے، اور شفقت ومحبت کا برتاؤ کیا جائے وغیرہ۔ جبکہ کفار سے براء کی علامات یہ ہیں کہ ان کے ناپاک ونجس دین کی وجہ سے ان سے بغض رکھا جائے، ان سے علیحدگی اختیار کی جائے، ان کی طرف کسی قسم کا قلبی جھکاؤ اور میلان نہ ہو، نہ ہی ان کے کسی کارنامے پر خوش ہوا جائے، ان سے کسی بھی قسم کا تشبہ اختیار کرنے سے یکسر گریز کیا جائے بلکہ شریعت نے جن چیزوں میں ان کی مخالفت اختیار کرنے کی تلقین کی ہے ان میں پوری شد ومد کے ساتھ انکی مخالفت کی جائے (حسبِ موقع) ان سے مال، زبان اور تلوار کے ساتھ جہاد کیا جائے، اسی طرح دیگر بہت سے ایسے امور ہیں جو ان کے ساتھ اظہارِ عداوت کے مقتضی ہیں۔ (انتہی کلامہ)

برادرانِ اسلام! ولاء یا براء کی مظہر ان علامات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے کردار کا جائزہ لیجئے، یہ بڑا ضروری اور متعین امر ہے، کیونکہ ولاء وبراء کا عقیدہ ایمان کا سب سے مضبوط کنڈا ہے، اور ہر بندے کیلئے ایک کڑا امتحان ہے۔ بالخصوص وہ لوگ اپنے ایمان کی سلامتی کی فکر کریں جو بلادِ کفر کو بلادِ اسلام پر بڑے فخریہ انداز سے ترجیح دیتے ہیں، مسلمانوں کے مقابلہ میں کفار سے زیادہ محبت کرتے ہیں، خصائلِ ایمان کے مقابلہ میں خصائلِ کفر (جو درحقیقت رزائل ہیں) کی تعریف میں پیش پیش رہتے ہیں، کفار کے ایجنٹ اور آلہ کار بن کر بلادِ اسلام میں فساد برپا کرنے اور مسلمانوں کی بربادی اور ہلاکت کی پلاننگ کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اپنی سائنسی مہارات وایجادات سے کفار کو فائدہ پہنچا رہے ہیں بلکہ وسائلِ حرب وضرب ایجاد کرکے انہیں کفار

کے سپرد کر دیتے ہیں تاکہ وہ انہیں مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں۔ مسلمانوں کی ہلاکت کے سلسلہ میں کفار کے ساتھ پورا پورا تعاون کرتے ہیں بلکہ ان پر حملہ کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ بلادِ کفار کی نیشنلٹی حاصل کر کے اپنی پوری زندگی وہاں گزار دیتے ہیں اور یہ پوری زندگی ان کے تمام قوانین کی پیروی کرتے ہوئے بسر کر دیتے ہیں، ہم نے بعض مسلمانوں کو اپنے تجارتی مراکز میں صلیب تک فروخت کرتے ہوئے دیکھا ہے ۔(فانا للہ وانا الیہ راجعون) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کیجئے:

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ 57][1]

ترجمہ:(مسلمانو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو) بہر حال ہم نے الولاء والبراء ہی کے تحت اپنے جملہ مسلمان بھائیوں کے ساتھ جذبۂ خیر خواہی کے پیشِ نظر یہ چند سطور تحریر کر دی ہیں، نیز اس مختصر مگر انتہائی جامع اور نافع رسالہ کا تیسرا ایڈیشن ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس انتہائی اہم اور حساس مسئلہ کے تعلق سے ہمیں راست اقدام کی توفیق مرحمت فرمائے، ہمیں ایمان پر قائم رکھے، اور اسی پر خاتمہ ہو جائے۔ **واللہ ولی التوفیق وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وأھل طاعتہ أجمعین.**

کتبہ / ابو عطاء المنعم رضاء اللہ بن الحاج خآن بادشاہ باجوری

الحمد للہ والصلاۃ والسلام علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ ومن اھتدی ھداہ وبعد:

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بعد ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ محبت اور اسکے دشمنوں کے ساتھ عداوت و نفرت قائم کی جائے۔ چنانچہ عقیدۂ اسلامیہ جن قواعد پر قائم ہے، ان میں سے ایک عظیم الشان قاعدہ یہ ہے کہ اس پاکیزہ عقیدے کو قبول کرنے والا ہر مسلمان اس عقیدے کے ماننے والوں سے دوستی اور نہ ماننے والوں سے عداوت قائم و بحال رکھے اور یہ شرعی فریضہ ہے کہ ہر صاحبِ توحید سے محبت کرے اور اسکے ساتھ دوستی کا رشتہ استوار رکھے، اسی طرح ہر شرک کرنے والے سے بغض رکھے اور اسکے ساتھ عداوت کی راہ پر قائم رہے۔ سیدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کا یہی اسوۂ حسنہ ہمارے لئے بطور خاص قرآنِ حکیم میں نقل کیا گیا ہے اور ہمیں ملتِ ابراھیمی کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

[قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ] [1]

ترجمہ: تحقیق تمہارے لئے ابراھیم علیہ السلام اور انکے رفقاء میں ایک اچھا نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو، ان سب سے بے تعلق اور ناراض ہیں، ہم تمہاری اس روش کا انکار کرتے ہیں اور جب تک تم ایک اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان نہیں لے آتے، ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض قائم رہے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی بھی یہی تعلیم ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَاۗءَ ۘبَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ 51؀][1] [1]المائدۃ:۵۱

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو کوئی تم میں سے انہیں دوست بنائے گا وہ بلاشبہ انہیں میں سے ہو گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہ آیتِ مبارکہ بطور خاص اہل کتاب سے دوستی و تعلق قائم کرنے کی حرمت و ممانعت پر دلیل ہے۔ ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ہر قسم کے کافروں سے دوستی قائم کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ فرمایا:

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَاۗءَ][1]

ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو ایسے کفار کی دوستی بھی مسلمانوں پر حرام قرار دے دی ہے ،جو خونی رشتے اور نسب کے اعتبار سے انتہائی قریب ہوں۔ فرمایا:

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَاۗءَكُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَاۗءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَي الْاِيْمَانِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ 23؀][2]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہیں، تو ان سے دوستی مت رکھو اور تم میں سے جو بھی ایسوں سے دوستی رکھیں گے وہ یقینا ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

[لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ][3]

[1]الممتحنۃ:۱ [2] التوبۃ:۲۳ [3] المجادلۃ: ۲۲

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے جو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے (ماں) باپ، اولاد، (بہن) بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ آج اس عظیم شرعی قاعدے سے بہت سے لوگ غافل اور ناآشنا ہیں۔ حتیٰ کہ میں نے تو ایک عرب ریڈیو سے ایک ایسے شخص کو جو اپنے آپ کو عالم اور داعی سمجھتا ہے، یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ نصاریٰ ہمارے بھائی ہیں۔ ہائے افسوس! یہ بات کتنی خطرناک ہے۔

برادرانِ اسلام!

جس طرح اللہ تعالیٰ نے کفار اور عقیدۂ اسلامیہ کے دشمنوں کی دوستی کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح ان کے مقابل مسلمانوں (مومنوں) سے دوستی قائم کرنے اور محبت رکھنے کو واجب قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ 55 وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ 56][1]

ترجمہ: تمہارے دوست تو صرف اللہ تعالیٰ، اسکا رسول اور مؤمن لوگ ہی ہیں، جو نماز

[1] المائدہ: 55، 56

قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور مؤمنوں سے دوستی کرے گا (تو وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں شامل ہے) اور اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہو کر رہنے والی ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

[مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ][1]

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں، وہ کفار پر بہت سخت ہیں اور آپس میں رحم دل ہیں۔

نیز فرمایا: [اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ][2]

ترجمہ: بے شک مؤمن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ثابت ہوا کہ دین اور عقیدے کا تعلق اس قدر مضبوط اور مستحکم ہے کہ اس نے تمام اہلِ ایمان کو اخوت اور بھائی چارے کے انتہائی پاکیزہ رشتے سے منسلک کر دیا ہے، خواہ ان کے حسب و نسب، قوم و وطن، ذات و برادری اور زمان و مکان میں کتنی ہی دوری اور تفاوت ہو۔ [1] الفتح: ۲۹ [2] الحجرات: ۱۰

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ 10ۧ][1]

ترجمہ: اور ان کے لئے بھی جو ان (مہاجرین) کے بعد آئے اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے، کہ جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کے واسطے ہمارے دلوں میں کینہ (بغض) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ لہذا تمام مؤمن اول تا آخر زمان و مکان کی دوریوں سے بالکل بے نیاز اور بالاتر آپس میں رشتۂ اخوت سے منسلک ہیں، ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی اقتداء کرتے ہیں، ایک دوسرے کے لئے دعائیں مانگتے ہیں اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔

دوستی اور دشمنی کی علامات

دوستی اور دشمنی کی ان حدود کی معرفت کے بعد معلوم ہونا چاہئیے کہ اسلام میں دوستی اور

[1] الحشر: ۱۰

دشمنی کی بڑی واضح علامات بیان کی گئی ہیں۔ (ان علامات کو پیشِ نظر رکھ کر ہر شخص اپنے آپ کو تول سکتا ہیں کہ وہ کس قدر اسلام کے، دوستی اور دشمنی کے معیار پر پورا اتر رہا ہے)

اولاً:

کفار سے محبت کی علامات

ہم ان امور کو بیان کرتے ہیں جو کفار سے دوستی اور محبت کی دلیل ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

(۱)لباس وگفتار کی تقلید

یعنی ہم اپنے لباس وگفتار میں جس قوم کی نقل کریں گے تو گویا ان سے اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، کیونکہ لباس وگفتار وغیرہ میں کسی قوم کی تشبیہ ان سے محبت ہی کی دلیل ہے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ][1] [1] ابوداؤد:۴۰۳۱

ترجمہ: جو کسی قوم کی نقالی کرے گا، وہ انہیں میں سے شمار ہو گا۔

لہذا کفار کی وہ عادات، عبادات، اخلاق اور طور طریقے جو ان کا خاصہ بن چکے ہیں، میں انکی تشبیہ اختیار کرنا حرام ہے۔ مثلاً: داڑھی منڈوانا، لمبی مونچھیں رکھنا، بلاضرورت انکی زبان بولنا، لباس میں انکی نقل اتارنا اور کھانے پینے میں انکے طور وطریقے اختیار کرنا وغیرہ۔

(۲)ان کے علاقوں میں اقامت اختیار کرنا

یعنی کفار کے علاقوں میں مستقل اقامت اختیار کرلینا اور مسلمانوں کے علاقوں میں سکونت پذیر ہونے سے گریز کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ حالانکہ محض اپنے دین کے تحفظ کے خاطر کفار کے علاقوں سے بچ نکلنا اور مسلمانوں کی سرزمین میں سکونت اختیار کرنا ایک شرعی مطلوب ہے۔ بلکہ اس عظیم الشان مقصد کے حصول کیلئے ہجرت کرنا ہر مسلمان کا شرعی فریضہ ہے، کیونکہ سرزمینِ کفر میں سکونت پذیر ہونا کفار سے محبت کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک مسلمان کا اگر وہ ہجرت پر قادر ہو، کفار کے درمیان رہنا حرام قرار دیاہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

[اِنَّ الَّذِيۡنَ تَوَفّٰىهُمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِىۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ قَالُوۡا فِيۡمَ كُنۡتُمۡ‌ؕ قَالُوۡا كُنَّا مُسۡتَضۡعَفِيۡنَ فِى الۡاَرۡضِ‌ؕ قَالُوۡۤا اَلَمۡ تَكُنۡ اَرۡضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوۡا فِيۡهَا‌ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاۡوٰٮهُمۡ جَهَنَّمُ‌ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا 97ۙ اِلَّا الۡمُسۡتَضۡعَفِيۡنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالۡوِلۡدَانِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ حِيۡلَةً وَّلَا يَهۡتَدُوۡنَ سَبِيۡلًا 98ۙ][1] [1]النساء : ۹۷،۹۸

ترجمہ: جو لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کس حال میں تھے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا، کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کرسکتے ہیں اور نہ ہی راستہ جانتے ہیں، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کردے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والاہے اور بخشنے والا ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ سر زمینِ کفر میں سکونت پذیر ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ کمزور ہیں اور ہجرت کی طاقت نہیں رکھتے، انہیں کچھ چھوٹ ہے۔ اسی طرح وہ لوگ بھی نا قابلِ گرفت ہیں جن کے سر زمینِ کفر میں رہنے میں کوئی دینی مصلحت ہو۔ مثلاً: ان علاقوں میں دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشر و اشاعت کا کام کر رہے ہوں۔ (بلکہ یہ تو عظیم جہاد ہے)۔

(۳) محض تفریح کی خاطر کفار کے علاقوں کا سفر اختیار کرنا

کفار کے علاقوں کا سفر کرنا ناجائز ہے الا یہ کہ کوئی شدید ضرورت ہو۔ مثلاً علاج یا تجارت کی غرض سے یا ایسے مفید قسم کے مضامین کی تعلیم کی خاطر جن کا حصول اس سفر کے بغیر ممکن نہ ہو، تو ان حالات میں کفار کے علاقوں میں بقدرِ ضرورت سفر کر کے جانا جائز ہے اور جب ضرورت پوری ہو جائے تو فوری طور پر اپنے علاقوں کی طرف رجوع واجب ہے۔ لیکن اس سفر کے جائز ہونے کیلئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ سفر کرنے والے پر اپنے دین اسلام کا رنگ غالب ہو۔ شر اور فساد کے مقامات سے دور اور نفور ہو، دشمن کے مکر و فریب سے چوکنا اور محتاط ہو۔ اسی طرح کفار کے علاقوں کی طرف دعوت الی اللہ اور تبلیغِ اسلام کی خاطر سفر کرنا جائز بلکہ بعض حالات میں واجب ہے۔

(۴) مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرنا اور ان کا دفاع کرنا

یہ بھی کفار سے محبت کی علامت ہے بلکہ یہ فعلِ قبیح تو انسان کو یکسر اسلام کی دولت سے ہی محروم کر دیتا ہے اور اسے مرتد بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ ہم اس مرض سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(۵) کفار کی مدد چاہنا اور ان پر اعتماد کرنا اور انہیں مسلمانوں کے خفیہ رازوں سے متعلق عہدوں پر فائز کرنا اور انہیں اپنا ہم راز یا مشیر بنانا

یہ سب ان کی محبت کی علامات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر غور کریں۔

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ڌ وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ][1] [1] آل عمران:۱۱۸تا ۱۲۰

ترجمہ:مومنو! کسی غیر مذہب کے آدمی کو اپناراز داں نہ بناؤ، یہ لوگ تمہاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کو تاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمہیں تکلیف پہنچے۔

ان کی زبانوں سے تو دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جو (کینے) ان کے سینوں میں مخفی ہیں وہ کہیں زیادہ ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں۔ دیکھو تم ایسے(صاف دل)لوگ ہو کہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہو، حالانکہ وہ تم سے دوستی نہیں رکھتے، اور تم سب کتابوں پر ایمان رکھتے ہو(اور وہ تمہاری کتاب کو نہیں مانتے)اور جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو تم پر غصہ کے سبب انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ ان سے کہہ دو کہ (بدبختو!) اپنے غصہ ہی میں مر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتوں سے خوب واقف ہے۔ اگر تمہیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر رنج پہنچے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔

ان آیاتِ کریمہ نے واضح کر دیا کہ کفار کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کس قدر کینہ اور بغض چھپا ہوا ہے۔

وہ مسلمانوں کے خلاف مکر وخیانت کی کیا کیا تدبیریں اور پالیسیاں مرتب کرتے رہتے ہیں۔

ہر حیلہ اور وسیلہ بروئے کار لا کر مسلمانوں کو مبتلائے ضرر رکھنا، ان کا پسندیدہ مشغلہ بن چکا ہے۔

مکر وفریب سے مسلمانوں کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد ان کی مضرت وتذلیل کی منصوبہ بندی میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا" میرے پاس ایک عیسائی کاتب ہے "توامیر المؤمنین نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کرے۔ عیسائی کاتب رکھنے کی کیا سوجھی کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا! [اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔]تم نے کوئی مسلمان کاتب کیوں نہ رکھا؟ میں نے کہا: امیر المؤمنین اس کا دین اس کے لئے ہے۔ مجھے تو اپنی کتابت چاہئے۔ فرمایا:

" جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل ورسوا کر دیا ہے میں انہیں عزت وکرامت نہیں دے سکتا اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہم سے دور کر دیا۔ میں انہیں اپنے قریب نہیں کر سکتا"

مسند احمد اور صحیح مسلم میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لئے نکلے۔ تو ایک مشرک آدمی بھی ساتھ ہو لیا اور حرہ مقام پر ملاقات کرتے ہوئے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ میں شرکت کی خواہش ظاہر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[کیا تم اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہو؟]اس نے کہا نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:[تم واپس لوٹ جاؤ۔ ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیا کرتے]

ان دلائل سے واضح ہوا کہ مسلمانوں کے امور سے متعلق کفار کو کسی منصب پر فائز کرنا حرام ہے، کیوں کہ وہ اس طرح مسلمانوں کے حالات اور خفیہ بھید بڑی آسانی سے حاصل کرلیں گے اور نتیجۃً ان کی ضرر رسانی کا سامان تیار کرنے کی سازشیں کرنے لگیں گے۔ آج کل کفار کو مسلمانوں کی سرزمین ، حرمین شریفین پر مزدور، کاریگر، ڈرائیور یا خدمت گار کے طور پر لایا جارہا ہے اور وہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے علاقوں میں مخلوط زندگی بسر کررہے ہیں بلکہ گھروں میں مربی کی حیثیت سے رکھا جارہا ہے اور وہ مسلمانوں کی فیملیوں کے ساتھ مخلوط زندگی گزار رہے ہیں۔

آج کے دور میں یہ روش حرمت اور انجام کار کی تباہی کے اعتبار سے سابقہ روش سے کوئی مختلف نہیں ہے۔

(٦) کفار کے ہاں مروجہ تاریخ کو اپنانا:

یعنی جو تاریخ بلادِ کفر میں رائج و مستعمل ہے، اسے اختیار کرلینا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ پھر خاص طور پہ ایسی تاریخ جو ان کی کسی مناسبت یا عید کی ترجمانی کررہی ہو، مثلاً:

عیسوی تاریخ

عیسوی تاریخ: عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی یادگار کے طور پر ہے، یہ تاریخ عیسائیوں نے خود اختراع کی ہے، عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے اس تاریخ کا کوئی تعلق نہیں ہے، لہٰذا اس تاریخ کا رواج واستعمال، ان کے اشعار اور عید کو زندہ کرنے میں ان کے ساتھ مشارکت کے مترادف ہے۔ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مسلمانوں کیلئے تاریخ مقرر کرنے کا ارادہ کیا تو کفار کی مروجہ تمام تاریخوں کو ٹھکرا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی تاریخ مقرر کردی۔ اس سے ثابت ہوا کہ تاریخ کے تقرر اور اس قسم کے دیگر کفار کے خصائص میں ان کی مخالفت کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔۔۔ واللہ المستعان

(٧) کفار کے تہوار میں شرکت

کفار کے تہواروں میں شرکت کرنا یا ان کے تہواروں کے انعقاد میں ان کے ساتھ تعاون کرنا یا ان کے تہواروں کی مناسبت سے انہیں مبارک باد کے پیغامات بھیجنا، یہ سب ان سے دوستی اور محبت کے نشانات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی صفات میں ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی ہے : [وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ][1]

ای مِنْ صِفَاتِ عِبَادِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُمْ لَايَحْضُرُوْنَ اَعْيَادَ الْكُفَّارِ

جس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ رحمن کے نیک بندے کفار کے تہواروں اور ان کی عیدوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

(۸) کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف و تشہیر

یعنی کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتوصیف اور ان کے عقائدِ باطلہ اور دینِ فاسد سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ان کے اخلاق اور مہارات سے خوش ہونا، یہ سب ان کی محبت کی علامات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِۦٓ أَزْوَٰجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ] [2]

ترجمہ: اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے، تاکہ ان کی آزمائش کریں، ان پر نگاہ نہ کرنا۔ اور تمہارے پروردگار کی عطا

[1] الفرقان: ۷۲ [2] طه: ۱۳۱

فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسلمان اپنی قوت اور استحکام کے اسباب ہی چھوڑ کر بیٹھ جائیں بلکہ ان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مختلف صنعتوں کی تعلیم حاصل کریں، اقتصادیات کو مستحکم کرنے والی جائز راہیں اپنائیں اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے ہم آہنگ عسکری اور حربی اسالیب کی تعلیم حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَأَعِدُّوا۟ لَهُم مَّا ٱسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ][1]

ترجمہ: جس قدر طاقت ہو تیر اندازی (وغیرہ) سیکھ کر کفار کے مقابلے میں تیار رہو)

کائنات کے یہ تمام وسائل ومنافع درحقیقت مسلمانوں ہی کے لئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ][2] [1]الانفال:۶۰ [2] الاعراف: ۳۲

ترجمہ: پوچھو کہ جو زینت وآرائش اور کھانے پینے کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہیں، ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو! کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان لانے والوں کے لئے ہیں اور قیامت کے دن خالص انہی کا حصہ ہونگی۔

نیز فرمایا:

[وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ][1]

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کو اپنے حکم سے تمہارے ہی واسطے مسخر کیا ہے۔

نیز فرمایا:

[هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا][2]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے سب کا سب تمہارے ہی واسطے پیدا کیا ہے۔ تو پھر یہ ضروری ٹھہرا کہ مسلمان ان منفعتوں اور قوتوں کے حصول میں سب سے آگے ہوں اور کفار کو یہ چیزیں حاصل کرنے کا موقع فراہم نہ کریں۔ یہ تمام کارخانے، فیکٹریاں مسلمانوں ہی کا حقِ اولین ہے۔

(۹) کفار کے نام رکھنا:

بعض مسلمان اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے اجنبی نام رکھتے ہیں اور اپنے آباؤ واجداد

[1]الجاثیۃ: ۱۳ [2] البقرۃ :۲۹

کے نام، یا ایسے نام جو ان کے معاشرے میں معروف ہوتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[خَيْرُ الْاَسْمَاءِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ][1]

ترجمہ: بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔

ناموں کی اس تبدیلی کے مرض کے عام ہونے کی وجہ سے باقاعدہ ایسی مسلمان نسلیں وجود میں آ گئیں، جو مغربی ناموں کی حامل ہیں۔ نتیجۃً سابقہ نسلوں سے رشتہ وناطہ توڑ بیٹھیں اور ایسے خاندانوں سے تعارف کا سلسلہ بھی مفقود ہو گیا، جنہوں نے اپنے مخصوص اسلامی ناموں کو اپنائے رکھا۔

(۱۰) کفار کے حق میں دعا کرنا:

کفار کے حق میں مغفرت ورحمت کی دعا کرنا بھی ان سے محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور فرمایا:

[مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ؁] [2]

ترجمہ: نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ لوگ جو ایمان لائے، کو لائق نہیں، کہ جن پر ظاہر ہو گیا ہو کہ مشرکین اہلِ دوزخ ہیں تو ان کے لئے بخشش مانگیں ۔ خواہ وہ ان کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ اس دعا کی حرمت کی وجہ بالکل ظاہر ہے، اور وہ یہ کہ دعا کرنا ان سے محبت کی نشانی ہے۔ نیز یہ ظاہر کرتی ہے کہ مشرکین بھی صحیح عقیدے پر قائم ہیں۔ (حالانکہ شرک اور مشرک انتہائی نجس اور پلید ہیں)

[1] مسند احمد ج۴ ص:۱۹۸، المعجم الکبیر للطبرانی، رقم: ۶۵۵۹ [2] التوبۃ: ۱۱۳

ثانیاً:

مومنین سے محبت کی علامات

بہت سے امور ہیں جو مسلمانوں سے محبت کی علامت قرار پاتے ہیں۔ ان میں بعض درج ذیل ہیں۔

(۱) سرزمینِ کفر کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں کی طرف منتقل ہونا

ہجرت کا معنی ہے: اپنے دین کی سلامتی اور تحفظ کی خاطر کفار کی سرزمین کو چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں میں منتقل ہو جانا۔ یہ ہجرت جس میں یہ عظیم الشان مقصد کارفرما ہے تا قیامِ قیامت باقی ہے اور واجب بھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس شخص سے براءت اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو مشرکین کے درمیان مقیم ہے۔

لہٰذا ایک مسلمان پر کفار کی سرزمین میں رہنا حرام ہے، الا یہ کہ وہ ہجرت کی طاقت نہ رکھتا ہو یا پھر اس کے سرزمینِ کفر میں رہنے کی کوئی دینی مصلحت ہو ۔ مثلاً: دعوت الی اللہ، یا تبلیغ دین وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىھُمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُھَاجِرُوْا فِيْھَا فَاُولٰۗىِٕكَ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا 97 ۙ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا 98 فَاُولٰۗىِٕكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْھُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا 99][1]

ترجمہ: جو لوگ اپنے جانوں پر ظلم کرتے ہیں جب فرشتے ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں تو ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کس حال میں تھے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملک میں عاجز وناتواں تھے۔ فرشتے کہتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ کا ملک فراخ نہیں تھا، کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بری جگہ ہے۔ ہاں جو مرد اور عورتیں اور بچے بے بس ہیں کہ نہ تو کوئی چارہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی راستہ جانتے ہیں، قریب ہے کہ

[1]النساء: ۹۷تا۹۹

اللہ تعالیٰ ایسوں کو معاف کر دے، اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔

(۲) مسلمانوں کے ساتھ حسن تعاون

مسلمانوں کی مدد اور ان کی دینی ودنیوی ضروریات میں جان ومال اور زبان کے ساتھ معاونت بھی محبت کی ایک نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ][1]

ترجمہ: اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں...۔

اور فرمایا:

[وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰي قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ][2]

ترجمہ: اور اگر وہ تم سے دین میں مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا واجب ہے الا یہ کہ وہ ایسی قوم کے خلاف مدد طلب کریں جس کا تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔

(۳)مسلمانوں کی تکلیف پر غمزدہ ہونااور انکی خوشی پر خوش ہونا

یہ بھی باہم محبت اور الفت کی ایک زبردست نشانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1]التوبۃ :۷۱ [2] الانفال :۲،۷

[مَثَلُ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ تَوَادِّھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ وَتَرَاحُمِھِمْ کَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَااشْتَکٰی مِنْہُ عُضْوٌتَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰی وَالسَّھَرِ][1]

ترجمہ: باہمی الفت ومحبت اور دوستی وشفقت کے لحاظ سے مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی ہے کہ جس کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم بخار زدہ اور بیدار رہ کر اس تکلیف کا اظہار کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے ایک عمارت کی مانند ہے، جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو مضبوط کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے یہ مثال سمجھائی۔]

(۴)جذبۂ خیر خواہی:

مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی ان کے لئے ہر قسم کی بھلائی چاہنااور ہر قسم کی دھوکہ دہی اور مکر وفریب سے گریز کرنا بھی ان کے ساتھ محبت کی علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَایُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ][2]

[1]مسلم، رقم:۲۵۸۶ [2] بخاری، رقم:۱۳

ترجمہ: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرنے لگے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

نیز فرمایا:

[اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَايَحْقِرُهٗ وَلَايَخْذُ لُهٗ وَلَايُسَلِمُهٗ ،بِحَسْبِ امْرِيٍ مِّنَ الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمِ ،كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَا لُهٗ وَعِرْضُهٗ][1]

ترجمہ:ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اسے حقیر سمجھتا ہے اور نہ ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے تکلیفوں کا نشانہ بننے کے لئے چھوڑتا ہے۔ آدمی کے بُرا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ہر مسلمان کا خون،مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا:

[لَا تَبَاغُضُوا وَلَاتَدَابَرُوْا وَلَاتَنَاجَشُوْا وَلَايَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا][2]

ترجمہ: آپس میں بغض نہ کرو، باہمی دشمنی نہ کرو، ایک دوسرے کے سودے کو بگاڑنے

[1]صحیح مسلم :٦٥٤١ [2] صحیح مسلم :٦٥٤١

کی کوشش نہ کرو اور ایک دوسرے کے سودے پر اپنا سودا قائم کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

(۵) عزت واحترام کی فضاء

مسلم معاشرہ میں ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کا احترام اور عزت وتوقیر بجالانا نیز تذلیل وتوہین اور عیب جوئی سے گریز کرنا باہمی محبت کی واضح دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ 11 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ 12][1] [1]الحجرات : ١١،١٢

ترجمہ: مؤمنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں اور اپنے

[1]الحجرات : ١١،١٢

(مؤمن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے کا بُرا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد بُرا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ اے اہلِ ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس سے تم ضرور نفرت کروگے، (تو غیبت نہ کرو) اور اللہ تعالیٰ سے ڈر رکھو، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(٦) ہر حال میں وفاداری:

مسلمانوں سے محبت اور دوستی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ہر حال میں ان کے ساتھ رہے خواہ تنگی ہو یا آسانی، سختی ہو یا نرمی، صرف آسانی اور نرمی کی حالت میں ساتھ دینا اور سختی اور تکلیف کی حالت میں ساتھ چھوڑ دینا تو منافقین کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ڮ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا][1] [1]النساء :١٤١

ترجمہ: جو تم کو دیکھتے رہتے ہیں، اگر اللہ کی طرف سے تم کو فتح ملے تو کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو فتح نصیب ہو تو ان سے کہتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں تھے، اور تم کو مسلمانوں (کے ہاتھوں) سے بچایا نہیں۔ تو اللہ تم میں قیامت کے دن فیصلہ کرے گا اور اللہ کافروں کو مؤمنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔

(٧) زیارتوں اور ملاقاتوں کا تسلسل

مسلمانوں کا ایک دوسرے کی زیارت کرتے رہنا، ملاقات کی چاہت رکھنا، اور مل جل کر بیٹھنے کا شوق رکھنا، باہمی محبت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَجَبَتْ مَحَبَّتِيْ لِلْمُتَزَاوِرِيْنَ فِيَّ۔۔۔وفی حدیث آخر ۔۔۔اَنَّ رَجُلاً زَارَ اَخًا لَّهٗ فِي اللّٰهِ فَأَرْصَدَ اللّٰهُ عَلٰى مَدْرَجَتِهٖ مَلَكًا ، فَسَأَلَهٗ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ قَالَ أَزُوْرُ اَخًا لِيْ فِي اللّٰهِ ۔ قَالَ هَلْ لَکَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تُرِبُّهَا عَلَيْهِ ؟ قَالَ: لَا ، غَيْرَ اَنِّيْ اَحْبَبْتُهٗ فِي اللّٰهِ قَالَ فَاِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْکَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا أَحْبَبْتَهٗ فِيْهِ][1]

ترجمہ: محض میری رضا کی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرنے والے والوں کے لئے میری محبت واجب ہو جاتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [ایک آدمی محض اللہ تعالیٰ کی

[1] المعجم الاوسط، رقم: ۵۷۹۵، مؤطا: ۳۵۰۷

رضاء کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لئے نکلا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا جو اس کا انتظار کر رہا تھا (جب وہ شخص وہاں پہنچا) تو اس فرشتے نے سوال کیا، کہاں جانا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے اپنے بھائی کو ملنے جا رہا ہوں، فرشتے نے کہا کیا تمہارا کوئی اس پر احسان ہے، جس کا بدلہ وصول کرنے جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا، نہیں۔ میں صرف اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرتا ہوں، تو اس فرشتے نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا نمائندہ ہوں اور یہ بتانے آیا ہوں کہ جس طرح تم نے اپنے اس بھائی سے اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر محبت کی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگا ہے۔

(۸) باہمی حقوق کا احترام:

حقوق کا احترام بھی محبت میں اضافہ کا موجب ہے، چنانچہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید پر اپنی خرید نہیں لگاتا اور نہ ہی اس کی بولی پر بولی لگاتا ہے۔ نہ اس کی منگنی پر اپنی منگنی کا پیغام بھیجتا ہے۔ الغرض جس مباح کام پر جو سبقت لے جائے، دوسرا اس کے آڑے نہیں آتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [خبر دار کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر اپنا سودا نہ کرے۔ نہ اس کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام بھجوائے] ایک اور روایت میں ہے اور نہ اس کی لگائی ہوئی قیمت پر اپنی قیمت لگائے۔

(۹) کمزور کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ:

یہ مشفقانہ حسنِ سلوک بھی باہمی محبت کی علامت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَرْحَمْ صَغِيْرَنَا] [1]

ترجمہ: جو ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلاَّ بِضُعَفَائِكُمْ] [2]

ترجمہ: تمہیں صرف تمہارے کمزور لوگوں کی بدولت رزق بھی دیا جاتا ہے اور مدد بھی کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا][3]

ترجمہ: اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اس کی خوشنودی کے

[1]مسند احمد : ۶۹۳۷ [2] بخاری: ۲۷۸۱ [3] الکھف:۲۸

طالب ہیں، ان کے ساتھ صبر کرتے رہو، اور تمہاری نگاہیں ان میں سے (گزر کر اور طرف) نہ دوڑیں کہ تم آرائشِ زندگانیٔ دنیا کے خواستگار ہو جاؤ۔

(۱۰) دعاء خیر:

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمانوں کے لئے دعاء کرنا اور استغفار چاہنا بھی باہمی محبت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ][1]

ترجمہ: اپنے گناہوں اور تمام مؤمن مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کر۔

اور اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر مؤمنین کی اسی دعا کا ذکر فرمایا ہے:

[رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ](الحشر:۱۰)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان تمام بھائیوں کو بھی بخش دے جو بحالتِ ایمان ہم سے پہلے گزر چکے ہیں۔

تنبیہ: (قرآن حکیم کی ایک آیت سے کچھ لوگوں کو ایک غلط فہمی ہو سکتی ہے، جس کا ازالہ ضروری ہے) وہ آیت یہ ہے۔

[لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ○Ď][1]

ترجمہ: جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہیں کی اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالا۔ ان کے ساتھ بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنے سے اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے غلط فہمی کی بناء پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں بعض کفار سے دوستی اور محبت قائم کرنے کا حکم ملتا ہے۔ حالانکہ یہ مفہوم غلط ہے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ کفار میں سے جو مسلمانوں کو اذیت پہنچانے سے باز آجائیں، نہ تو ان سے جنگ کریں اور نہ ہی انہیں انکے گھروں سے نکالیں تو مسلمان اسکے مقابلے میں عدل واحسان کے ساتھ دنیوی معاملات میں مکافاتِ عمل اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کریں، نہ کہ ان سے دلی محبت اور دوستی کا رشتہ استوار کریں۔ تو گویا یہاں حکم نیکی اور احسان کا ہے، نہ کہ دوستی اور محبت کا، اس کی ایک اور مثال:۔

[وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ][2]

ترجمہ: اور اگر وہ تیرے درپے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک کرے کہ

[1]الممتحنة :٨ [2] لقمان:١٥

جس کا تجھے کچھ بھی علم نہیں، تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ ہاں! دنیا کے (کاموں) میں ان کا اچھی طرح ساتھ دینا اور جو شخص میری طرف رجوع کرے، اس کے رستے پر چلنا۔ اسماء رضی اللہ عنہا کی والدہ جو کہ کافرہ تھیں، ان کی پاس آئیں اوران سے ماں ہونے کے ناطے صلہ رحمی طلب کی، اسماء رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [اپنی والدہ سے صلہ رحمی کرو] حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

[لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ][1]

ترجمہ: ایسے لوگ تمہیں نہیں ملیں گے جو اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی بھی رکھتے ہوں، خواہ ان کے باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی مکافات اور صلہ رحمی اور شئ ہے اور قلبی محبت اور دوستی بالکل دوسری شئ ہے۔

بلکہ اس صلہ رحمی اور حسنِ معاملہ میں کفار کو اسلام کی طرف راغب کرنے کا پہلو رکھا گیا ہے اور یہ چیز دعوتِ دین کے طرق میں سے ہے، جب کہ محبت اور دوستی کا معاملہ اس سے

[1]المجادلۃ:٢٢

بالکل مختلف ہے، محبت اور دوستی تو یہ ظاہر کرتی ہے کہ کافر اپنے کفر پر صحیح ہے اور ہم اس سے راضی ہیں کیونکہ ایسا شخص اس کافر کو اسلام کی دعوت نہیں دے پاتا۔ یہاں یہ بات واضح طور پر سمجھ لینی چاہئیے کہ کفار سے دوستی اور محبت کے حرام ہونے کا یہ معنی نہیں ہے کہ ان کے ساتھ دنیوی معاملات کرنا بھی حرام ہیں، نہیں، دنیوی معاملات کئے جاسکتے ہیں، مثلاً: جائز قسم کی تجارت کرنا، ان سے سامان اور مفید قسم کی مصنوعات منگوانا اور ان کی ایجادات سے فائدہ اٹھانا وغیرہ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار راستے کی رہنمائی کے لئے ابن اریقط اللیثی نامی کافر کو اجرت پر لیا تھا۔ اس کے علاوہ بعض یہودیوں سے قرضہ لینا بھی ثابت ہے۔ مسلمان ہمیشہ سے کفار سے مختلف مصنوعات اور سامان منگواتے رہے ہیں، یہ ایک چیز کا قیمت کے بدلے خریدنا ہے، اس میں ان کا ہم پر کوئی احسان نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں سے محبت اور دوستی اور کافروں سے بغض وعداوت کو واجب قرار دیا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَـصَرُوْٓا اُولٰۗىِٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ][1] [1] الانفال:٧٢

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے اور جنہوں نے ہجرت کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی، وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

[وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۭاِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ 73؀ۭ][1]

ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہیں وہ بھی ایک دوسرے کے رفیق ہیں، تو مؤمنو! اگر تم یہ کام نہ کروگے تو ملک میں فساد برپا ہو جائے گا۔

اس آیتِ کریمہ کے تحت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگر تم مشرکین سے دور ہو کر نہیں رہوگے اور مومنین سے محبت نہیں کروگے، تو لوگوں کے درمیان فتنہ واقع ہو جائے گا اور وہ اس طرح کہ مسلمانو ں کا کافروں کے ساتھ اختلاط اور اقتباس لازم آئے گا، جس سے لوگوں کے درمیان بہت لمبا چوڑا فساد برپا ہو جائے گا''

میں کہتا ہوں کہ ہمارے اس زمانے میں یہ سب کچھ ظاہر ہو چکا ہے (واللہ المستعان)

دوستی یا دشمنی کا حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام

دوستی یا دشمنی کے حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی تین اقسام ہیں۔

(۱)...وہ لوگ جو خالص محبت اور دوستی کیے جانے کے مستحق ہیں، ایسی محبت اور دوستی کہ جس میں عداوت یا نفرت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو

(۲)...وہ لوگ جو بغض، عداوت اور نفرت کئے جانے کے مستحق ہیں، ایسی عداوت و نفرت کہ جس میں دوستی یا محبت کا کوئی عنصر شامل نہ ہو۔

(۳)...وہ لوگ جو بعض وجوہات کے اعتبار سے محبت کئے جانے اور بعض وجوہات کے اعتبار سے نفرت و عداوت کئے جانے کے مستحق ہیں۔

(۱) خالص محبت کئے جانے کے مستحق افراد

وہ لوگ جن سے خالص محبت کرنا واجب ہے، ایسی محبت جس میں عداوت یا نفرت کا شائبہ تک نہ ہو، وہ خالص مؤمنین کی جماعت ہے، جن میں سرِ فہرست انبیاء کرام کی جماعت ہے پھر صدیقین پھر شہداء اور صالحین ہیں۔

پھر انبیاءِ کرام میں سب سے مقدم و سرِ فہرست محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی محبت کرنا واجب ہے، جو اپنے نفس، اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں کی محبت پر حاوی اور غالب اور سب سے بڑھ کر ہو۔

پھر آپ کی ازواجِ مطہرات امہات المؤمنین اور دیگر اہلِ بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت ہے۔ صحابہ کرام میں بطورِ خاص خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ مہاجرین اور انصار، بدری صحابہ، بیعتِ رضوان میں شریک صحابہ اور پھر بقیہ تمام صحابہ کرام ہیں، جو خالص محبت کے مستحق ہیں۔

پھر تابعین کرام پھر ائمہ اربعہ وغیرہ کی محبت قابلِ ذکر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

[وَالَّذِيْنَ جَاۗءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ 10۝ۧ] [1] [1] الحشر۱۰

ترجمہ: اور ان کے لئے بھی جو ان مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں، گناہ معاف فرما اور مؤمنوں کی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔ جس کے دل میں ایمان ہو گا، وہ کبھی صحابہ کرام یا سلف صالحین سے بغض یا عداوت

نہیں رکھے گا، اس مقدس جماعت سے بغض قائم کرنا کج رو، منافقین اور اسلام دشمن افراد کا شیوہ ہے، مثلاً: روافض اور خوارج وغیرہ...ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

(۲) صرف بغض وعداوت رکھے جانے کے اہل افراد

یہ کفار، مشرکین، منافقین، مرتدین اور ملحدین کی جماعت ہے، جن کی اجناس مختلف ہیں (لیکن قدرِ مشترک یہ ہے کہ یہ تمام لوگ عقیدئہ خالصہ ،عقیدئہ توحید کے منکر ہیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَاۗدُّوْنَ مَنْ حَاۗدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ اَوْ اَبْنَاۗءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ][1] [1]المجادلۃ:۲۲

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، انہیں تم ایسے لوگوں سے دوستی رکھنے والا نہیں پاؤ گے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ ان کے ماں باپ، بہن بھائی یا خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

[تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭلَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِـطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ 80 ۭوَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ 81][1] [1] المائدۃ:۸۱،۸۰

ترجمہ: تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں، انہوں نے جو کچھ اپنے واسطے آگے بھیجا ہے بُرا ہے۔(وہ یہ) کہ اللہ تعالیٰ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ پر اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی، اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے، لیکن ان میں سے اکثر بدکردار ہیں۔

(۳) وہ افراد جو محبت اور عداوت دونوں کے مستحق ہیں

اس سے مراد وہ مؤمن ہیں کہ جن میں بوجوہ کچھ نافرمانیاں پائی جاتی ہے (لیکن عقیدہ صحیح ہے) یہ لوگ اپنے حسنِ عقیدہ اور دولت ایمان کی وجہ سے محبت کئے جانے کے قابل ہیں، لیکن بعض نافرمانیوں کے مرتکب ہونے کی بناء پر ناراضگی کے مستحق ہیں۔ شرط یہ ہے کہ ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی

حد کو نہ پہنچتی ہو۔(کیونکہ اگر ان کی نافرمانی کفر یا شرک کی حدود تک پہنچ گئی تو پھر یہ لوگ بھی دعویٰ ایمانی کے باوجود مکمل نفرت اور بغض کے مستحق ہیں) ایسے لوگوں کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ خیر خواہی کی جائے اور جن نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں، ان کا انکار کیا جائے۔

ان لوگوں کی نافرمانیوں پر خاموش رہنا جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے عظیم جذبۂ خیر خواہی کا بھرپور برتاؤ ضروری ہے ۔اور اگر ان کی معصیت ایسی ہو جو شرعی حد کو واجب کرتی ہے تو پھر اس حد یا تعزیر کا نفاذ تا آنکہ اپنی معصیت سے باز آکر توبہ نہ کرلیں بھی خیر خواہی ہے۔ایسے لوگوں سے مکمل بغض، ناراضگی اور نفرت روا نہیں ہے، جیسا کہ خوارج کا شیوہ ہے۔

بلکہ ان کی بابت اعتدال کا دامن تھامے رہنا چاہئے، چنانچہ حسنِ عقیدہ کی بناء پر ناراضگی و نفرت کا اظہار کیا جائے اور یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ شرعی ہدایت یہ ہے کہ کسی سے محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کی رضاء کی خاطر اور عداوت ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر ،یہ عقیدہ ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے، بلکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ [قیامت کے دن انسان اسی کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس نے دنیا میں محبت کی]

[اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ فِي الدُّنيَا][1] [1] ابوداؤد: ۵۱۲۹، ترمذی: ۲۳۸۵

لیکن آج کل حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں، عمومی طور پر لوگوں کی دوستیاں اور دشمنیاں دنیا کی بنیاد پر قائم ہو چکی ہیں۔

جس سے کوئی دنیوی لالچ یا طمع یا مفاد ہو، اس سے دوستی اور محبت کے رشتے قائم کرلئے جاتے ہیں، خواہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دین کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔

ابن جریر نے عبد اللہ بن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے:۔ω

[مَنْ أَحَبَّ فِي ا للّٰهِ وَأَبْغَضَ فِي ا للّٰهِ وَوَا لٰى فِي اللّٰهِ وَعَا دٰى فِي اللّٰهِ فَإِ نَّمَا تَنَا لُ وِلَايَةَ ا للّٰهِ بِذٰ لِكَ ، وَ قَدْ صَارَتْ عَامَةُ مُؤَاخَاةِالنَّاسِ عَلٰى أَمْرِ الدُّ نْيَا وَذٰلِكَ لَايُجْدِيْ عَلٰى اَهْلِهٖ شَيْئًا][1]

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے نفرت کی، اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دوستی اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی کی، تو وہ اپنے اس نہایت شاندار کردار سے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور قرب حاصل کرلے گا۔ لیکن افسوس آج لوگوں کی دوستی اور اخوت دنیوی مفادات پر قائم ہے جو بالکل بے فائدہ اور بے اثر سی روش ہے۔

وعن ابی هريرة رضى اللّٰه عنه قال :[قَا لَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم :اِنَّ اللّٰهَ تَعَا لىٰ قَالَ: مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَ نْتُهٗ بِالْحَرْبِ][2]

[1] رواہ ابن جریر [2] بخاری: ۶۵۰۲

ترجمہ: جناب ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی دوست سے عداوت قائم کی، میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے۔

اس جنگ کا سب سے زیادہ خطرہ مول لینے والا وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض وعداوت رکھے ،ان کی شان میں گستاخانہ رویہ اپنائے اور ان کی تنقیصِ شان کی سعی لاحاصل میں مصروف رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، انہیں اپنی تنقید کا نشانہ نہ بناؤ، جس نے انہیں کوئی تکلیف پہنچائی، اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے دکھی کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے عنقریب صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالے گا][1] افسوس کہ بعض گمراہ فرقوں کا مذہب اور عقیدہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عداوت پر قائم ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اس کے غضب اور دردناک عذاب سے پناہ چاہتے ہیں اور عفو وعافیت کے سائل وخواستگار ہیں۔

[1] رواہ الترمذی

حقیقی تلاشِ محبت

اللہ تعالیٰ کو پانا سب سے بڑی حقیقت کو پانا ہے کوئی اِنسان جب اللہ تعالیٰ کو پاتا ہے تو یہ اس کیلئے ایسی زلزلہ خیز دریافت ہوتی ہے جو اس کی پوری زندگی کو ہلا کر رکھ دیتی ہے۔

☆ وہ ایک ناقابل بیان رَبّانی نور میں بیٹھتا اُٹھتا ہے۔

☆ وہ ایک نیا اِنسان بن جاتا ہے۔

☆ اس کی سوچ نئے رُخ پر چلنے لگتی ہے۔

☆ اِس کا عمل کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے۔

☆ اِس کی کاروائیاں ایک اِنسان کی کاروائیاں بن جاتی ہیں۔

☆جو اللہ کے ظہور سے اللہ کو دیکھ لے۔

☆جو قیامت کی ترازو پر کھڑی ہونے سے پہلے اپنے آپ کو قیامت کی ترازو پر کھڑا محسوس کرنے لگے۔

حوض اور مظہر مومن کا فرق یہ ہے جو کچھ قیامت میں گزرنے والا ہے وہ مومن پر اس دنیا میں گزر جاتا ہے۔ غیر حوض جو کچھ آخرت میں دیکھے گا وہ مومن اِس دنیا میں دیکھ لیتا ہے۔ غیر مومن کل کے دن جو مجبور ہو کر مانے گا اس کو مومن آج کے دن بغیر کسی مجبوری کے مان لیتا ہے۔ اس لئے ایک ہی حقیقی محبت کو پانے میں ہر وقت محور رہنا چاہئے۔ رضاء اللہ باجوری 19 ذوالقعدة 1446 یوم السبت 2025۔۔۔۔17 مئ بعد صلوۃ الظہر

حقیقت وجود باری تعالیٰ

اللہ کے وجود کا سب سے بڑا ثبوت اِنسان کا خود اپنا وجود ہے۔ (فن عرف نفسہ معرف ربہ) اللہ تعالی جیسی ہستی کو ماننا جتنا ہے اتنا ہی مُستعبد یہ بھی ہے کہ اِنسان جیسی ہستی کو مانا جائے اگر ہم ایک اِنسان کو مانتے ہیں تو ایک اللہ کو ماننے میں بھی ہمارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہئے۔

قرآن مجید میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالی نے اِنسان کے اندر اپنی رُوح پھونکی۔......(الحجر 29)

اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالی کی صفات کا ایک بشری نمونہ ہے۔ وجودِ زندگی، علم قدرت، ارادہ، اختیار، اور دوسری صفاتِ کمال جن کا حقیقی مظہر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ان کا ایک عکس نہ کہ حصہّ اِنسان کی ودیعت کیا گیا ہے۔

☆ اِنسان کسی بھی اعتبار سے اللہ تعالی کا جزءُ نہیں مگر وہ اپنی ذات میں اللہ تعالی کی ایک محسوس دلیل ہے جس کو غیبی طور پا ماننے کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے اِنسان کے اندر وہ ساری خصوصیات شہود کے درجہ میں موجود ہیں جن خصوصیات کے ساتھ ایک اللہ تعالی کو غیب کے درجہ میں ماننے کا اس سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ اِنسان ایک مستقل وجود ہے۔ وہ دیکھنے سننے بولنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ سوچتا ہے اور منصوبہ بناتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی ارادے کے تحت حرکت کرتا ہے وہ مادہ کو تمدّن میں تبدیل کرتا ہے۔ وہ ریموٹ کنٹرول سسٹم کے ذریعہ خلائی مشین کو چلاتا ہے وہ اپنی ذات کا شعور رکھتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ میں ہوں انہی صفات کی کامل ہستی کا نام اللہ تعالیٰ ہے۔

اِنسان اور اللہ تعالی میں فرق یہ ہے کہ اِنسان کا وجود غیر حقیقی ہے اور اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے یہ مخلوق ہے وہ خالق ہے یہ محدود ہے وہ لا محدود ہے یہ بے اختیار ہے۔ وہ بااختیار ہے۔ یہ فانی ہے اور وہ لافانی ہے۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَان وَ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِ كْرَامِ . . . (رحمن)

اِنسان کے پاس جو کچھ ہے وہ عطیہ ہے اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ ذاتی ہے وہ کسی دوسرے کا دیا ہوا نہیں۔ ہر شخص جو اللہ تعالی کو نہیں مانتا ہے وہ یقیناً اپنا اقرار کرتا ہے۔ وہ انسانی وجود کو تسلیم کرتا ہے جو شخص اِنسان کو مان رہا ہو اس کیلئے اللہ تعالی کو نہ ماننے کی کوئی دلیل نہیں اِنسان کے وجود کا اقرار کر

کے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا بھی اقرار کر چکا ہے۔ خود وہ اپنی زبان سے اس کا اظہار کرے یا نہ کرے حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا انکار خود اپنا انکار ہے وہ کون ہے جو خود اپنا انکار کر سکے۔

وجود بخشنے والے کا وجود مشتبہ کیوں؟

اگر انسان کا وجود ہے تو اللہ تعالیٰ کا وجود کیوں نہیں۔ اگر ہوا پانی درخت اور چاند اور ستارے موجود ہیں تو ان کو وجود دینے والے کا وجود مشتبہ کیوں؟ حقیقت یہ ہے کہ تخلیق کی موجودگی عملِ تخلیق کا ثبوت ہے اور اِنسان کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں ایک ایسا خالق موجود ہے۔ جو دیکھے اور سنے۔ ان اللہ سمیع بصیر (القرآن) جو سوچے واقعات ظہور میں لائے۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالی ظاہری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اس میں بھی شک نہیں کہ اس دنیا کی کوئی بھی چیز ظاہری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتی پھر اللہ تعالی کیلئے دیکھنے کی شرط کیوں ضروری ہے؟ جبکہ اللہ تعالی قرآن مجید میں ایمان والوں کی صفات بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

ایمان والوں کی صفت ہے کہ وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں آسمان پر ستارے جگمگاتے ہیں۔ عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ وہ ستاروں کو دیکھ رہا ہے حالانکہ خالص علمی اعتبار سے یہ صحیح نہیں۔

جب ہم ستاروں کو دیکھتے ہیں تو ہم ستاروں کو براہِ راست نہیں دیکھتے بلکہ اِن کے اثرات کو دیکھ رہے ہوتے ہیں جو ستاروں سے جُدا ہو کر کروڑوں سال کے بعد ہماری آنکھوں تک پہنچتے ہیں۔

یہی تمام چیزوں کا حال ہے۔ اِس دُنیا کی ہر چیز جس کو اِنسان دیکھ رہا ہے وہ صرف بالواسطہ طور پر اسے دیکھ رہا ہے۔ براہِ راست اِنسان کسی چیز کو نہیں دیکھتا اور نہ اپنی محدودیت کے ساتھ کبھی دیکھ سکتا ہے۔ پھر جب دوسری تمام چیزوں کے وجود کو بالواسطہ دلیل کی بنیاد پر مانا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے وجود کو بالواسطہ دلیل کی بنیاد پر کیوں نہ مانا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی کا وجود اتنا ہی ثابت شدہ ہے جتنا کہ اس دنیا کی کوئی دوسری چیز اس دنیا کی ہر چیز بالواسطہ دلیل سے ثابت ہوتی ہے اس دنیا کی ہر چیز اپنے اثرات کے ذریعہ سے پہچانی جاتی ہے ٹھیک یہی نوعیت اللہ تعالی کے وجود کی ہے۔ اللہ تعالی اپنی نشانیوں کے ذریعہ یقیناً دکھائی دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالی کے علمی ثبوت کیلئے یہی کافی ہے۔

تلاشِ خالقِ کائنات

کبھی کبھی اِنسان کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ میں کیا ہوں کہاں سے آیا ہوں پیدا ہونے سے پہلے کہاں تھا؟ میری زندگی کا مقصد کیا ہے ؟ کائنات میں مُجھے کیا کردار ادا کرنا ہے میری زندگی کا انجام کیا ہو گا مُجھے پیدا کرنے والا کون ہے ؟ اور کیسا ہے ؟ اور اس نے مُجھے کیوں پیدا کیا۔ یہ تمام سوالات اپنی اور اپنے خالق کی تلاشِ جستجو پر اُکساتے ہیں۔ اور وہ بے چینی اور مضطرب رہتا ہے بہر صورت خالق کی پہچان اس کی گُھٹی میں پڑی ہے۔

خواہ وہ مزید پریشاں ہو یا تلاش کرتے کرتے اپنے خالق کو پالے۔ شروع ہی سے مختلف ادوار کے اِنسانوں کو نہ صرف اپنے خالق بلکہ اپنے بارے میں بھی شدید غلط فہمی رہی ہے۔ کبھی تو یہ اِنسان شداد نمرود، فرعون قارون کے روپ میں غرور تکبر اور جھوٹی اَنا کا مجسمہ بن بیٹھا اور کبھی اس نے خود کو اتنا گرالیا کہ چاند ستارے سورج آگ درخت اور آندھی کے سامنے سر جھکا دیا۔ اِنسان کی گمراہی اور ذلالت اسی وجہ سے رہی ہے کہ اس نے اپنے حقیقی خالق و مالک کو پہنچانا ہی نہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جب اِنسان اپنے مالک کی پہچان کرلیتا ہے تو اِسے اپنی حیثیت اور مقام کا اندازہ خود بخود ہو جاتا ہے۔ کہ وہ کون ہے کہاں سے آیا ہے۔ دنیا میں اس کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ وہ کس کی بندگی و اطاعت کرے اور اس کے پیدا کرنے والے کی ذات وصفات اور حقوق و اختیارات کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی کیلئے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی آفاق کی نشانیوں کے علاوہ شروع ہی سے اپنے مالک کے بارے تمام باتوں کا علم اِسے خدا کے برگزیدہ بندوں پیغمبروں کی زبانی ہوتا رہا یا آسمانی کتب اس کے لئے علم و عرفان کا ذریعہ بنا رہے۔ دُنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں گزری اور نہ آج ہے جو مِن حیث القوم اللہ کے وجود سے انکار کرے۔ کچھ نہ کچھ ہیرے تو ہر زمانہ میں موجود ہے۔ روس کی دہریت پرستی کا بھی شہرہ رہا ہے۔ لیکن روسی حکمران اپنی پانچ فیصد آبادی کو بھی منکر رب العالمین نہیں بنا سکے۔ جب کہ اللہ کی نفی کرنے کیلئے پروپیگنڈہ کرتے ہوئے چالیس برس سے زائد ہوگئے ہیں اس پروپیگنڈے پر دولت اور طاقت خرچ کی لیکن عالم یہ ہے کہ پچھلی جنگ عظیم میں جرمن فوجیں مسلسل فتوحات حاصل کرتی ہوئی روس میں گھستی چلی گئیں۔ تو اسٹالن نے عوام سے کہا کہ مسجدوں اور گرجوں میں جاکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دلائے گویا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں اور اس کے خلاف پروپیگنڈے اور مہمیں چلاتے رہتے ہیں۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کو ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

وجودِ باری تعالیٰ کا اقرار انسانی ضمیر کی آواز

ایک بالاتر ہستی کی حاکمیت کا تصور انسان کے ضمیر میں رکھ دیا گیا ہے۔ چنانچہ بار بار دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ کوئی شخص صحت و تندرستی کرسی و اقتدار جاہ و منصب اور خاندانی غرور تکبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکاری بھی ہو جائے تو تنگی و مصیبت بیماری و نقصان ناموافق اور مشکل حالات میں وہ خود کو بے بس پاتا ہے۔ اور وہ بے ارادہ ایک اللہ تعالیٰ کو پکار اُٹھتا ہے اس لیئے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار اس کے ضمیر کی آواز سے مغرور سرکش انسان کی بات ہی کیا اس کی اوقات ہی کیا اس کی پیشانی کا ایک ایک بال اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہے یہی وجہ ہے کہ تکالیف اور خطرات کے وقت آگ قابو سے باہر ہو جانے کے وقت دریا میں ڈوبنے کے وقت مالی نقصانات اور شدید بیماری کے وقت کمیونسٹ اور ملحد لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اس

لیئے کہ ایک بالاتر ہستی کے وجود کا اقرار اِنسان کی جبلت (Instinct) میں شامل ہے۔ جب اِنسانی کوششوں کی اِنتہا ہو جاتی ہے تو اِنسان بتوں اور جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر رَبّ کائنات کی طرف رجوع کر رہا ہے۔

وَمَا بِكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ (سورہ النحل آیت نمبر 53)

ترجمہ: تم کو جو نعمت بھی حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر جب بھی کوئی سخت وقت تم پر آتا ہے تو تم اپنی فریادیں لے کر اُسی کی طرف دوڑتے ہو فرعون کی طرف دیکھئے ساری زندگی خدائی کا دعوے کرتا رہا لیکن جب ڈوبنے لگا تو پکار اُٹھا۔

امنت انہ لا الہ الا الذی

ترجمہ: میں نے مان لیا کہ حقیقی خدا اس کے سوا کوئی نہیں ہے۔

جدید سائنس اور وجودِ باری تعالیٰ

حقیقت یہ ہے کہ بڑے سائنسدانوں نے اللہ تعالیٰ کا کبھی انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کیا ہے یا پھر خاموش رہے ہیں یہ کچّے پکّے سائنسدان تھے جو جوش میں آکر اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے تھے۔ اَب خود سائنس کی دُنیا میں ایسے ایسے تجربات ہو رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا انکار ممکن نہیں رہا اب جبکہ خود سائنس نے انسباطی طرزِ استدلال کو ایک اہم ذریعہ معلومات فراہم کر دیا ہے تو حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ اب غیر سائنسدان کے مقابلے میں سائنسدان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان زیادہ مستحکم ہے قرآنِ مجید جو انسباطی طرزِ استدلال کا شاہکار ہے خدا کے وجود پر انفس و آفاق سے ایسے دلائل نہیں کرتا ہے کہ ایک مقبولیت پسند اِنسان کے لیئے اللہ تعالیٰ کا اقرار کیئے بغیر چارہ نہ رہا۔ غرض اِنسان کھلے دل سے انفس و آفاق میں موجود نشانیوں پر غور و فکر کرے تو اپنے خالق و مالک کو پہچان سکتا ہے علاوہ ازیں ایک عظیم تر ہستی کا تصور اِنسان کی فطرت میں موجود ہے جو کہ خود ہی وجود باری تعالیٰ کی زبردست دلیل ہے صرف اِنسان ہی کیا اس وسیع و عریض کائنات میں ہر جگہ ہر چیز میں ربِ ذوالجلال کا جلوہ موجود ہے اور یہ کارنامہ قدرت اس کی مرضی سے چل رہا ہے۔ زمین کا گوشہ گوشہ اس کی عظمت و کبریائی کا اعلان کر رہا ہے۔ اس تحریر کا مقصد یہ نہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کو مان لیں صرف اس لئے کہ آپ کے ماں باپ اس بات کے قائل تھے یا صدیوں سے بہت سے لوگ اسے جلّ شانہ مانتے چلے آرہے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار پورے ارادے اور شعور سے کریں۔ تاکہ آپ اس خالق کے بتائے ہوئے راستے کو اپنا سکیں۔

اسلام کی انمول تعلیم

اسلام کی حقیقی اور عقلی تعلیم نے اِنسان کی عقل و فکر کو بار بار دعوت دے کر خود اِنسان ہی سے فیصلہ کرایا ہے۔ اور بے سمجھے بوجھے ماننے پر قطعاً مجبور نہیں کیا گیا۔ قرآنِ مجید میں بار بار یہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلاَّ الْعٰلِمُوْنَ ۔ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِالْحَقِّ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (العنکبوت 4344)

ترجمہ یہ مثالیں ہم لوگوں کو سمجھانے کیلئے دیتے ہیں۔ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے در حقیقت اس میں ایک نشانی ہے اہل ایمان کیلئے۔

مظاہر کائنات

اس دنیا میں ہر طرف خوبصورت و متاثر کن دلکش حیرت انگیز عبرت ناک و نصیحت آموز واقعات دلائل و شواہد بکھرے پڑے ہیں تو یہ نباتات و جمادات اِنسان وحیوانات، بادل، ہوا، پانی، بجلی، گرمی، سردی، بہار، خزاں، برسات، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، دریا، سمندر، درخت یہ سب کس نے پیدا کیئے ہے۔ ان چیزوں کو آئن سٹائن پکار اُٹھا۔

کائنات پر ایک غیر محسوس کا طاقت کا پرتو نظر آتا ہے۔ یہ طاقت غیر وئی ہے۔ لیکن یقیناموجود ہے۔ اس نے مظاہرِ فطرت کو ایک مربوط سلسلہ میں رکھا ہے۔

کائنات کا بے مثال نظم وضبط

اِنسان کائنات پر غور کرے اور پورے شعور اور اختیارات سے اللہ کو مانے۔ اس مقصد کیلئے اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو عقل و فہم ارادہ وشعور اور اختیار دے رکھا چنانچہ قرآنی آیات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور کائنات کے مطالعہ کے بعد شعوری طور پر اللہ کے وجود کا اقرار کر سکتا ہے۔ لیکن اس ہٹ دھرم اور معتصب اِنسان کا کوئی کیا کرے کہ جو سب کچھ دیکھ کر بھی کچھ نہ دیکھے سب کچھ سمجھ کر بھی کچھ نہ سمجھے۔

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کورذوق اتنا

صبا سے بھی نہ ملا تجھ کو بوئے گل سراغ

(فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُور) (الحج 46)

ترجمہ:۔ حقیقت یہ ہے کچھ آنکھیں ہی اَندھی نہیں ہوتیں۔ بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

اسلام چونکہ ایک روحانی علمی اور عقلی مذہب ہے اس لیئے قرآن کی آیات بار بار ہماری عقل ہی کو مخاطب کرتی ہیں۔ چونکہ قرآن کا مقصد اِنسان کو کم علمی تنگ نظری اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر علم کی روشنی عطا کرتا ہے۔ تمام مناظر دکھاتے ہو۔ عجائبات کا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرماتے ہوئے قرآن کی بیشتر آیات میں ہی بڑی عقل سمجھ بوجھ اور فہم وفراست سے خطاب کیا ہے۔

مثلاً:۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ...... تاکہ تم عقل سے کام لو۔(الحدید 17)

۔ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ...... تاکہ وہ غوروفکر کریں۔(الحشر 21)

۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَآ أُولِي الْاَبْصَارُ ۔ پس اللہ سے ڈرو صاحب عقل

۔اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ...... کیا تم ہوش میں نہیں آؤ گے۔(یونس 3)

۔ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُوْلِي الْاَلْبَابُ ...... نصیحت تو عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔(الزمر 9)

۔ يُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ...... اللہ اپنی نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ان کیلئے جو سمجھ بوجھ سے کام لیتے ہیں۔(یونس 5)

۔ فَاَنّٰى لَا يُبْصِرُوْنَ ...... کیا انہیں عقل نہیں آتی۔(یسین 66)

۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ...... اسمیں ایک نشانی ہے ان لوگوں کیلئے جو غوروفکر کرتے ہیں۔(النحل 11)

۔ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ...... کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔(المومنون 80)

۔ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ...... اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو سمجھنے سوچنے والے ہیں۔(یونس 24)

۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُوْلِي الْاَبْصَارُ ...... پس عبرت پکڑو اے دیدہ بینا رکھنے والے۔......(الحشر 2)

کائنات کی دلکشی ورعنائی

کائنات کی دلکشی ورعنائی بے مثال ہے اس کی کوئی شے اور کوئی نظارہ سادہ وبے رنگ نہیں ہے۔

گنگناتے چشمے ہوں یا چہکتے ہوئے پرندے

بھیگے بادل ہوں یا برف سے ڈھکے پہاڑ

اتھاہ سمندر ہو یا چاندنی رات کا حُسن

صبح کی چمکیلی دھوپ ہو یا شام کے جھکے سائے

لہلہاتے کھیت ہوں یا جھومتے درخت

کائنات کے مناظر ودلفریب اور خوش کن زمین و آسمان کی کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں سے اِنسان بے پرواہ گزر سکے۔ کائنات کے یہ تمام بے حجاب جلوے اِنسان سے سرگوشیاں کرتے دکھائی دیتے کہ اس پوری کائنات پر ایک اللہ کی حکمرانی ہے جو جبّار بھی اور قہّار بھی رحیم و کریم بھی ہے اور کارساز بھی۔ اگر اِنسان کائنات کے مختلف مناظر پر غور کرے تو یہ بات کھُل کر سامنے آئے کہ اس کائنات پر ایک ہمہ گیر اقتدار بے عیب حکمت و تدبّر نظم وترتیب بے جھول فرماں روائی اور ایک بالاتر ہستی کی حاکمیت ہے جو ہر لمحہ اور ہر پل کائنات کا نظام چلا رہی ہے۔ تمام مناظر نہ صرف اِنسان کی نظروں کو بھلے معلوم ہوتے ہیں بلکہ اِن سے اِنسان بہت سارے فائدے بھی اُٹھارہا ہے۔ اَور اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ

ترجمہ:۔یعنی اللہ کے بندے وہ ہیں جو قیام مقصود اور اپنی کروٹوں پر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

کائناتی اشیاء خدمتِ اِنسانی کیلئے کمربستہ

اگر یوں کہاجائے تو مناسب ہو گا کہ یہ کائنات کی تمام اشیاء اور مناظر اِنسان کی خدمت پر کمربستہ ہیں کیونکہ یہ اشیاء اِنسان ہی کیلئے پیدا کی گئی ہیں اور اِنسان کے علم وعقل کا تقاضہ ہے کہ وہ اِن تمام نعمتوں کے عوض ایک اللہ کی بندگی واطاعت کرے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلاَّ لِیَعْبُدُوْنَ

ترجمہ:۔ ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے ہی پیدا کیا ہے۔

مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفَاوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ......(الملک)

ترجمہ:۔ تم اس کائنات میں کہیں کوئی خامی پاؤ گے۔ بار بار دیکھو کیا تمہیں کوئی خرابی نظر آتی ہے ؟۔

خالقِ کائنات تک رسائی کیسے حاصل ہوتی ہے ؟

اِنسان کو چاہیئے کہ کائنات پر غور و فکر کر کے خالقِ کائنات تک رسائی حاصل کرے کیونکہ مظاہر فطرت اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ہیں قرآن پاک میں سات سو چھپن (756) مرتبہ مناظر قدرت پر غور فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۔(البقرۃ63162)

ترجمہ:۔ جو لوگ عقل سے کام لیتے ہیں ان کیلئے آسمانوں اور زمین کی خلقت میں رات اور دن کے آنے جانے میں ہیں۔ اِن کشتیوں میں جو اِنسان کے نفع کی چیزیں لے کر دریاؤں اور سمندروں میں چلتی ہیں اور بارش کے اس پانی میں جسے اللہ اوپر سے برساتا ہے پھر اس کے ذریعہ میں زمین کو زندگی بخشتا ہے اور اسی اِنتظام کی بدولت زمین میں ہر قسم کی جاندار مخلوق کو پھیلاتا ہے ہواؤں کی گردش میں اور اِن بادلوں میں جو آسمان وزمین کے درمیان بالع فرمابنا کر رکھے گئے ہیں بے شمار نشانیاں موجود ہیں۔

کائنات کا حُسن کس کی طرف بلاتا ہے

کائنات کا حسن و جمال اور تنوع ہمیں پکار پکار کر ایک خالق کی طرف بلا رہا ہے۔ پھولوں میں خوشبو بولتی ہے ہیرے میں خوبصورتی بولتی ہے۔ جسم میں روح بولتی ہے۔ لفظوں میں معنی بولتے ہیں۔ شہد میں مٹھاس بولتی ہے اور کائنات کے رنگین نظاروں میں رب ذوالجلال کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ دھنک، شفق مہتاب گھٹائیں، بجلی، تارے، نغمے، پھول اس کے دامن میں کیا کچھ ہے ہاتھ میں دامن آئے تو کائنات کا ہر منظر لالہ صحرا سے لیکر عرش کے تارے تک ذرّات سے تعمیر ہوا ہے۔ فرض کیجئے کہ ایک اِنسان زمین کا پیٹ چیر کر میلوں اندر گھس جاتا ہے وہاں سے نرالی دھات کا ایک ٹکڑا نکال لیتا ہے۔ پھر بحر الکاہل کی گہرائیوں میں غوطہ لگا کر سات میل پہنچنے سے کوئی قول اُٹھاتا ہے اس کے بعد آسمان کی نیلی فضاؤں میں کھرب میل دور جا کر کسی مدھم تارے سے ایک کینکر اُڑالاتا ہے اور خوردبین کے نیچے رکھ کر برسہ کا معائنہ کرتا ہے تو یہ دیکھ کر اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہے گی کہ اِن تینوں کے اجزائے ترکیبی وہی ذرّات برقیہ ہیں۔

قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ...... (سورۃ یونس 101)

ترجمہ:۔ ان سے کہو زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اِسے آنکھیں کھول کر دیکھو۔ جو لوگ ایمان لانا نہیں چاہتے۔ ان کیلئے نشانیاں اور تشبیہیں آخر کیا مفید ہو سکتی ہیں۔ کہ کائنات کا نظم و ضبط ترتیب و تناسب، تنوع و رنگینی، حسن و جمال اور دلکشی سے ایک بد ذوق اور گو حسن Beauty Blind شخص ہی محروم رہ سکتا ہے۔

حیرت انگیز مناظر جن سے تکیل و رحمت برستی ہے۔

یہ حیرت انگیز مناظر جن سے تکمیل و رحمت برستی ہے۔ الٰہی تخلیق و تعمیر پر مبہوت کن دلائل ہیں جو ہمیں صاف صاف بتا رہے ہیں کہ وجودِ کائنات کا انحصار ایک حی و قیوم فرمانروا کی مشیت پر ہے۔ اور یہ تمام تخلیق کائنات مظاہر فطرت اپنی جگہ پر اپنے فرائض پوری دیانتداری سے سر انجام دے رہے ہیں اور سب اللہ تعالیٰ کے قوانین و ضوابط کے پابند ہیں اور احسن الخالقین کی عظمت و کبریائی کے ترانے گا رہے ہیں۔

روشن جمال یار سے ہے انجمن تمام

اَلَّذِیْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَه (السجدہ 7)

ترجمہ:۔ اس نے جو چیز بھی پیدا کی خوبصورت پیدا کی۔

آسمان کے بارے کلام رَبّانی

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ (سورہ الرعد پارہ 13 آیت نمبر 2)

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ تو وہ ذات ہے کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا جو کہ تمہاری نظروں کے سامنے ہے پھر وہ عرش پر ستور ہو گیا پھر اس نے سورج اور چاند کو اپنے وقت پر مسخر کیا تمام کے تمام ایک مقررہ مدت تک چل رہے ہیں وہی اللہ معاملات کی تدبیر کرنے والے ہے وہ اللہ کھول کھول کر نشانیاں بیان کر رہا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملاقات پر ایمان لے آؤ۔

بیشتر آیات میں آسمان کی خوبصورتی اور ساخت کا ذکر فرمایا آسمان کی وُسعتوں اور پنہائیوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔

اِنَّ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِب ...... (الصف)

ترجمہ:۔ ہم نے آسمان و دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ کیا ہے۔ **اِرشادِ خداوندی** اور آسمان دُنیا کو ہم نے چراغوں سے آراستہ کیا اور اسے خوب محفوظ بنادیا یہ سب ایک زبردست و علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔ بارش ربّ کائنات کے لطف و کرم کی حسین نشانی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآئِ مَآئً فَسَلَکَہٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًامُّخْتَلِفًا اَلْوَانُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُہٗ حُطَامًا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَاب.........(الزمر 21)

ترجمہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس کے سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا پھر اس پانی کے ذریعے سے طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی قسمیں مختلف ہیں۔ پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں پھر تم دیکھتے ہو کہ زرد پڑ گئیں۔ پھر آخر کار اللہ ان کو بھُس بنا دیتا ہے درحقیقت اسمیں ایک سبق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَفَرَءَیْتُمُ الْمَآئَ الَّذِیْ تَشْرَبُوْنَ ،ءَ اَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْہُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ.لَوْ نَشَآئُ جَعَلْنٰہُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْکُرُوْنَ ...(الواقعہ69)

ترجمہ:۔ کیا تم نے اس پانی کو غور سے دیکھا ہے جسے تم پیتے ہو کیا تم نے اس بارش کو اُتارا ہے یا اس کے اُتارنے والے ہم ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کھاری بنادیں پس تم شکر ادا کیوں نہیں کرتے۔

سورج کا کہکشانی نظام

سورج کا درجہ حرارت ایک کروڑ 40 لاکھ ڈگری سینٹی گریڈ ہے۔ جبکہ سورج کا حجم زمین کے حجم سے 3 لاکھ 33 ہزار گنا بڑا ہے۔ سورج آگ کا ایک دہکتا ہوا گولہ ہے۔

رَبِّ کائنات کی ہیبت و عظمت کوئی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے تو آسمان پر چمکتے چاند سورج کو ملاحظہ کرے۔

ارشادِ باری تعالیٰ۔ **لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَآ اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلَ سَابِقُ النَّھَارُ وَکُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ ......(یسین 40)**

ترجمہ:۔ نہ تو سورج، چاند کی رفتار میں رکاوٹ پیدا کر سکتا ہے۔ اور نہ لیل و نھار کے سلسلے میں کہیں بد نظمی موجود ہے یہ تمام فضاء میں تیر رہے ہیں۔

دوسرا مقام

اَلشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا۔ ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ (یسین83)

ترجمہ:۔ اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ زبردست علیم ہستی کا باندھا ہوا حساب ہے۔

زمین کی ساخت

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا...... (النمل61)

ترجمہ:۔ اور کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا ہے۔

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُ کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ

ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ خدا نے کس طرح پیدا کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَجَعَلْنَا فِی الاْرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ .... (الانبیاء 31)

ترجمہ:۔ ہم نے زمین کو ہچکولوں سے محفوظ کرنے کیلئے اس میں سے پہاڑ بنائے۔

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتُ الْمُوْقِنِیْنَ ...... (الذاریات20)

ترجمہ:۔ زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ یقین لانے والوں کیلئے۔

ارشادِ باری تعالیٰ۔

وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ (النمل15)

ترجمہ:۔ اس نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تا کہ زمین تم لوگوں کو لیکر ڈھلک نہ جائیں اس نے دریا جاری کئے اور قدرتی راستے بنائے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

وَهُوَ الَّذِىْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِىَ وَاَنْهٰرًا...(الرعد3)

ترجمہ:۔اور وہی ہے جس نے یہ زمین پھیلا رکھی ہے۔اور اسمیں پہاڑوں کے کھونٹے گاڑ دیئے ہیں اور دریا بہائے ہیں۔

وَفِى الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ......(الرعد9)

ترجمہ:۔ اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے گئے ہیں۔ جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ انگور کے باغ میں کھیتیاں ہیں کھجور کے درخت ہیں جن میں کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے سب کو ایک ہی پانی سیر اب کر تا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنا دیتے ہیں اور کسی کو کمتر ان چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِىَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ......(الجاثیہ12)

ترجمہ:۔وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے سمندر کو تسخیر کر دیا تا کہ اس کے حکم سے کشتیاں اسمیں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور شکر گزار بنو۔

ارشاد ربانی ہے۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ (الخ) ......(الزمر20)

ترجمہ:۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ نے آسمانوں سے پانی برسایا، پھر اس کو چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (الملک19)

ترجمہ:۔ کیا یہ لوگ پرندوں کو نہیں دیکھتے جو ان کے اوپر پر پھیلاتے اور سکڑتے ہوئے اُڑ رہے ہیں۔ رحمٰن کے سوا کوئی نہیں جو ان کو سنبھالتے ہوئے ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ......(النحل66)

ترجمہ:۔ اور تمہارے لئے مویشیوں میں بھی ایک سبق ہے ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان ہم ایک چیز پلاتے ہیں یعنی خالص دودھ جو پینے والوں کیلئے نہایت خوشگوار ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ۔ وَاَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ، ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا یَخۡرُجُ مِنۡ بُطُوۡنِہَا۔ ......(النحل 6967)

ترجمہ:۔ اور دیکھو تمہارے ربّ نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں درختوں میں ٹہنیوں پر چڑھائی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح سے پھولوں کا رس چوس اور اپنے رَبّ کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہ۔ اس مکھی کے اندر میں ایک رنگ برنگ کا شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیۡفُ الۡخَبِیۡرُ

ترجمہ:۔ کیا جس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے وہ اس کے حال کو نہیں جانتا۔ وہ تو باریک بیں اور باخبر ہے۔

خدا اگر دل فطرت شناس دے تُجھ کو

سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر

(اقبال)

حقیقی سکون کیلئے رابطے کس سے ؟

قُلِ ادۡعُوا اللّٰہَ اَوِ ادۡعُوا الرَّحۡمٰنَ اَیًّامَّا تَدۡعُوۡا فَلَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی (الاسراء 110)

ترجمہ:۔ اے نبی بتادیجئے کہ اے لوگو اللہ یا رحمن کہو۔ ان میں سے کوئی نام بھی لو بس اللہ کے نام تو سب پاک ہیں۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ان للہ تسعة وتسعین اسما من احصاھا دخل الجنة

(ترمذی کتاب الدعوات) باب حدیث فی اسماء اللہ (ص 2013 رحم 3508)

اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو گھیر لیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

محبت بھرا نام اللہ جل شانہ

☆اللہ وہ ہے جس کے نام سے تسکین ہوتی ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو تسکین قلب مضطرین ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو آرام دل عارضین ہے۔

☆اللہ وہ ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب......(13الرعد28)

سے اس کی شان واضح ہوئی ہے۔

☆اللہ وہ ہے قلب اس کا شیدا ہے۔

☆اللہ وہ ہے کہ روحِ پاک اس کی شیفتہ و فریضتہ ہے۔

☆اللہ وہ ہے کہ ادراک مخلوقات حیرت و در بودگی پر منہی ہوتا ہے۔

☆ عرفان اپنی شناخت میں اپنے نقصان کا اقراری ہوتا ہے اور یہی معرفت نقصان اُسے بلند ترین علم و عرفان تک پہنچاتا ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو لوازماتِ مادہ سے برتر و اعلیٰ ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو زمان و مکان کے احاطہ سے ارفع و بلند ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو ذوی العقول کے وہم و گمان فہم ادراک سے بالاتر ہے۔

☆اللہ وہ ہے جس کی ذات عقول سے محجوب ہے۔

☆اللہ وہ ہے جس کے نور کا انکشاف ارواح نوریہ کے ستر کبریٰ ہے۔

☆اللہ وہ ہے جس کا کمال ہی ناقصین کیلئے حجب ہے۔

☆اللہ وہ ہے کہ سب اس کے محتاج ہیں۔

☆اللہ وہ ہے کہ آفات و مصائب میں اُسی کی جانب بازگشت کی جاتی ہے۔

☆اللہ وہ ہے کہ تضرع والحاج ہی کے ذریعے سے ہماری رسائی اس کی آستان تک ہو سکتی ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو خوف وہر اس کے وقت بندوں کی پناہ ہے۔

☆اللہ وہ ہے جو تمام عالم کی تکیہ گاہ ہے۔

☆اللہ وہ ہے جس کی حفاظت میں تمام مخلوق اپنے اپنے اعداد کی دستبرد سے محفوظ ہے۔

☆اللہ وہ ہے جس کے سوا اور کسی کو الوہیت کا شائبہ بھی حاصل نہیں۔

☆اللہ ہی ہے جو دین خالص کا ملک ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو محبت خالص کا شایان ہے۔

☆اللہ ہی ہے آسمانوں اور زمین کے خزائن اس کے قبضہ میں ہیں۔

☆اللہ ہی ہے جس کو ارض و سماء کی وراثت حاصل ہے۔

☆اللہ ہی سے جو دلوں کی چھپی ہوئی اور سینوں میں ڈھکی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو تحت الثریٰ اور فوق ثریا کے غیور پر عالم ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو رات کو دن اور دن کو رات میں بدلتا ہے اللہ ہی ہے جو آسمانوں سے بارش برساتا ہے۔ اور زمین سے دانہ اُگاتا ہے۔

☆اللہ ہی ہے جس کی تسبیح و تمجید میں ہر شے لگی ہوئی ہے۔

☆اللہ ہی ہے جسے ہر شے سجدہ کرتی ہے۔

☆اللہ ہی کے جو ہر شے کی مقتضائے طبع کو جانتا ہے اور اس کی تکمیل کا سامان فرماتا ہے۔

☆اللہ ہی سے جو نور السموات والارض ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو خاکی بندوں کو نوری پیکروں سے بڑھ کر کمال بخشتا ہے۔

☆اللہ ہی ہے کہ ایمان و تقویٰ سے اس کی وِلا حاصل ہوتی ہے۔

☆اللہ ہی ہے کہ صبر واحسان سے اس کی مصیبت نشو ونما پائی ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو توبہ کرنے والوں، توکل کرنے والوں عدل کرنے والوں اہل صدق و اہل اخلاق سے محبت کرتا ہے۔

☆اللہ ہی سے مومن بچہ کی زبان اسی کے نام پر کھلتی ہے اور باایمان اِنسان کے لب اسی کو دہراتے دہراتے بلند ہوتے ہیں۔

☆اللہ ہی ہے اس کیلئے سجدہ ہے۔☆اللہ ہی اسی کے نام کیلئے تقسیم ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو قلوب کا مطلوب ہے۔☆اللہ ہی ہے جو ارواح کی جان ہے۔

☆اللہ ہی ہے کہ ہر مومن کا دل اس کی جانب مضطر و بے قرار ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو دُعاؤں کو سُنتا مرادیں پوری کرتا ہے۔

☆اللہ ہی ہے کہ تمام عالم اسی کے نظام کا مسخر درجہ ہے۔

☆اللہ ہی ہے جو سالکوں کو راہ دکھاتا ہے طالبوں کو بلاتا ہے۔

☆اللہ ہی ہے کہ سب ولی سب مستفید سب صدیق سب فرشتے سب نبی سب رسول اس کے بندے ہیں اس کے حکم کے سامنے سرافگندہ سرنگوں ہیں اس کا حکم مانتے ہیں اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے ان سب کا بھروسہ اور سہارااور اعتماد وتوکل اللہ ہی کی ذات پاک پر ہوتا ہے۔

☆ اللہ ہی جو اپنی رحمت سے سب کو پالیتا ہے جو اپنی رحم سے اپنے بندوں کو پیار کرتا ہے۔ جو اپنے فضل سے خاص بندوں کو بڑھاتا ہے۔ جو اپنی لطف و عطوفت سے سب کے مشوروں کو معاف کرتا ہے۔ جو اپنی عظمت و کبیریائی سے سب کو بزرگی و عزت دیتا ہے۔

☆ اللہ وہی ہے جس کے حکم سے موسموں کا تغیر مہر و ماہ کا طلوع و غروب شمس و قمر کا سکوف و حشوف ہوتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے لرزنے والی زمین میں اب رہائش اِنسان کے قابل بنی ہوئی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس نے پہاڑوں کے شکم اپنے مخزن بنائے جس نے پہاڑوں کو نوکیلی چوٹیوں کو پانیوں کا ذخیرہ ٹھہرایا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو دردمندوں کی دوا ہے جو لے ٹھکانوں کی پناہ ہے جو نراسوں کی آس ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو سوتے جاگتے ہر وقت ہمارے ساتھ ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو ہمارے کانوں کو شنوائی، ہماری آنکھوں کو بینائی اور قلوب کو روشنائی دیتا ہے۔

☆ اللہ ہی وہ اِسمِ ذات ہے جو اسی کی ذات کے لئے مشتعل ہے۔

☆ اللہ ہی وہ اسم ذات ہے جو جملہ صفات کو اپنے اندر موجود اُٹھتا ہے۔

☆ اللہ ہی وہ اسم ذات کہ صفات اس کی مسمیٰ سے نہ خارج ہیں نہ زائد ہیں۔

☆ اللہ ہی ہے جس کو ذات و صفات میں تفریق ناممکن ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جو بندوں کو ذہنی و فرضی تقسیم ذات و صفات سے منزّہ پاک ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کا عرفان عقل اپنے شواہد سے۔ فطرت اپنے معالم سے مدارج اپنے مدارج سے قلب اپنے حقائق سے اور ایمان اپنی تصدیق سے حاصل کرتا ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس کے حکم سے فضا ملتی ہے۔ جس کے فضل سے بقاء ملتی ہے۔

☆ اللہ ہی ہے جس نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لکھ رکھا ہے۔

☆اللہ ہی ہے جس نے ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعلمین بنایا ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمِ ۔۔(45الجاثیہ37)

اللہ تعالیٰ کے پیار بھرے نام وہ رحمٰن بھی ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ (25الفرقان 60)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تب وہ کہتے ہیں کہ رحمن کیا ہوتا ہے (شائد ان کو شک ہوتا ہو گا کہ رحمن بھی کوئی چیز ہو گی۔

وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ......(21/الانبیاء 36)

اور یہی تو وہ نہیں جو رحمن کے ذکر سے انکاری ہیں۔

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً......(30/الروم 21)

ہاں یہ رحمت ہی ہے جو اولاد کو والدین کے سامنے مودب فرمان پذیر بنا دیتی ہے۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ......(7/الاعراف50)

یہ رحمت ہی ہے جو مومنین کیلئے شکل قرآن پاک ظہور میں آئی ہے۔

كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ......(6/الانعام 12)

رحمن وہ ہے جو زمین و آسمان اور فاقیھا کی حیانت ہے اِن کی خصوصیات طبعی فرماتا ہے۔

مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ......(67/الملک19)

رحمن وہ جو ہر ایک خائف و ترس ناک کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى......(20 طٰہٰ3)

مَا تَرٰى فِي خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ......(67الملک3)

یہ رحمن ہی ہے جو بندوں کی استطانت فرماتا ہے۔

وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ......(21انبیاء112)

الرَّحْمٰنُ ،عَلَّمَ الْقُرْآنَ ،خَلَقَ الْاِنْسَانَ ،عَلَّمَهُ الْبَيَانَ((55الرحمٰن41)

سیجعل لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وَدًّا۔...... (وراء96)

رحیم بھی ہے۔الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْم ......(1فاتحہ2)

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِيْم ہے......(البقرہ143)

اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ......(4/ھود90)

هُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْر......(34/السبأء 2)

هُوَ العَزِيْزُ الرَّحِيْم......(44الوفات42)

اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ......(12/یوسف92)

خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ......(23المومنون118)

اللہ تعالی کے 99نام ہیں مگر یہاں پر متعدد کا تذاکرہ کیاہے جو صفت رحیمی سے متصف ہے۔

کیونکہ محبت الہی کیلئے معرفت ونام ذکر کرناضروری ہے۔

محبت کا لغوی و حقیقی مفہوم

محبت اور عشق یہ دو ایسے کلمے ہیں جن کا تعلق قال سے زیادہ حال اور کیفیت کے ساتھ ہے۔ محبت ایک ایسا عالم ہے کہ لاکھوں علماء نے اس کو سمجھنے کی خواہش کی لیکن اس کی کامل حقیقت کو سمجھ نہ سکے کیونکہ محبت کا حاصل ہونا علم اور کتاب اقوال الفاظ کے بجائے ذوق اور وجدان سے ہوتا ہے۔

محبت کا پہلا مفہوم یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا مادّہ حُبّ اس مٹکے کو بھی کہتے ہیں جو لبالب پانی سے بھرا ہوا ہو۔ اگر اس مٹکے میں مزید پانی ڈالنے کی کوشش کی جائے تو اس میں بھرا ہوا پانی کو مٹکے میں نہیں آنے دیتا بلکہ منہ سے باہر ہی گرا دیا جاتا ہے۔

جب مٹکے کی اس کیفیت کو حُب کہتے ہیں تو اس معنی کو مناسبت سے اب محبت کا مفہوم ہو گا۔ کہ دل کا مٹکا یا برتن کسی کی یاد سے یوں بھر جائے کہ اس میں مزید کسی اور کسی یاد کی گنجائش نہ رہے اور کوشش کے باوجود بھی کسی کا خیال دل میں جگہ پکڑ نہ سکے اور دل کا ہر گوشہ محبت کے پانی سے یوں پُر ہو کہ اُسے مزید کسی چیز کی حاجت نہ رہے بس ہر وقت اپنے محبوب کے قرب وصال کی تڑپ اسے بے چین رکھے۔

لفظ حب (محبت حُبی سے ماخوذ ہے جس کا معنی ایسا گھڑا ہے جس میں پانی بہت ہو پانی نظر کی راہ میں حائل ہے۔ اور آنکھ اسمیں دیکھ نہ سکتی ہو اسی طرح جب محبت دل میں جاگزیں ہو کر دل کو لبریز کرتی ہے۔ تو اسمیں بجز محبوب کسی چیز کے لئے جگہ نہیں رہتی۔

اِنسانی جسم میں محبت کا بیج

اِنسانی جسم میں محبت یہ بیج دل کی زمین پر پھوٹتا۔ حدیث صحیح کے مطابق دل چونکہ پورے جسم کا مرکز ہے۔ اس لئے اس مرکز میں پلنے والا محبت کا ہر پودا پورے انسانی احساسات و جذبات پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور اِنسانی سیرت و کردار کے سارے درخت میں اَوّل سے آخر

کتاب: اللہ سے محبت کیوں اور کیسے ؟

تک اس کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

امام ابو القاسم القشیری فرماتے ہیں۔

یہ لفظ محبت حبۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی جنگل بیج کے ہیں چنانچہ جس طرح بیج نباتات کا مغز ہے۔ اسی طرح محبت بھی زندگی کا مغز ہے اس لئے اس کا نام محبت رکھا گیا ہے۔

محبت کا یہ مفہوم مذکورہ بالا دونوں مفاہیم سے منفرد اور عجیب تر ہے یہ بمعنی استقلال یعنی ڈٹے رہنا، جمے رہنا، عربی محاورہ میں کہا جاتا ہے احب البصیر۔ یعنی اونٹ کا بیمار ہو کر ایک جگہ پڑے رہنا کہا جاتا کہ جب اُونٹ محبت میں مست ہو جاتا ہے تو چالیس دن تک وہ گھاس نہیں کھاتا اُس پر پہلے سے دوگنا بوجھ لاد دیا جاتا ہے تو وہ اُسے اُٹھالیتا ہے۔ کیونکہ اس کا دل فراق محبوب میں تڑپتا اور مچلتا رہتا ہے۔

محبت دل وہ جوش ہے دوست کے اشتیاق میں

کسی پسندیدہ چیز کی طرف میلان طبع کا نام محبت ہے اگر اسمیں شدّت پیدا ہو جائے تو اسے عشق کہتے ہیں۔

تعریف محبت:۔ ابو بکرؒ فرماتے ہیں کہ ایّام حج کے دوران مکّہ مکرمہ میں محبت کا مسئلہ چل نکلا بڑے بزرگوں نے اس کے بارے گفتگو فرمائی۔ حضرت جنید بغداد عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔ انہوں نے ان کو مخاطب ہو کر فرمایا اب تمہاری باری ہے۔ بتاؤ کیا بولتے ہو تو انہوں نے اپنے سر کو جھکایا۔ تو آپ کی آنکھوں میں آنسو رواں ہو گئے انہوں نے فرمایا مُحبّ وہ بندہ ہے جو اپنی ذات سے غافل ہو۔ ہمیشہ اپنے رَبّ کے ذکر میں مشغول رہے اس کے حقوق ادا کرے۔ اپنے دل کی نگاہ اس کا مشاہدہ کرے۔ اس کی ہیبت کے انوار نے اس کے دل کو جلار ہا ہو۔ اس نے اللہ کی محبت کا جام طہور پیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے غیب کے پردے اس پر منکشف کر دیئے ہوں۔ اگر وہ گفتگو کرے تو اللہ کے ساتھ بولے تو اللہ سے اگر حرکت کرے تو اللہ کے حکم سے اگر ساکن ہو تو اللہ کے ساتھ یعنی اِسے بااللہ اللہ اور مع اللہ کی کیفیت حاصل ہو۔ تمام بزرگ ان کی گفتگو سن کر رونے لگے کہ اے اللہ کے بندے اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے اس سے پڑھ کر محبت کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ (صفحہ نمبر 92)

محبوب و محب

(1) دل کا اللہ تعالی کی مراد موافق ہونا محبت ہے۔

(2) اس بات سے ڈرتے رہنا کہ کہیں احترام میں کمی نہ ہو محبت کہلاتا ہے۔

(3) محبت یہ ہے کہ محبوب کی اطاعت گزاری پر قائم رہے اور محبوب کی مخالفت سے دور رہے۔

(4) شبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ محبت یہ ہے کہ اگر کوئی اور تمہارے جیسا اِنسان محبوب سے محبت کرے تو مجھے غیرت آئے۔

(5) محبت کو محبت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ دل سے محبوب کے تمام چیزوں کو محو کر دیتی ہے۔

۔ محبت یہ ہے کہ محبوب کی محبت کے سوا ہر قسم کی محبت دل سے دور ہو جائے۔

۔ محبت ایک آزمائش ہے جو دل میں محبوب کی طرف واقع ہوتی ہے۔

حقیقی محبت کس ہستی سے ؟

محبت محبوب کی موافقت کا نام ہے اور موافقتوں میں سب سے بڑی موافقت دل کی موافقت ہے مطلب یہ ہے کہ کامل شرح صدر اور دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ مرضیات پوری کرنے اور اس کے احکام کی تعمیل کا نام محبت ہے۔

حضرت ابراہیم خواص کا قول

ان سے محبت کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا۔ محبت نام اپنے ارادوں کو ختم کر دینے اور تمام صفتوں حاجتوں کو مردہ کر دینے اور اپنے وجود کو اشارات کے سمندر میں ڈبو دینے کا (مکاشفۃ القلوب صفحہ 96)

نوٹ:۔ اِن تعریفات محبت میں۔ مراد بندہ سے اللہ کی محبت ہے نہ کہ اللہ کی بندہ سے محبت کیونکہ اللہ کی ذات ان قیودات اور کیفیات سے مُبرّا ہے۔

حقیقی محبت صرف ایک اللہ سے ہو۔

محبت ایک طبعی کشش کا نام ہے۔

محبت ایک طبعی کشش کا نام ہے جو اپنے محبوب کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ خواہ اس کیلئے کتنی ہی مصیبت برداشت کرنی پڑے۔ محبوب سے محبت صرف زبان کی حد تک نہیں۔ یا پھر زبان سے اظہار ہو اور دل اس کی تصدیق بھی کرے۔

اس کا جذبہ محبت، محبوب کے ساتھ واقعی صادق ہے لیکن عمل اس کی تصدیق نہ کرے۔ جب عمل بھی محبوب کی محبت کے مطابق ہو گا۔ جب یہ ظاہر کرے گا کہ یہ واقعی محب صادق ہے تو پھر اس کی محبت دعوے کے اعتبار سے سچی ہو گی۔ محبوب کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی جان سے بڑھ کر دوسرے سے محبت کرے اور محبوب پر اپنی جان نثار کر دینا اپنی سعادت و خوش بختی و خوش قسمتی سمجھا جائے لیکن محبت کا دعویٰ ہو اس کو ذرا سی تکلیف برداشت کرنے کا حوصلہ نہ ہو تو پھر ایسی محبت، محبت کہلانے کے قابل ہی نہیں۔ آیئے اِس بات کو ثابت کرنے کیلئے ہم آپ کو چودہ سو سال کے مناظر دکھائیں۔ ملاحظہ کیجئے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے ساتھ تشریف لے جارہے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ محب صادق کا ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔

یوں والہانہ محبت کا انداز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں

یا رسول لانت احب الی من کل شی الا نفسی التی بین جنبی

آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز اور محبوب ہیں سوائے اپنی جان سے کے بھی زیادہ محبوب وپیارے ہیں۔ تو محبوب نے فرمایا الان یا عمر

اے عمر اب تم پورے مومن ہو گئے ہو۔ (بخاری) یہ تھا محبت کا جذبہ صادقہ جس نے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کیلئے ساری زندگی اولیاء صُلحاء کو خالصتاً اللہ کی محبت میں مستانہ کر دیا پھر ہر ہر ادا قرآن وسنت کے مطابق پر قول و فعل خوشنودی خداوند کے موافق ہر ہر زندگی کا لمحہ اللہ کی محبت میں غرق ان کے خلوت جلوت اللہ کی محبت کے ساتھ وابستہ۔

اور اِن لوگوں نے ایسی زندگی اللہ کریم کو راضی کرتے گزاری جو مسلمان کے ایمان کا ایک لازمی اور بنیادی جزو ہے۔ پھر قرآن کی بشارت کے وہ صحابہ رضی اللہ عنہ بن کر جنت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی رفاقت میں اور دیدار اِلہی کے حقدار ٹھہرے۔

یہ نہیں کہ انسان اللہ سے محبت بھی کرے پھر اس کی مصیت میں بھی رہے تو محبوب کی نافرمانی بھی کرتا ہے پھر اس کے ساتھ محبت کا دعویٰ بھی کرتا ہے۔ تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ واقعی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو اللہ تعالی اطاعت و فرمانبرداری جن حدود کو قرآن مجید میں جاری کر دیا ان پر عمل کرنا جن منکرات سے منع فرمایا ان سے باز آنا جن معروفات کا حکم دیا ان کو بجالانا اور زبان کو اس محبوب کے ذکر میں محور رکھنا دل کو شکر الہی سے لبریز رکھنا چال خوف الہی پیدا کرنا نظروں میں غضِّ بصر کی آیت کو سامنے رکھ کر عملی تفسیر بنناہی اطاعتِ الہی ہے۔ اور اطاعتِ الہی ہی محبت الہی ہے۔

محبت الٰہی بذریعہ احسانِ اِلٰہی

اللہ کریم کی طرف سے اپنے بندے پر سب سے بڑا اکرم احسان یہ ہے۔ کہ جب اِنسان اس مالک حقیقی سے ہی محبت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالی محبت کے خالی دامن کو توحید جیسی قیمتی وانمول دولت کے موتیوں سے بھر دیتا ہے۔

محبت الٰہی کے لئے شرط تقویٰ

ہماری مختصر زندگی کے شب و روز کس چیز کی آرزو اور جستجو میں گزرتے ہیں کامیابی کی کامیاب زندگی کی کامیابی لفظ کامیابی تصوّر کامیابی خیال کامیابی منزل ان سے زیادہ حسین دل نواز اور محبوب زندگی میں کوئی شے نہیں۔

ہم زندگی بھر کسی نہ کسی کامیابی کی تلاش میں سرگرداں اور کوشاں رہتے ہیں۔ ہمارا ہر نام ہر بھاگ دوڑ ہر ہم کا مقصود و مطلوب کامیابی کا حصول ہوتا ہے۔ ہم چھوٹا بڑا اقدم کامیابی کی دھن میں اُٹھاتے ہیں بڑے بڑے حیرت انگیز معرکے بھی اُس دھن میں سَر کر لیتے ہیں پوری زندگی کامیاب زندگی ہو پھر اس سے بڑی اور کیا آرزو ہو سکتی ہے یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ کامیابی کیا ہے۔

اپنے مقصد کو پالینا ہی کامیابی ہے۔ ہر کام کا کوئی نہ کوئی مقصود ہوتا ہے تو پھر ساری زندگی کا مقصود کیا ہے؟ کیا ہم کھیل کود لھو و لعب اپنے دل کو بہلا لیں اور تفریح کے مزے لوٹیں؟ یا یہ ہے کہ ہم جسم کی لباس کی مکان کی زیب وزینت اور آرائشیں وزیبائش سے اپنے دل و نگاہ کی لذّت کا سامان کر لیں یا یہ کہ سامان زینت مال و دولت، تعداد و قوّت اولاد برادری نام و شہرت رتبہ واقتدار زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیں۔ دوسروں کے مقابلے میں آگے بڑھ جائیں ان پر برتری حاصل کر لیں؟ بے شک ان میں سے ہر شے کی کشش ہمارے اندر رکھی گئی ہے۔ (زین حب الشھوت) ہر چیز میں زندگی کیلئے قدر و قیمت ہے ہر چیز میں لذّت اور عیش کا سامان ہے بے شک ان میں کوئی چیز بھی حرام نہیں۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اخراج لعبادہ

پوچھو کس نے اللہ کی زینت کو حرام لیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کیلئے بنائی ہے۔

لیکن میں ہر کامیابی کی لذت اور عیش بس آخری سانس تک ہے۔

اس میں ہر چیز لہلہاتی کھیتی کی طرح بالآخر خشک ہو جاتی ہے۔ زرد پڑ جاتی ہے۔ اپنی زینت ولذّت کھو دیتی ہے چورا چورا ہو کر مٹی میں مل جاتی ہے۔

ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا　　　اس جہاں بے وفا کی ہر چیز کا حقدار

فنا گھاٹ اتر جاتا ہے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

فنا لذتوں کو ابدی لذّتوں میں کون سی چیز بدل دیتی ہے

پھر کوئی ایسا نسخہ ہے جو اس چورا چورا ہو کر مٹی میں مل جانے والی کھیتی ہے سدا بہار فصل پیدا کر دے جو ان فنا ہونے والی لذّتوں کو ہمیشہ کی لذّتوں میں یہاں عارضی عیش کو ہمیشہ ہمیشہ کے عیش میں تبدیل کر دے اور مٹ جانے والی متاع کے بدلے میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں سے جھولی بھر دے۔ ہاں قرآن کہتا ہے ایسا نسخہ موجود اور بڑا آسان ہے۔ اور یقینی بھی ہے یہ نسخہ تقویٰ کی زندگی کا نسخہ ہے تقویٰ کی زندگی کیا ہے وہ زندگی جسکا مقصود و

مطلوب اللہ تعالی ہو جس کا مرکز و محور وہ ہو اس کی عبادت اور بندگی ہو اس کی اطاعت ہو اس کی محبت ہو۔ جس زندگی میں ہمارا ہر کام ایسا ہو کہ وہ، عبادت، کا کام ہو

اللہ تعالی سے محبت کیسی ہو؟

زندگی میں ہمارا ہر کام ایسا ہو کہ وہ عبادت کا کام ہو وہ زندگی جس میں ہمارے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہو۔ نہ خواہش نفس کی نہ دنیا کے عیش ولذّت کی نہ جاہ و جلال نہ کسی اِنسان کی۔ ہر کام اس کے حکم سے ہو یعنی ہر کام اس کی خوشنودی کی خاطر ہو اس مالک الملک کی مرضی کے مطابق ہو اس ربّ العالمین کے حکم کی تعمیل میں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی معبود اور محبوب ہے۔ اسلیئے کوئی کام ایسا نہ ہو جو اس کو ناراض کرنے والا ہو ایسا کام کرنا اتنا ہی ناگوار اور ناقابل برداشت ہے۔ جیسے آگ میں جلنا۔ ایسی زندگی ہی قرآن میں تقویٰ کی زندگی ہے۔

اس کیلئے دنیاو آخرت کی تمام بھلائیوں کو خوشخبری ہے۔

یہی زندگی ہر قسم کے نقصان اور خرا کے خوف اور غم کے تاریک سایوں سے محفوظ ہے یہی زندگی کامیاب زندگی ہے۔

اَلَا اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ، اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ، لَهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ....(یونس62,1064)

جو اللہ کے دوست ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویّہ اِختیار کیا؟ اِن کیلئے کسی خوف ورنج کا موقع نہیں ہے دنیاو آخرت دونوں زندگیوں میں ان کیلئے بشارت ہی بشارت ہے۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے ہمارے اوپر شفیق ورحیم ہے ہمارا خیر خواہ ہے اس لئے وہ ہم سب کو اگلوں کو پچھلوں کو اجر ایک ہی وصیت فرماتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم تقویٰ کی زندگی اِختیار کریں تقوی ہو گا تو حقیقی محبت کے مزے کو ہم پا سکیں گے۔

ارشادِ عالی ہے۔

وَلَقَدۡ وَصَّيۡنَا الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ وَاِيَّاكُمۡ اَنِ اتَّقُوۡا اللّٰهَ (النساء131:4)

تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انہیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اَب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اللہ کے سارے انبیاء یہی پیغام لیکر آئے اسی کی تعلیم دی اسی مقصد کیلئے زندگیوں کا تزکیہ کیا۔

محبت الٰہی کیلئے تزکیہ نفس ضروری ہے

صرف اللہ کو معبود بناؤ اور تقویٰ کی زندگی اِختیار کرو اِسی مقصد کیلئے ہمارا کہا مانو، کہ اللہ پر ایمان اور اس سے محبت کا یہی راستہ ہے۔

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنَ..(الشعراء 26107108)

قرآن مجید متقی بننے کا کورس ہے

غور کیجئے تو قرآن مجید بھی متقی بننے کا کورس ہے۔ راہِ نماز اور گائیڈ ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ

یہی نزول قرآن کا مقصد ہے۔ وہ زندگی کو سنوار تا ہے۔ تقویٰ کی راہ کھولتا ہے اس پر چلاتا ہے اس کو پختہ تر کرتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ ہی پر دنیوی زندگی کا انحصار ہے تقویٰ ہی پر آخرت کی کامیابی کا مدار ہے رُوحانی صحت دل کی طمانیت، آنکھوں کی ٹھنڈک اور محبت خاطر تقویٰ ہی کا نتیجہ ہے۔

دنیوی لحاظ سے کامیاب زندگی؟

دنیوی لحاظ سے کامیاب زندگی کیا ہے ؟جو آسمان وزمین کی نعمتوں سے مالامال ہو اس کا حصول تقویٰ پر منحصر ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی اٰمَنُوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآئِ وَالْاَرْضِ (الاعراف96,7)

ترجمہ:۔ اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روشن اختیار کرتے تو ہم اِن پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔

تقویٰ کالازمی نتیجہ استغفار ہے۔

اور استغفار سے زمین و آسمان سے برکتوں کے دہانے کھُل جاتے ہیں۔

یُرْسِلِ السَّمَآئَ عَلَیْکُمْ مِدْرَارا وَیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ اَنْھَارًا۔

ترجمہ:۔ تم پر آسمان سے خوب بارش برسائے گا تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا تمہارے لیئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیئے نہریں جاری کرے گا کامیاب زندگی وہ ہے جس سے دُشمن کی چالوں سے حفاظت حاصل ہو یہ بھی تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا...(ال عمران120,3)

کامیاب زندگی وہ ہے جس میں مشکلات آسان ہوں۔

دشواریوں میں رستے نکلیں رزق نصیب ہو ہر کام آسان ہو اس کا وعدہ مستحقین سے کیا گیا ہے۔

وَمَنۡ یَتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجًا……(اطلاق2:654)

دنیاو آخرت میں اللہ کی وصیت و حجت

اس کے نزدیک بشارت بھی متقین کیلئے ہے۔

وَاعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الۡمُتَّقِیۡنَ

یہ جان لو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ جو اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

اِرشاد باری تعالیٰ

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہَ مِنَ الۡمُتَّقِیۡنَ

اللہ تعالی تو متقیوں کی نظریں قبول کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَّقِیۡنَ

بے شک اللہ متقیوں کو محبوب رکھتا ہے۔

اور آخرت میں تو ان ہی کیلئے مغفرت ہے آگ سے نجات جنت ہے جنت کی نعمتیں ہیں کامیابی کی نوید ہے۔

وَالۡاٰخِرَۃُ عِنۡدَ رَبِّکَ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ۔ اِنَّ لِلۡمُتَّقِیۡنَ مَفَازًا اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡن، فِیۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ وَیُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا بِمَفَازَتِھِمۡ ۔ بلکہ جنت تو تیار ہی متقی لوگوں کیلئے کی گئی ہے ان کے بالکل قریب لے جائے گی تقوی ہو تو جنت کیا دور ہے۔

وَاُزۡلِفَتُ الۡجَنَّۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ غَیۡرَ بَعِیۡدٍ

معبود حقیقی بے انتہا رحیم

تقویٰ کا یہ مقام کیوں ؟یہ جاننے کیلئے تقویٰ کی حقیقت جاننا ضروری ہے۔ تقویٰ کے معنیٰ ڈرنے اور بچنے کے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ لیکن بچنا اور ڈرنا اتنی اعلیٰ اِنسانی صفات کاملہ کا جامع کیسے ہو گیا اس لیئے کہ معبودِ حقیقی بے اِنتہا رحم کرنے والا ہے سراپا شفقت ہے ایک ایک لمحہ ایک ایک ضرورت کیلئے دست گیری کرنے والا ہے۔ اس مالک الملک نے یہ چند روزہ زندگی دے کر اپنے پاس لامتناہی اجر عظیم کا دروازہ کھول دیا ہے۔ کہ اس کا تصوّر بھی محال ہے یوم الدین اس کی اِنتہائی رحمت کا دن ہے ایک حصہ رحمت کا جلوہ گری اس دنیا میں ہے ننانوے فیصد حصّوں کی اس دن ہو گی پھر ایسے رحمن سے ڈر اور خوف خشیت اور تقویٰ کس لیئے ؟اگر میں اس بے پایاں رحمت کا شکریہ ادا کروں اگر اس کی اتنی بے پایاں رحمت کے باوجود میں اس کے انعام اور جنت سے محروم رہوں کیا ہو گا۔ اگر یہ رحمت مُجھ سے چھن جائے اتنا اجر عظیم پتہ نہیں ملتا ہے یا نہیں اتنی رحمت اور اتنے آسان اجر کے باوجود کہیں میں محروم نہ رہ جاؤں یہ ہے تقویٰ اور خشیت کی اصل بنیاد تمام اعلیٰ صفات کاملہ اس مکمل عبودیت اور محبت کے سرچشمے دیتی ہے۔

بندگی ہی محبت الٰہی ہے

ہم اللہ سے ایمان بندگی اور محبت کا یہ تعلق قائم کر لیتے ہیں پھر ہم ہر فنا ہونے والی ڈوبنے والی چیز سے منہ موڑ کے اپنا رُخ اپنی زندگی کی سمت اپنی بھاگ دوڑ کا ہدف اسی کو بنا لیتے ہیں جس کے پناہ و جلال اور بے پایاں کرم کا فیضان ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ

پھر ہم زندگی کے سارے واقعات اور حوادث اور راحت والم اور اسباب وعلل کے پردے کے پیچھے اسی ربّ رحمن کی تدبیر اور تعریف کو کار فرما دیکھتے ہیں۔ پھر ہم اپنی زندگی کا لنگر اسی احد وصمد ذات کی چٹان پر ڈال دیتے ہیں۔ جو کسی کا محتاج نہیں مگر ہماری ہر ہر حاجت وہی پوری کرتا ہے۔

اور وہی کر سکتا ہے اس کے علاوہ ہر مخلوق کے ساتھ محتاجی کا رشتہ قطع کر دیتے ہیں پھر ہم صرف اسی کے ہوئے رہتے ہیں اور حنیف بن جاتے ہیں پھر ہم ہر وقت اس پر ہر حکم بجالانے کیلئے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں۔ اور اس کے اَبروئے چشم کے اشارے پر دوڑ کر ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو کہ ہمارے دل پر، جو ہمارے ہر فعل کا محرّک ہے وہی وَحدہ لا شریک کا حکم ہوتا ہے پھر ہم ہر کام کرتے ہوئے اپنی نظر اس کے وجہ کریم رکھتے ہیں کہ وہ ہم سے خوش ہے ناراض تو نہیں اور اسی نظر میں دوجہاں کبھی لذت پاتے ہیں پھر ہم ان مقامات کی طلب میں گریہ وزاری کرتے ہیں اور ان کا جتنا حصہ بھی نصیب ہو جائے اسی کے دین کو سمجھتے ہیں۔ اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے ہیں۔ اور اس پر اس کی حمد و شکر سے لبریز ہوتے ہیں۔ لک الحمد حتیٰ ترضی ولک الحمد اذا رضیت تیری حمد ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے اور تیری ہی حمد ہے جب تو راضی ہو جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَ اللّٰه۔

اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس راہ پر چلایا اور یہ ہمارے بس میں نہ تھا کہ ہم خود چلتے اگر اللہ (ہمارا ہاتھ پکڑے ہمیں) نہ چلاتا۔ جس کو جتنا نصیب ہو جائے وہ متقی ہے اس کے ظاہر و باطن میں اِنقلاب آجاتا ہے۔ اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے وہ کرتا ہے جس طرح وہ رکھتا ہے اس طرح رہتا ہے ایک طرف رضا بالحکم پر کاربند رہتا ہے۔ دوسری طرف رضا بالقضاء کی کیفیت میں جیتا ہے ایک طرف اس ایمان کے نتیجے میں جس کی تلاوت کو محبت رگ وریشے میں اُتار دیتی ہے۔(ایمانا یباشر قلبی)

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِیًّا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

دوسری طرف یقیناصادقاحتی اعلم انہ لن یعین الاماکسبت لی ورضالھامسمت لی سچایقین کہ مُجھ پر ہر گز کچھ نہ پڑے گا سوائے اس کے جو تو نے لکھ دیا ہے اور جو تو دے اس پر راضی ہوں کی پکار نکلتی ہے تو وہ اقرار کرتا

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَا

(جو تو دے اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔ جو تو منع کر دے اس کو دینے والا کوئی نہیں۔

تقویٰ قلب کا فعل ہے

امام غزالیؒ فرماتے ہیں جس نے تقویٰ اختیار کیا اس کے سارے تردّدات رفع ہو گئے اب وہ آرام سے جدھر چاہے سورہے جو بات اصل تھی سو وہ ہو گئی اب وہ ہر خوف اور حزن سے مامون و محفوظ ہے۔ **فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ**

(الاعراف 35,7)

ترجمہ:۔ جو تقویٰ اختیار کرے اور اپنی حالت درست کرے۔ **ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف نہ حزن** تقویٰ کو ناپنے کے پیمانے تو بہت ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ تقویٰ تو قلب کا فعل ہے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے (اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا اس کی کیفیت و کمیت کو جاننے والا صرف اللہ ہے اس کے علاوہ نہ کوئی جان سکتا ہے نہ کوئی پیمانہ اسے ناپ سکتا ہے ہم خود اپنے کو کچھ سمجھنے لگیں۔ متقی سمجھنے لگیں تو اس خیال سے بڑھ کر تقویٰ کو غارت کرنے والی اور کوئی چیز نہیں۔

فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى

تقویٰ کے حقیقی مظاہر

حق کو قبول کرنا، حق پر کار بند ہونا حق کو پہچاننا(الزمر 39) ایمان اور صرف اللہ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرنا، ایفائے عہد اور صبر واستقامت تنگی اور شدائد میں بھی، مر فن میں بھی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جنگوں میں بھی (البقرہ177:2) ایفائے عہد کا تو متعدد جگہ ذکر ہے کہ اسی پر سارا دین قائم ہے تنگی ہو یا فراخی دِل کھول کر خرچ کرنا دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کے دنیا، غصہ کو پی جانا، انسانوں کو معاف کر دینا اور ظلم و فاحشہ کا بھی ارتکاب ہو جائے (جو ایک متقی سے ہو سکتا ہے) تو فوراً اللہ کو یاد کرنا، اس سے استغفار کرنا، اور اپنے گناہوں پر نہ اُڑنا(آل عمران 135:3) راتوں کو کم سونا او راپنے معبود و محبوب سے مناجات کرنا، آخر شب میں اپنے گناہوں پر آہ وزاری کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا اور اپنے مال میں ہر مانگنے والے اور ہر محروم کا حصّہ لگانا(الذاریات 19:51) تقویٰ کیسے حاصل ہو سکتا ہے ؟ قرآن نے پہلے ہی قدم پر اس کا نسخہ ہمارے ہاتھ میں تھما دیا ہے وہ کہتا ہے تقویٰ کی عمارت ایمان بالغیب کی مضبوط چٹان پر ہی تعمیر کی جاسکتی ہے کیونکہ تقویٰ کا مقام قلب اس لیے **هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ، اَلَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ يُغۡنِي** اللہ کی وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَی وحدہ لاشریک الوہیت کا اور اس کی صفات کا اقرار اور ان پر یقین موت کے بعد آخرت میں اللہ سے ملاقات، حساب کتاب اور جنت و جہنم پر یقین، انبیاو کتب و ملائکہ پر ایمان۔ اس ایمان کے جس پہلو پر نظر ڈالیے وہ تقویٰ کی بنیاد ہے لیکن ان میں سے ہر حقیقت غیب میں پوشیدہ ہے امور غیبی کا صرف زبانی اقرار تقویٰ کے لیے کافی نہیں ان پر ایسا ایمان درکار ہے کہ دل پر بیٹھ جائے دِل پر نقش ہو جائے ایسا یقین ہو جائے گویا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کی بندگی ایسے کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو اس یقین کا راستہ ہے اللہ کی یاد چنانچہ قرآن جب تقویٰ پر کار بند رہنے کی ہدایت کرتا ہے تو معا اللہ کو یاد کرنے کا نسخہ تجویز کرتا ہے اور اس کی تاکید کرتا ہے اتقو اللہ اللہ سے تقویٰ کی زندگی اختیار کرو اور یاد رکھو اللہ متقین کے ساتھ ہے اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے تم اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے تم اس سے ملاقات کرنے والے ہو اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اللہ جو عمل تم کرتے ہو اسے دیکھتا ہے اللہ متقین سے محبت کرتا ہے دنیا کی متاع کچھ بھی نہیں جو تقویٰ اختیار کرے اس کے لیے آخرت ہے آگ سے ڈرو اس دِن سے ڈرو جس دِن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا دِل ہر قسم کے خیالات کا مرکز ہے کسی خیال کو ارادے کی قوت سے کوشش سے پیدا ہونے سے روک دینا انسان کی طاقت سے باہر ہے نہ ہمیں انہیں پیدا کرنے پر قدرت ہے نہ فنا کر دینے پر لیکن اتنی طاقت ہم کو دی گئی ہے کہ ہم ایک طرح کے خیالات کی جگہ دوسری طرح کے خیالات دِل میں بسا دیں کیونکہ تقویٰ کا مقام دِل ہے اس لیے مجاہدہ کے ذریعہ دِل میں اللہ تعالیٰ اس کی صفات اور آخرت میں اس سے ملاقات کی یاد کو بسائیں گے تو تقویٰ کے منافی۔

دلی مہلک خیالات کا خاتمہ کیسے ؟

تقویٰ ہو گا تو دل سے مہلک خیالات کا خاتمہ ہو گا نور اور ظلمت کے مقابلے میں نور آئے گا تو ظلمت خود ہی کافور ہو جائے گی اسی لیے قرآن مجید نے بار بار ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے کثرت سے ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے صبح و شام ہر وقت ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے کھڑے بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے اس ذکر کو قائم کرنے کا مجاہدہ نماز ہے جس کی تاکید ایمان بالغیب کے فوراً بعد کی گئی ہے۔ **وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ**

تقویٰ کے جو مظاہر اوپر بیان ہوئے یہ صرف مظاہر اور صفات ہی نہیں یہی وہ وسائل اور ذرائع ہیں نسخے ہیں تربیتی کورس ہیں جن سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے قوی ہوتا ہے رنگ پکڑتا ہے مجاہدہ کر کے اللہ کو یاد کریں اس کی محبت کی خاطر اس کی راہ میں مال خرچ کریں بندوں پر بھی اور سبیل اللہ بھی غصہ پینے کی مشق کریں انسانوں کو معاف کرنے کا مجاہدہ کریں اپنا احتساب کریں اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں آہ زاری کریں، توبہ کریں خصوصاًرات کے چند لمحات اس کام کے لیے وقف کر دیں ان اعمال سے اگرچہ یہ مشقت ہوں یہ تکلف ہوں تقویٰ یقیناپیدا ہو گا۔ قرآن مجید متقین کے لیے گائیڈ بک ہے تربیتی کورس ہے نصاب ہے تقویٰ ہی سے قرآن سے ہدایت پانے اور قرآن پر عمل کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے قرآن مجید رمضان المبارک سے اس مبارک مہینہ میں نازل ہوا اس مبارک مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے روزہ کی عبادت کے لیے مخصوص کیا اور روزہ کا مقصد یہ بیان کیا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اُمید ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو گا رمضان کے نوری ملکوتی شب و روز ہمارے اوپر سایہ فگن ہیں آپ غور کریں گے تو نفس کے مطالبات پر قابو پاتے دِل کو اللہ کی یاد اور نیک خیالات سے آباد رکھنے قرآن کو پڑھنے اور سُننے شب میں اللہ کے سامنے گڑ گڑانے اور آہ زاری کرنے اس کے سامنے اپنی مکمل فقیری اور محتاجی کا اقرار کرنے کے لیے اس سے زیادہ موزوں اور قیمتی وقت اور کوئی آپ کے ہاتھ نہیں آسکتا اس ماہ میں برکتوں کے جو خزانے لٹائے جا رہے ہیں ان سے اپنی جھولی بھرنے کی فکر کریں اس کی آرزو اور جستجو میں شب و روز گزاریں۔

محبت الٰہی کے ثمرات

یہ زندگی کا حق اللہ سے محبت کے بعد ملتا

زندگی کا حسن اللہ سے محبت

محبت کا لفظ خود اپنے اندر بڑی مٹھاس، کشش، کیف، لذّت اور مزہ رکھتا ہے کسی کے بھی تعلق سے یہ لفظ بولا جائے تو دل میں کی ایک رو دوڑ جاتی ہے ہم سب ہی محبت کے مزے سے آشنا ہوتے ہیں۔ یہ کوئی انوکھی اور اجنبی چیز نہیں ہے۔

اِنسانوں کے تعلق سے بھی، محسوسات کے تعلق سے بھی، مال و دولت کے تعلق سے بھی اپنی عزت اور اُن کے تعلق سے بھی اور خود اپنے نفس سے محبت کے تعلق سے بھی ہم سب خوب جانتے ہیں کہ محبت کیا چیز ہوتی ہے۔ اور محبت کا مزہ اگر دل کو لگ جائے اور دل میں اُتر جائے تو یہ کیا کرشمہ دکھاتی ہے۔ عام مسلمان یہ سمجھتا ہے کہ شاید یہ وہ مقام اور درجہ ہے جو اللہ کے بڑے برگزیدہ بندوں کو حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تو ایمان کی نشانی ایمان کی شرط اور ایمان کی رُوح ہے۔

ایمان کا راستہ بھی عشق و محبت کا راستہ ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ......(البقرة2:165)

ایمان رکھنے والے اللہ کو سب سے بڑھ کر محبوب رکھتے ہیں جو بھی ایمان لائیں گے وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کریں گے۔ اس کے دین پر عمل کریں گے اس کے دین کو قائم کریں گے اپنی محبت کو پہلے بنایا فرمایا ہے۔ کہ جو اِس کی راہ پر آجائے اس کی راہ پر چل پڑے اپنے آپ کو اس کے دین پر لگادے تو وہ اللہ کا محبوب ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پیار کرتا ہے۔

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهَا ...(المائدہ54:5)

اللہ اُن سے محبت رکھتا ہے اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔

یہ محبت تو ایمان کی روح اور جان ہے

اس کے بغیر تو ایمان چند الفاظ کا مجموعہ ہے جو زبان سے ادا ہو جاتے ایک لباس ہے جس کو آدمی وضع قطع اور چال ڈھال کے مختلف طریقوں سے اپنے اُوپر اُوڑھ لے لیکن اصل ایمان تو وہ ہے جو دل کو بھی لذّت دے اور جس کے پیچھے چلنے میں مزہ بھی آئے اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جن چیزوں سے ایمان کی مٹھاس حاصل ہوتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے۔

اِن یکون اللہ والرسول احب الیہ ممن سواء علیھم

اللہ اور اس کے رسول ان دو کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ پیارے اور محبوب ہو جائیں جب یہ کیفیت ہوتی ہے تب ہی ایمان دِل میں اُترتا ہے ایمان کا مزہ ملتا ہے اور ایمان میں لذّت آتی ہے۔

ایمان کے مطالبے

آدمی دِل کے تقاضے پورے کرتا ہے محبت کی راہ میں کسی کو دھکا نہیں دینا پڑتا ہے کہ جاؤ اس کے کوچے میں جاؤ جو محبوب ہے اس کی گلی میں جاؤ اس کے دروازے پر جاؤ اس کو یاد کرو اس کا نام لکھو یہ سب سبق کسی کو پڑھانے کی ضرورت نہیں پڑتی محبت خود ہی اُستادوں میں سب سے بڑی اُستاد ہے سکھانے والوں میں سب سے بڑی سکھانے والی اور قوتوں میں سب سے بڑی قوت ہے یہ انسانوں کے دِل فتح کر لیتی ہے جمادات اور نباتات کے دِل فتح کر لیتی ہے کسی پودے کو آپ پیار دے کر دیکھئے پانی دیجئے خبر گیری کیجئے وہ لہلہا اُٹھتا ہے رنگ برنگ کے پھول آپ کی گود میں ڈال دیتا ہے جس کو بھی آپ محبت دیں گے وہ مفتوح ہو جائے گا اس کا دِل بھی فتح ہو جائے گا اور وہ آپ کا غلام بھی بن جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور اللہ کے واسطے سے اور بہت ساروں کی محبت یعنی اس کے رسول کی اُس کی کتاب کی اُس کی دین کی اُس کے اُمت کی اور اس کی راہ میں ساتھ چلنے والوں کی یہی محبت کی زندگی ہے اس کی کمی اُن سارے مسائل کی جڑ ہے جو ہمیں درپیش ہیں جتنی یہ محبت پیدا ہوتی جائے گی دِل میں اُترتی جائے گی اور جتنی رچتی بستی جائے گی اتنا ہی مسائل کا جنگل صاف ہوتا چلا جائے گا اس لیے میرے بھائیوں اور بہنو سب سے بڑھ کر تو اسی محبت کی فکر کرنی چاہیئے۔

محبت مصنوعی ذرائع سے پیدا نہیں کی جاسکتی؟

یہ اس طرح کی طبعی چیز بھی نہیں ہے جس طرح باپ کو بیٹے سے ہو جاتی ہے ایک مرد کو عورت سے ہو جاتی ہے یا آدمی کو کسی حسین چیز سے ہو جاتی ہے لیکن حسن جمال اور کمال اگر سب سے بڑھ کر کسی کے پاس ہے تو وہ حبیب حبیب عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اُسی کے ایک حسن کا ایک جلوہ ہے جو کائنات میں ہر جگہ دکھائی دیتا ہے جدھر بھی دیکھیں گے حُسن بکھرا ہوا ہے۔ پہاڑوں اور درختوں اور پھولوں اور پرندوں میں ہر جگہ اُس کا حسن جلوہ گر ہے یہی حسن ازلی ابدی اور اعلیٰ ہے حسن سے ہی احسان نکلا ہے احسان کی کوئی حد نہیں ہے ہر ذی نفش کا ہر سانس جو اندر جاتا ہے وہ بھی اُس کا احسان ہے اور جو باہر آتا ہے وہ بھی اس کا احسان ہے ہر لقمہ جو آدمی اپنے ہاتھ سے مُنہ میں رکھ رہا ہے یہ اسی کی توفیق وعنایت ہے انسان خود نہیں رکھتا پانی کا ہر گھونٹ جو آدمی سمجھتا ہے کہ میں نے اُٹھا کر پیا ہے وہی پلاتا ہے وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنَ (الشعراء 79:26) وہی ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے آدمی دوا کھا کر سمجھتا ہے کہ میں تو ٹھیک ہو گیا ڈاکٹر نے بڑی اچھی دوا دی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنَ (الشعراء 80:26) جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی شفا بخشتا ہے کوئی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو اس کے بغیر مل سکتی ہے اگر مل سکتی تو دینے والا خود خُدا بن جاتا اور جو خدا سے بے نیاز ہو کر دے سکتا وہ تو خود خُدا ہوتا کائنات میں دو خدا تو نہیں ہیں ایک ہی خدا ہے دینے والا بھی ایک ہی خدا ہے کوئی اور نہیں ہے اور ہو نہیں سکتا۔

محبت کا تقاضا یہ نہیں

محبت میں یہ تقاضا نہیں ہے کہ صرف اسی سے محبت ہو بلکہ یہ تقاضا ہے کہ سب سے بڑھ کر اس سے محبت ہو اس نے اور بھی محبتیں رکھی ہیں اور بھی چیزوں کو محبوب بنایا ہے مال کی محبت، عزیز واقربا کی محبت، دنیا میں اپنے لئے عزوجاہ کی محبت، یہ سب اسی نے رکھی ہیں۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ۔ (آل عمران 14:3)

لوگوں کیلئے مرغوبات نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں، بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں بہت ساری چیزیں ہیں جن کی محبت رکھ دی گئی ہے لیکن فرمایا کہ سب سے بڑھ کر محبت تو اسی سے ہونی چاہئے جب اس کی محبت کا تقاضا آجائے تو سب پر غالب ہونا چاہئے اسی لئے قرآن مجید میں تو نہیں لیکن سابقہ صحف سماوی میں اللہ تعالیٰ جب اپنی محبوب اُمت سے بات کرتا ہے تو جو استعارے اور تشبیہات استعمال کرتا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ اے میری محبوب اُمت تو بدکار عورت کی طرح جگہ جگہ جا کر آشنائیاں کیوں کرتی ہے۔ یہود و نصاریٰ سے اللہ تعالیٰ جب خطاب کرتا ہے تو کہتا ہے کہ بدکار عورت کی طرح جگہ جگہ جا کر آشنائیاں کیوں کرتے پھرتے ہو در در پر جا کر سر کیوں جھکاتے ہو۔ میرے ہو جاؤ تو میں تمہارا ہوں جب میں تیرا ہوں تو دنیا میں تجھے اور کس کی ضرورت ہے؟ کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر ہم اس کا کام کرنے کیلئے کھڑے ہوئے ہیں

تو کتنا ہی ہم سر مار لیں کوشش کر لیں اسی کے بن جانے اور اسی کی محبت میں غرق ہوئے بغیر یہ راہ طے نہیں ہو سکتی مجھے تو اس بات کا یقین ہے اللہ تعالی نے خود یہ فرمایا ہے کہ اگر تم نہیں تو پھر دوسری قوم لاؤں گا اور سب سے بڑھ کر اُن کی پہلی صفت یہی ہو گی کہ وہ محبت کی زندگی گزاریں گے میں اُن سے محبت کروں گا وہ مجھ سے محبت کریں گے باقی صفات کا ذکر تو بعد میں آتا ہے سب سے پہلے یہ ہے اس کے بعد ہی وہ کام کر سکیں گے جو اُن کے سپرد کیا گیا ہے محبت کوئی اجنبی چیز تو نہیں جانی پہچانی چیز ہے اگر آپ پوچھیں کہ محبت کیا ہوتی ہے تو کوئی اس طرح بتا نہیں سکتا کہ محبت کیا ہوتی ہے لیکن کسی کو ان میں سے ہر چیز کا تجربہ نہیں ہے محبت ہوتی ہے تو اسی کی طرف دھیان رہتا ہے اسی کا خیال رہتا ہے اُسی کا نام زبان پر رہتا ہے اُس سے ملاقات کا جو موقع مل جائے غنیمت ہوتا ہے۔ اگر پانچ وقت مل جائے تو اس سے بڑھ کر محبت کرنیوالے کی اور کیا سعادت ہو سکتی ہے خود بلائے، دروازہ کھول دے یہ تو اس کا بہت بڑا قرب دینے اور قریب کرنے کا اعلان ہے جب اس سے روبرو ملاقات کی گھڑی آئے تو اُس سے ملاقات کا شوق اسی سے محبت کی علامت اور نشانی ہے پھر جو کام کریں اس طرح کریں کہ اس کو خوش کر دیں انسان دُھن میں لگا ہو تو کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے خود ہی دُھن میں لگا رہتا ہے دھیان اسی میں لگا رہتا ہے اور ایسے ایسے کام بھی کرتا ہے جو محبوب نے فرض اور لازم نہیں کئے جو فرض کئے وہ تو بجالاتا ہے مگر جو فرض نہیں کئے اُنکے پیچھے بھی لگا رہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر تو قربت کا کوئی ذریعہ ہی نہیں کہاں سے کس طرح، کون سا ایسا موقع مل جائے جس سے اُس کو خوش کر دوں اور اس کے قریب ہوتا چلا جاؤں۔

محبت کی نشانیاں

یہ سب محبت کی وہ علامتیں ہیں جو سب جانتے ہیں دل میں ایک آگ لگ جاتی ہے اور اس آگ کے اندر سب تعلقات بھی بھسم ہو جاتے ہیں ایک ہی تعلق طاری رہتا ہے اور دل کے اُوپر چھا جاتا ہے۔

یہ سب نشانیاں آپ جانتے ہیں اس کی میزان میں رکھ کے اپنے دل کو تول سکتے ہیں اس کی ملاقات، اُس کا ذکر، اُس کی یاد اُس کی رضا، اُس کی خوشنودی کی کوشش زندگی کے اندر کتنی ہے خود اپنے اندر پیدا کریں؟ جو ساتھی آپکے ساتھ چل رہے ہیں دو ہوں چار ہوں یا جتنے بھی ان کے اندر پیدا کریں آپکا اور آپ کے کام کا نقشہ بدل جائیگا وہی کام جو آپ ٹہل ٹہل کر کرتے ہیں وہ دوڑ دوڑ کر کریں گے وہی زبانیں جو دعوت کیلئے نہیں کھلتیں وہ کھلنے لگیں گی اس لئے کہ پھر میں خود زبان بن جاتا ہوں وہی پاؤں جو اب نہیں اُٹھتے وہ اُٹھنے لگیں گے اس لیے کہ وہ پاؤں میں خود بن جاتا ہوں وہی ہاتھ جو کام نہیں کرتے وہ کام کرنے لگیں گے اس لیے کہ وہ ہاتھ میں خود بن جاتا ہوں یہی وہ مقام ہے جب آدمی دوڑ دوڑ کے اس کیلئے کام کرتا ہے ایک مختصر سی دُعا حدیث میں آتی ہے کہ رب اجعلنی لک ذکارا لک شکارا لک رھابا لک مطواعا لک مطیعا الیک مخبتا الیک اوھا منیبا ...(ترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ)

اے میرے اللہ مجھے ایسا بنا دے کہ تجھے بہت یاد کروں تیرا بہت شکر کروں تجھ سے بہت ڈرا کروں تیری بہت فرمانبرداری کیا کروں تیرا بہت مطیع رہوں تیرے آگے جھکا رہوں اور آہ آہ کرتا ہوا تیری ہی طرف لوٹ آیا کروں۔

محبت اور خوف کا چولی دامن کا ساتھ

یہ سب محبت کی تصویریں ہیں خوب ہر وقت مجھے یاد کرو ہر وقت میرا شکر کرتے رہو خوف بھی ہو محبت اور خوف کا ایک دوسرے کا چولی دامن کا ساتھ ہے جہاں محبت ہوتی ہے وہاں دل ہر وقت دھڑکتا رہتا ہے پتا نہیں کب یہ محبت چھن جائے اس کا خوف ہوتا ہے کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جائے جو محبوب کو ناگوار گزرے یہ کوڑے کا خوف نہیں ہوتا بلکہ یہ خوف اس کا ہوتا ہے کہ نہ جانے کب کوئی ایسی چیز ہو جائے جس سے میرا محبوب، میرا رب مجھ سے ناراض ہو جائے دوڑ دوڑ کر تیرے کام کروں جو فرض نہیں ہیں وہ بھی کروں لک مطیعا تیرا بہت مطیع رہوں اور لک مخبتا اور تیری طرف جھکا رہوں اور ہائے ہائے واہ واہ کر کے تیرے در پر لوٹ آیا کروں حبیب کے حبیب نے فرمایا کہ اللہ سے اس لیے محبت کرو کہ اس کے انعامات تم پر بے پایاں ہیں اور مجھ سے اللہ کیلئے کرو (ترمذی) جو اللہ کا حبیب ہے اللہ نے اس کو اپنے کام کیلئے بھیجا ہے اُس کے ذریعے اس نے ہم پر اپنی ساری نعمتیں تمام کر دیں۔

محبوب کبریا سے جانثاروں کی محبت کا عالم

ہمیں قرآن مجید، اپنا دین، اپنی ہدایت، اپنی جنت کا راستہ اور فہم سے بچنے کا راستہ، سب کچھ اُنہی کے ذریعے ملا ہے۔ ان سے محبت کا تو یہ عالم تھا کہ لوگ نگاہ بھر کر دیکھ نہیں پاتے تھے مجلس میں سناٹا رہتا تھا وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے پاتا تھا تھوکتے تھے تو چاہنے والے وہ بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے تھے یہ بھی محبت کی علامتیں تھیں ان میں سے کوئی چیز فرض نہیں تھی کسی چیز کا دین میں مطالبہ نہیں تھا ایک آدمی آیا اور اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان کے بٹن کھلے ہوئے تھے عمر بھر باپ اور بیٹے نے اپنے گریبان کے بٹن بند نہیں کئے دین کا کوئی

مطالبہ نہیں تھا کہ ایسا کرنا ضروری ہے ایک اور آدمی آیا اس نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چپل کے تسموں پر بال ہیں اُس نے ہمیشہ وہی چپل پہنی ایک اور آدمی آیا اس نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سالن میں کدو کے ٹکڑے تلاش کر رہے ہیں اِس کے ہاں کبھی کوئی سالن نہیں پکا جس میں کبھی کدّو نہ ڈالا ہو اور اسمیں کدّو کے ٹکڑے نہ تلاش کیئے ہوں ان میں سے کوئی چیز فرض نہیں تھی اور جو چیزیں فرض کیں جن کا مطالبہ کیا مکہ کی گلیاں عکاظ کے میلے طائف کی وادی بدر و حنین کے میدان بھید جو قمیض کے بٹن بھی بند نہ کرتے ہوں۔ کدّو کے ٹکڑے بھی نہ چھوڑتے ہوں آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ان میں پیچھے رہ سکتے ہیں۔ پھر انہوں نے اسپین سے لیکر چین تک سب کو بدر و حنین کا میدان بنا دیا جو کام قومیں ہزار برس میں کرتیں۔ اُنہوں نے وہ کام سو برس میں کر دیا یہ اس محبت کا نتیجہ ہے یہی محبت ان کی سدا سرمایہ تھی۔

صحابہ رضی اللہ عنہ کی محبت کا مرکز

ہر دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کا ایک ٹکڑا آگیا ہر شخص چلتا پھرتا قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر بن گیا۔ یہی وہ لوگ تھے جن کے قوموں کی قومیں شہروں کے شہر اور ملکوں نے ملک سیر انداز ہو گئے۔ اور بڑھتے چلے گئے۔

محبت فاتح عالم

اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت یقیناً سارے عالم کو فتح کر دیتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کے سوا کوئی نسخہ نہیں تھا۔ نہ واعظ تھے۔ نہ لٹریچر نہ کتابیں تھیں کچھ نہیں تھا بس محبت کی تفسیر تھے زندہ چلتی پھرتی تصویر تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے پوچھا قیامت کا دن کب آئے گا فرمایا پوچھ تو رہے ہو کوئی تیاری بھی کی ہے۔ کہا نہیں۔ نماز، روزہ یہ تو بہت مشکل ہے صرف اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہوں فرمایا جس سے محبت کرتے اسی کے ساتھ رہو گے۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں صحابہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس سے

زیادہ خوشی کا کوئی دن نہ دیکھا۔ کہ جب یہ خوشخبری سنی کہ نمازیں بھی کم ہیں روزے بھی کم ہیں۔ کوئی وسیع سرمایہ ساتھ نہیں ہے بس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ بشارت ملی کہ پھر تو قربت بھی ہے ساتھ بھی ہے۔ اور پاس بیٹھنا بھی ہو گا۔ اور ملنا جلنا بھی ہو گا کسی نے کہا آدمی محبت تو کرتا ہے مگر پہنچ نہیں سکتا۔ پہنچ نہ سکنا تو بہت بلیغ بات ہے۔ جو وہ سو برس کے زمانے کا فاصلہ ہے مکان کا بھی فاصلہ ہے۔ بہت دور ہے جا نہیں سکتے عمل کا بھی فاصلہ ہے کہ ہمارے عمل کی ان کے عمل کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے۔ فرمایا محبت تو ایک نسخہ ہے کہ ساری دوریوں کے باوجود آدمی اس کے ساتھ جائے گا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

اتباع رحمۃ العالمین محبتِ الٰہی کی کسوٹی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنا اللہ کی محبت کی کسوٹی ہے۔ یہ محبت کا سیدھا راستہ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (سورہ ال عمران پ3 آیت نمبر 31)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کہہ کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اگر اللہ سے محبت کا دعوی ہے تو میرے پیچھے پیچھے چلو اور میرے بن جاؤ۔ میرے نقش قدم پر چلو جن راستوں سے میں گزرا ہوں اِن سب سے گزرو اگر میں کہوں کہ مکّے کی گلیوں سے گزرو عکاظ کے میدان سے گزرو طائف کی وادی سے گزرو اور بدر حنین کے میدان سے بھی گزرو اِن مقامات سے بلا جھجھک گزرو۔ اس لیئے کہ یہی محبت کا تقاضا ہے۔

مرتب نبوی

من اطاعنی فقد اطاع اللّٰہ

اِتباع کا معنی اطاعت کے نہیں ہیں اطاعت کا لفظ الگ ہے اطاعت کا معنیٰ تو کہنا ماننا اور حکم ماننا ہے اور اِتباع کے معنیٰ پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں پیچھے پیچھے تو ہر آدمی چلا جائے گا محبوبِ جدھر جائے تو اس کے پیچھے جائے گا۔ جہاں وہ چلا ہو گا اس کے پیچھے چلے گا جو نقشِ قدم اس نے چھوڑیں ہونگے انہی کو وہ پیار کرے انہی کے اُوپر وہ قدم بھی رکھّے گا۔ یہ محبت اتنی آسانی سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک واقعہ آپ نے بھی پڑھا ہو گا میں نے بھی پڑھا ہے پڑھ کر دل لرز جاتا ہے اور بڑی محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

غزوہ اُحد کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ زخموں سے چور اور جانِ برلب ہے۔ محبت میں یہاں تک پہنچ گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی لائے گئے۔ اُنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا پاؤں میرے چہرے پر رکھ دیں۔ لوگ بڑے دعوے کرتے ہیں محبتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر جو اِتباعِ رسول کی باری آتی ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنے اِماموں پیشواؤں اور اپنے بڑوں کی بات کو مانتے ہیں اپنے ہی بڑوں کے قول اقوال اور بزرگانِ دین کی حکایات پر عمل پیرا ہوتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت کے ہوتے ہوئے کسی بڑے کی بڑائی مان کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو پسِ پشت ڈال لیتا ہے وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے آنے کے مقام تک پہنچنے کیلئے اس کیفیت میں ہے۔ کہ پورا جسم خونم خون زارونزادہ جان لبوں پر ہے۔ تو اس کے انہوں نے اپنے آپ کو اس کا مستحق سمجھا یا محبت میں یہ آرزو ہوئی کہ قدم مبارک چہرے کے اُوپر ہوں یہ آسان بھی ہے مشکل بھی وُہ لوگ جو دین کے راستے پر ساتھ چل رہے ہیں ان کیلئے اس میں بہت رہنمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے آپ کو باندھ لو اس کے ساتھ جمالو جم جاؤ ناگواریاں بھی ہوں تو صبر کرو

وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ......ج(الکہف28:18)

اور ان سے ہر گز نگاہ نہ پھیرو نگاہیں ہٹنے نہ پائیں یہی ساتھی سرمایہ ہیں کچے بھی ہیں اور پکے بھی گناہ گار بھی ہیں اور نیک بھی پختہ بھی ہیں اور نہ پختہ بھی ہیں جو بھی ہیں وہ سب جو ساتھ چل رہے ہیں ان میں سے ہر شخص قیمتی ہے ہر شخص ایک سرمایہ ہے کالے بھی ہیں اور گورے بھی پڑھے لکھے بھی اور جاہل بھی اچھے اخلاق والے بھی ہیں اور بد اخلاق بھی آ کے چادر کھینچ لیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں طعنے دیتے ہیں پھر بھی وہ محبوب رہتے ہیں عذر پیش کرتے ہیں وہ قبول کر لیے جاتے ہیں غلطی کرتے ہیں تو معاف کر دیئے جاتے ہیں اور سینے سے لگا لیا جاتا ہے کوئی مثال نہیں ملتی کہ کوئی دھتکار کے باہر کر دیا گیا ہو یہی وہ لوگ ہیں جن سے کام ہونا ہے انہی کی تائید سے تو دین غالب ہوا ھُوَ الَّذِیٓ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ ......(الانفال62:8)

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے اور مومنوں کے ذریعے سے تمہاری تائید کی ی-اَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ (الانفال62:8)اے نبی تمہارے لئے اور تمہارے پیرو اہل ایمان کیلئے تو بس اللہ ہی کافی ہے۔ یہ جو مومنین کی جماعت ہی تو ہے جس کی جدوجہد سے پورے کا پورا دین نافذ ہو گا فتنہ مٹے گا اور دین کا کلمہ غالب ہو گا ان میں سے تو ہر شخص بڑا قیمتی ہے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کی قدر و قیمت کم کی جائے۔

انسان کا دل اللہ کی یاد کا مسکن

ہر شخص کا دل اللہ کی یاد کا مسکن ہے یہ تو خانہ کعبہ سے بھی زیادہ محترم ہے خانہ کعبہ کیا ہے مٹی کا گھر ہے یہ تو گوشت کا دل ہے جو اللہ نے خود بنایا ہے جس میں خود بستا ہے اس کی یاد بستی ہے اس کی محبت بستی ہے اس کا ایمان بستا ہے اس کی ناقدری کی جائے اور اس کو آدمی جھڑک دے اس کو ایذا پہنچائے اس کو تکلیف دے اس کی پروانہ کرے اس کی برائی کرتا پھرے اس کو گالی دے اس کا مذاق اُڑائے یہ کیسے ہو سکتا ہے اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو خوش کیا اُس نے مجھے خوش کیا جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا جس نے کسی مسلمان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی آپ بتائیے کہ اللہ اور اس کے رسول محبوب ہوں تو کیا اس کے بعد اب کسی ہدایت کی ضرورت ہے ؟ یہ تو خود اپنی جگہ پر کافی ہے جب اللہ پیارا ہے اللہ کے محبوب پیارے ہیں تو پھر اللہ کے کسی بندے کو اپنے کسی ساتھی کو کیسے تکلیف پہنچائی جاسکتی ہے۔ کوئی ایسی بات زبان پر کیوں آئے ہاتھ سے ایسا کام کیوں ہو روش ایسی کیوں ہو جس سے اس کو تکلیف ہو جن کو ہم نے آگے کھڑا کر دیا ہے۔ وہ بھی اُسی طرح محبوب ہیں اور جو ہمارے پیچھے ہیں وہ بھی اسی طرح محبوب ہیں یہ محبت کا رشتہ ہے اب کوئی آگے چلنے والا یہ حق تو نہیں رکھتا کہ وہ کہہ سکے کہ میں تمہاری جان ومال، والدین سب سے پیارا ہوں یہ مقام تو صرف اللہ کے رسول کیلئے لیکن اسی کا کچھ حصہ کہیں نہ کہیں تو آئے گا جس سے جماعتیں مضبوط ہونگی اور ایران اور روم فتح کرنے کے قابل ہونگے۔ خشک احتساب جماعتوں کو صحیح تو رکھ سکتا ہے مگر اُن کے اندر سیلاب کی وہ قوت نہیں پیدا کر سکتا کہ دنیا کے اُوپر چھا جائے یہ سیلاب کی قوت تو محبت ہی پیدا کر سکتی ہے اسی لئے اللہ نے رُحما کی مثال دی ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّاۗءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَیْنَھُمْ (الفتح29:48)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ بیج کو نپل بنی" درخت درخت بنا اور پھر تناور درخت بن گیا آپس میں محبت اور رحمت پر مبنی اس کی اینٹیں ایک دوسرے کے ساتھ آپس میں محبت کے سیمنٹ سے جڑی ہوئی ہمیں وہی جماعت اس قابل ہے کہ اس کا ننھا منا بیج تناور درخت بن جائے عام انسان، ہر انسان جس کو اللہ نے پیدا کیا، گوشت پوست کا انسان جس کے اندر اس نے اپنی روح پھونکی (نفخت فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ) ہر انسان جو

گناہ گار ہے اس کا گناہ آپ کو کتنا ہی ناپسند کیوں نہ ہو نفرت کا مستحق نہیں ہے۔ گناہ گار بھی آتے تھے جانی دُشمن بھی آئے چچا کا کلیجہ چبانے والے بھی آئے۔ مکے کے پورے 13 سال گالیاں دینے والے راہ میں کانٹے بچھانے والے بھی آئے مرد بھی آئے عورتیں بھی آئیں بیٹی کے اُوپر برچھی مارنے والا جس کے نتیجے میں اُن کا اسقاط حمل ہو گیا سب کو گلے سے لگا لیا اور سب سے کہا کہ آؤ آج سے تم میرے بھائی ہو اور وہی پھر قوت بن گئی وہ چند افراد کی قوت نہیں تھی مہاجرین و انصار نے ساری دنیا فتح کی وہ تو لیڈر تھے قائد تھے وہ آگے چلنے والے تھے انسانی قوت تو ان سے آئی جن کے دلوں کو اُونٹ دے کر اور مال غنیمت دے کر جیتا گیا فرمایا کہ بھوکے کے پاس جاؤ تو اپنے رب کو وہاں پاؤ گے تم اسے کہاں تلاش کرتے پھرتے ہو؟ پیاسے کے پاس جاؤ تو مجھے وہاں پاؤ گے اور بیمار کے پاس جاؤ تو مجھے وہاں پاؤ گے تم مجھے کہاں تلاش کرتے ہو مجھے بندوں میں تلاش کرو ان کے پاس جاؤ گے ان سے محبت کرو گے تو پھر وہ تمہارے ہو جائیں گے اور تم اُن کے ہو جاؤ گے میرے بھائیو اور دوستوں یہ بنیادی سبق ہے یہ دین کی بنیاد ہے۔

حمد کا کلمہ بھی محبت کا کلمہ

حمد کا کلمہ بھی محبت کا کلمہ ہے شکر اور تعریف محبت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور محبت تو شکر کے بیج سے پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا آغاز بھی اسی کلمے سے فرمایا الحمد اللہ۔ اور جب دین تکمیل تک پہنچ گیا تو پھر فرمایا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ شکر ہی تو محبت کا بیج ہے اسی سے محبت کا درخت پھوٹتا ہے۔ اس کی شاخیں نکلتی ہیں پتے آتے ہیں پھول کھلتے ہیں پھل نکلتے ہیں یہ دین کی بنیاد ہے ایمان کا تقاضا ہے ایمان کی راہ عشق و محبت کی راہ ہے اور اسی سے یہ منزل آسان ہوتی ہے اس کے علاوہ کوئی نسخہ میں نہیں جانتا میں پھر اپنی بات دُہراؤں گا کہ تم اگر اس معیار پر پورے نہیں اُترو گے تو پھر تمہارے ہاتھوں سے یہ کام نہیں ہو گا پھر اللہ دوسرے لوگ لائے گا۔ فَسَوۡفَ يَأۡتِي ٱللَّهُ بِقَوۡمٍ ......(المائدہ5:84)

وہ دوسری قوم لے کر آئے گا اور اس گروہ کی پہلی خصوصیت ہی ہو گی کہ وہ اللہ کی محبت کے نشے میں سرشار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت رکھتا ہو گا اس کے بعد سارے کام آسان ہوں گے دین غالب ہو گا پھر زندگی ٹھکانے لگے گی پھر تھوڑے عمل سے بھی بڑے بڑے نتائج پیدا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ سب کو اسی محبت کا حصّہ عطا فرمائے۔

معرفت الٰہی کی علامت

حضرت ابو بکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کمرفت اللہ باالله وعرضت الاشياء بالله

میں نے اللہ کو اللہ کے ذریعے پہچانا اور اشیاء کو اللہ کے ذریعہ پہچانا۔

(مکتوبات قدوسیہ صفحہ319)

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ دنیا میں زندہ رہنے سے تنگ آجاتا ہے اور دنیا باوجود اس قدر وسعت کے اس کیلئے تنگ معلوم ہوتی ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زندگی پاک ہو جاتی ہے اور اسے زندگی میں مزہ معلوم ہوتا ہے ہر مخلوق اس سے ہیبت کھاتی ہے اور مخلوق کا خوف اس سے جاتا رہتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس محسوس کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوتی ہے اگر اٹھارہ ہزار عالم بھی اسے پیش کیئے جائیں تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھے اہل معرفت وہ لوگ ہیں کہ اگر عرش سے تحت الثریٰ تک لاکھ مقرب فرشتے جبرئیل، اسرافیل اور میکائیل جیسے ان کی نگاہوں میں لائے جائیں تو معرف الٰہی کے سوا کسی کو موجود خیال نہ کریں اور انہیں ان کے جانے کی خبر نہ ہو اگر ایسا انس نہیں ہے تو معرفت الٰہی کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہے۔ وہ اہل معرفت میں سے نہیں ہیں حضرت جنید فرماتے ہیں کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں معرفت تعرف اور معرفت تعریف تعرف کے معنی یہ ہیں کہ اللہ خود اپنی ذات کی تعریف کر دے اور پھر اسے اشیاء سے متعارف کرادے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ لا احب الافلین (میں غروب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا) اور تعریف کے معنی ہیں کہ اللہ انہیں اپنی قدرت کے آثار آفاق اور خود ان کی اپنی جانوں میں دکھادے پھر ان میں اپنی مہربانی کا اثر پیدا کر دے۔ بایں طور کہ اشیاء انہیں بتادیں کہ ان کا کوئی خالق وصانع ہے اس قسم کی معرفت مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہے اور پہلی قسم کی معرفت خاص لوگوں کی معرفت ہے مگر پھر بھی اللہ کی مدد کے بغیر کوئی بھی اسے درحقیقت نہیں پہچان سکتا اسی قسم کا قول محبت بن واسع کا ہے فرماتے ہیں مجھے ہر چیز میں خدا نظر آتا ہے ابن عطا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عوام کو مخلوق کے واسطہ سے اپنی معرفت عطا کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اَفَلَا يَنۡظُرُوۡنَ اِلَى الۡاِبِلِ كَيۡفَ خُلِقَتۡ**

کیا یہ لوگ اُونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے پیدا کیا گیا۔ حضرت بایزید بسطامی کا قول:۔

معرفت یہ ہے کہ بندہ کو یہ معلوم ہو جائے کہ مخلوق کی تمام حرکات وسکنات خالق کی طرف سے ہے ایک اللہ والے نے فرمایا کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا اسے دنیا کی چیزوں کی کوئی خواہش نہیں رہتی اور اس کیلئے جدائی اور وصل کوئی چیز نہیں ہوتے یہاں پہچان سے مُراد معرفت ہے۔

حضرت علی ہجویری نے فرمایا معرفت اس بندہ کو حاصل ہوتی ہے جس پر خداوند کی عنایت ہو وہی دل کو کھولتا اور بند کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا۔

معرفت یہ ہے کہ ہر ہر چیز سے تعجب ختم ہو جائے کسی بھی چیز پر تعجب نہ ہو کیونکہ تعجب اس فعل سے ہوتا ہے جو مقدر سے زیادہ ہو۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

معرفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنے اسرار سے آگاہ کردے یعنی اس کے دل کو روشن اور آنکھ کو بینا کر کے اسکو تمام اصول سے محفوظ رکھے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

من عرف الله لم یحب غیرہ ومن عرف الدنیا زهد فیه

جسے اللہ کی معرفت حاصل ہو وہ اس کے سوا کسی سے محبت نہیں کریگا اور جو شخص دنیا کی حقیقت پہچان لے وہ اس سے کنارہ کشی اختیار کریگا۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کہ اس کائنات کا ہر ذرّہ معرفت حق کا راستہ ہے جس مخلوق پر بھی تفصیلی نگاہ ڈالو وہ اپنے خالق کی عظمت پر دلالت کرے گی۔

محبت کیلئے معرفت ضروری ہے۔

فرض کیجئے کسی کا باپ اسکے بچپن ہی میں باہر چلا گیا ہو اور اب تیس سال بعد اس کو لوٹنے کی اطلاع ملی ہے دن تاریخ اور وقت مقرر ہے بیٹا عرصہ دراز کے بعد باپ کی آمد سے خوشی و مسرت سے سرشار ہے لیکن وہ اپنے باپ کو پہچانتا نہیں اسے خیال آتا ہے کہ ایسی صورت بخیرا نگاہ (ایئرپورٹ) پر استقبال کیلئے جانے سے بھی کیا فائدہ دوسرے ہی لمحے اس کے ذہن میں ایک بوڑھے کمزور آدمی کا نام آتا ہے جو اس کے باپ کا صورت آشنا ہے بڑی منت و سماجت کے بعد ایئرپورٹ جانے کیلئے آمادہ کرلیتا ہے طیارہ آیا اور لوگ اُتر کر باہر آنے لگے بیٹا جس بوڑھے کو اپنے ہمراہ لایا تھا وہ ایک گوشہ میں بیٹھا ہے اتنے میں طیارہ سے اُتر کر ایک بوڑھا آدمی اس کے پاس آتا ہے جو اپنے باپ کو لینے آیا ہوا تھا بوڑھا مسافر اس سے خواہش کرتا ہے کہ میں نہایت کمزور ہوں کئی روز کے سفر سے چکنا چور ہوں۔ برائے مہربانی آپ تھوڑی دیر کیلئے میرے اس سامان کو سنبھالیئے اور کسی طرح ٹیکسی تک پہنچا دیجئے وہ آدمی اس پر جھنجھلاتا اور غصہ میں آتا ہے اور کہتا ہے میں خود اپنے والد محترم کو لینے کیلئے آیا ہوں ان کے ساتھ بھی سامان ہوگا جب وہ نہایت تلخی و ترشروئی سے اسے جواب دے رہا تھا اتنے میں گوشہ میں بیٹھے ہوئے بوڑھے کی نظر اس مسافر پر پڑتی ہے اور وہ لڑکے سے کہتا ہے یہی تو آپ کے والد ہیں اب ایک ہی لمحہ میں اس لڑکے کا انداز بدل جائیگا تعارف ہو جانے کے بعد اسے اپنے انداز بیان پر شرمندگی و ندامت ہوتی ہے چنانچہ وہ لڑکا کہتا ہے ابّا جان معاف کیجئے گا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا سامان کا اٹھانا تو کجا آپ مجھ پر سوار ہو کر چلئے میں آپ پر اپنی سو جان نثار کرتا ہوں یہی حال اللہ کا ہے جب تک اللہ کی معرفت حاصل نہیں ہوگی کسی کام کو کرنا اور نہ کرنا آسان نہ ہوگا۔

تعلق باللہ کی افزائش

ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ انسان مالک حقیقی جل شانہ کے ساتھ اپنے تعلق کو بڑھائے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ فرض اور سنت نمازوں کا اہتمام کرے اور اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع پیدا کرنے کی شعوری کوشش کرے ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔۔(سورۃ المومنون)

تحقیق ایمان لانے والے فلاح پا گئے وہ لوگ جو نمازوں میں خشوع وخضوع اختیار کرتے ہیں علاوہ ازیں ایک مسلمان کا فرض ہے کہ تعلق باللہ بڑھانے کیلئے حسب استطاعت نوافل بھی ادا کرے اگر مہینہ میں ایک یا دو مرتبہ تہجد کا اہتمام کیا جائے تو سونے پر سہاگہ کا کام دے گا اس طرح نفس میں ریاکاری اور غرور و تکبر کے جراثیم خود بخود ختم ہو جائیں گے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ قرآن پاک کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرے تا کہ اسے اللہ کے احکامات کا علم ہو سکے علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً قرآنی آیات اور مسنون دُعاؤں کا دہراتے رہنا بھی اللہ سے تعلق کو مضبوط کرنا ہے دُعاؤں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعظم و آخر کی ذات بابرکات پر درود و صلوٰۃ دُعاؤں کی قبولیت کا ضامن ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کیلئے وہی کچھ ہوں جو وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں ان سے بہتر گروہ میں انکا ذکر کرتا ہوں اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں اسکی طرف ایک قدم بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اسکی طرف دوڑ کر جاتا ہوں ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ مسلمان فرض روزوں کے علاوہ ہر مہینے کم از کم تین نفلی روزے رکھے اور زکوۃ کے علاوہ اپنی تنخواہ یا ماہوار آمدنی میں سے ایک معقول حصّہ یتیموں بیواؤں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی فلاح و بہتری کیلئے خرچ کرے ایمان باللہ کا عقیدہ اس بات کا متقاضی بھی ہے کہ ہر مسلمان رشتہ داروں، دوستوں، اولاد اور والدین کے حقوق کی ادائیگی کو اپنا شعار بنائے۔

شرک سے گریز

ایمان باللہ کے معنی یہ ہیں کہ ایک انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پر شعوری ایمان لا کر اپنے تمام معاملات اللہ کے سپرد کر دے اور اپنی زندگی کے انفرادی و اجتماعی شعبوں میں اللہ تعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرلے۔ سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے بارے میں ایک جامع بات بتائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور سے مجھے پوچھنا نہ پڑے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو میں اللہ پر ایمان لاؤ اور پھر اس پر جم جاؤ ایمان باللہ کا مفہوم صرف اتنا نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لے آئے لیکن اس کی عملی اور اجتماعی زندگی میں اس عقیدہ کی کوئی جھلک دیکھنے میں نہ آئے بلکہ کلمہ لا الہ الا اللہؐ محمد رسول اللہؐ کے معنی یہ ہیں کہ انسان رب کائنات کے سوا کسی کو الہ، رہنما، آقا، معبود حاکم اور قانون ساز نہ کرے اگر اس نے خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی حاکم اور معبود مانا تو وہ شرک جیسے ظلم عظیم کا مرتکب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک ایک ناقابل معافی جرم ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (نساء 28:)

بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشے گا اس کے علاوہ جس کے گناہ چاہے معاف کر دے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لا الہ الا اللہؐ کی شہادت دینا جنت کی کنجی ہے جن احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ لا الہ الا اللہؐ کے قائل کیلئے دوزخ حرام ہو جاتی ہے انہیں پڑھتے وقت ایک اصولی بات

پیش نظر رہنی چاہئے کہ اس قسم کی خوشخبریوں والی احادیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کسی نیک کام کی خاصیت اور اس کا اصلی اثر بتانا ہوتا ہے قطع نظر اس کے کہ اس نیکی کو کرتے وقت اگر کچھ اور قسم کی برائیاں بھی جاری رکھی گئیں تو پھر انجام کیا ہوگا اس بات کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک طبیب کسی خاص دوائی کی خاصیت بتاتا ہے مثلاً وہ کہتا ہے کہ جو اطریفل (نزلے کی دوائی) کھاتا رہے گا وہ ہمیشہ نزلے سے محفوظ رہے گا یہ بات کرنے سے اس کی مُراد یہ ہے کہ اطریفل کی ذاتی خاصیت یہ ہے کہ اسے استعمال کرتے رہنے سے انسان نزلے، زکام سے بچا رہتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اطریفل کے ساتھ تیل ترشی اور دوسری سخت نزلہ پیدا کرنیوالی اشیاء بھی استعمال کرنا شروع کر دے اور توقع رکھے کہ چونکہ وہ ان بد پرہیزیوں کے ساتھ اطریفل بھی کھارہا ہے اسلئے اسے نزلہ ہرگز نہیں ہوگا تو ظاہر ہے کہ اس کا ایسا سمجھنا نادانی ہوگا گویا کلمہ کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا قائل جہنم کی آگ سے محفوظ ہوگا لیکن کوئی اس زعم میں گناہ کرے، شرک کرے، دوسروں کے حقوق مارے کہ وہ کلمہ گو ہے اور اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے تو یہ اس کی نادانی اور غفلت ہے کیونکہ حقیقی مومن کبھی ایسانہ کریگالہذا ایمان باللہ کا تقاضہ یہی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور حقوق و اختیارات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

شیطان کے پر فریب جال اور شرک

شیطان چونکہ انسان کا ازلی دشمن ہے اور جہنمی ہے اسلئے وہ چاہتا ہے کہ اسکی ٹیم میں اضافہ ہوتا رہے چنانچہ وہ سب سے پہلے عقیدہ توحید پر حملہ آور ہوتا ہے اور انسان کو اپنے پر فریب جال میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ کچھ لوگ اس دھوکے میں مبتلا ہیں کہ کچھ لوگ اللہ کے پیارے ہیں۔ یہ غوث، قطب، دستگیر، گنج بخش، غریب نواز ہیں اگر ان اولیاء اللہ کو راضی کر لیا تو بیڑہ پار ہے اس لئے بعض لوگ ان اولیاء اللہ کے نام پر صدقہ وخیرات اور نذرونیاز کرتے ہیں ان کو حاجت روااور کارساز سمجھتے ہیں حالانکہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ ساری زندگی توحید اور فکر آخرت کی دعوت و تبلیغ کرتے رہے قبر پرستی کا یہ نظریہ ہندومت کی پیداوار ہے کچھ لوگوں کو شیطان یہ فریب دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں انسان کا کام گناہ کرنا ہے اور اس کا کام بخشنا ہے جو لوگ زندگی کا کوئی واضح مقصد نہیں رکھتے اور مہلت زندگی کو فضول مصروفیات میں ضائع کرتے رہتے ہیں انہیں شیطان اس مغالطے میں رکھتا ہے کہ زندگی کھانے پینے، عیش کرنے اور مر جانے کا نام ہے اگلی دنیا کس نے دیکھی ہے یہ سیکولرازم یعنی دہریت کا نظریہ ہے کچھ لوگوں کو شیطان یہ کہہ کر پھنسالیتا ہے کہ انسان مجبور محض ہے جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے اگر ہم گناہ گار اور برائیاں کرنے پر مجبور ہیں تو یہ خدا کا کام ہے جب اللہ نے ہمارے نصیب میں برائیاں لکھ دی ہیں تو نیکوکار کیونکر بن سکتے ہیں بعض لوگ شیطان کے دھوکے میں آکر خواہش نفس کو الہ بنالیتے ہیں اور نفسانی خواہشات مال و دولت جائیداد، اولاد، اقتدار کی پوجا کرنے لگتے ہیں اور عبادات اور احکامات خداوندی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں غرض یہ شیطان ایک مسلمان کے عقیدہ اور ایمان کو شرک سے آلودہ کرنے میں کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتا ایک مسلمان کو چاہیئے کہ لاالہ پر ایمان لاکر اپنی ساری زندگی اور اسکا ہر معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے۔

اسی کی عبادت

سجدہ کرنا، رکوع کرنا، دُعامانگنا، طواف کرنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور قربانی کرنا سب عبادت ہی کے مختلف روپ ہیں اور ان تمام کا مستحق اللہ تعالیٰ ہے ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ دُعا مانگی جائے تو اللہ سے نذر و نیاز کی جائے تو اللہ کیلئے نفع و نقصان کی امید رکھی جائے تو اللہ سے عاجزی و انکساری کی جائے تو اللہ سے دوستی رکھی جائے تو اللہ کیلئے دُشمنی ہو تو اللہ کیلئے اور مصیبت کے وقت اسی جلّ شانہ کو پکارا جائے سید قطب شہید لکھتے ہیں کہ الہ صرف اللہ ہے وہی سب ہے وہی منظم کائنات ہے وہی حاکم حقیقی ہے اور ہی مقتدر اعلیٰ ہے قلب و ضمیر اس کی واحدنیت سے منور ہونے چاہئیں عبادات و شعائر میں اس کی واحدانیت کا تصور کار فرما ہونا چاہیئے اس کامل اور ہمہ گیر صورت کے علاوہ لا الہ اللہ کی شہادت عملی لحاظ سے کسی اور طرح نہیں دیکھی جاسکتی اور نہ شرعی لحاظ سے ہی ایسی شہادت معتبر ہو گی ایمان باللہ اس بات کا متقاضی ہے کہ دل و دماغ پر عقائد و اعمال پر انفرادی و اجتماعی معاملات پر، دولت جائیداد پر، رُوح و جسم پر، ذاتی خواہشات اور خاندانی رسوم پر صرف اور صرف اللہ کی مرضی اور حاکمیت کو تسلیم کیا جائے اور مصیبت و تکلیف کے وقت اسے پکارا جائے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حیادار اور سخی ہے جب کوئی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے پھیلاتا ہے تو ناکام اور خالی ہاتھ واپس لوٹانے سے اسے شرم آتی ہے۔

معاملاتِ زندگی خدا کی مرضی کے سپرد

انسان خدا کے مقابلے میں کِس قدر حقیر، ذلیل، کمزور اور بے بس ہے انسان کی یہ عاجزی اور ناداری اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ایک حقیر وجود ہے جسے خدا نے اپنی رحمت اور مہربانی سے چند اختیارات دیئے ہیں اب انصاف کا تقاضہ ہے کہ انسان ان اختیارات کو خدا کے احکامات کے مطابق استعمال کرے اگر وہ ان احکامات کی خلاف ورزی کریگا تو خدا کی لاٹھی سے نہ بچ سکے گا اللہ تعالیٰ نے انسان کو جب زمین پر بھیجا تو ایک ضابطہ حیات بھی دیا تاکہ وہ صحیح راستے پر اپنی زندگی گزار سکے لہذا ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی کے معاملات خدا کے سپرد کردے اور ہر شعبہ زندگی میں خدائی احکام کی پیروی کرے معاشرتی مسائل ہوں یا معاشی، تجارتی اصول ہوں یا سیاسی تعلیمی پالیسی ہو یا عائلی قوانین، مُلکی و بین الاقوامی تعلقات ہوں یا انفرادی و اجتماعی معاملات تمام امور کو قرآن و سنت کی روشنی میں طے کیا جائے اسلام کا سارا نظام خشت اوّل سے لے کر کنگرے تک خدا پرستی کی بنیاد پر قائم ہے خدا پرستی کا یہ تصور دین حق میں اس طرح محض رسم اور تکلیف کے طور پر موجود نہیں جس طرح کہ کسی ثقافتی شو یا کسی سینماہال کے افتتاح کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کی جاتی ہے یہاں خدا پرستی کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کا پورا نظام مادی اقتدار کی بجائے ان اخلاقی اقدار پر قائم ہے جو ہمیں باری تعالیٰ نے اپنے رسول کی وساطت سے عطا کیا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (انعام 63162)

کہو میری نماز میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور مرنا سب اللہ رب العالمین کیلئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کا حکم مجھے دیا گیا اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں عالم اسلام کے عظیم مفکر سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ایک مکمل اسلامی زندگی کی عمارت اگر اُٹھ سکتی ہے تو صرف اسی اقرار توحید پر اُٹھ سکتی ہے جو اِنسان کی پوری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر وسیع ہو جس کے مطابق اِنسان اپنے آپ کو اور اپنی ہر چیز کو خدا کی مُلک سمجھے اس کو اپنا اور تمام دنیا کا ایک ہی جائز مالک، معبود، مطاع اور صاحب امر و نہی تسلیم کرے۔ اس کو ہدایت کا سر چشمہ مانے اور پورے شعور کے ساتھ اس حقیقت پر مطمئن ہو جائے کہ اللہ کی اطاعت سے حقوق و اختیارات میں غیر کی شرکت جس پہلو اور رنگ میں ہو سراسر ظلالت ہے پھر اس عمارت میں اگر استحکام پیدا ہو سکتا ہے تو صرف اسی وقت جبکہ آدمی ارادے کے ساتھ یہ فیصلہ کرے کہ وہ اس کا سب کچھ اللہ کا ہے اللہ ہی کیلئے ہے اپنے معیار پسند و ناپسند کے تابع کر دے اپنی خود سری کو مٹا کر اپنے نظریات و خیالات و خواہشات، جذبات اور انداز فکر کو اس علم کے مطابق ڈھال لے جو خدا نے اپنی کتاب میں دیا ہے اپنی تمام ان وفاداریوں کو دریا برد کر دے جو خدا کی وفاداری کے تابع نہ ہوں بلکہ اس کے مد مقابل بنی ہوئی ہوں یا بن سکتی ہوں اپنے دل میں سب سے بلند مقام پر خدا کی محبت کو بٹھائے اور ہر اس بت کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نہا نخانہ دل سے نکال پھینکے جو خدا کے مقابلے میں عزیز تر ہونے کا مطالبہ کرتے ہوں اپنی محبت اور نفرت اپنی دوستی اور دُشمنی اپنی رغبت اور کراہیت اپنی صلح اور جنگ ہر چیز کو خدا کی مرضی میں اسطرح گم کر دے کہ اس کا نفس وہی چاہنے لگے جو خدا چاہتا ہے اور اسی سے بھاگنے لگے جو خدا کو ناپسند ہے یہ ہے ایمان باللہ کا حقیقی مرتبہ

عاجزی و انکساری کو اپنانا

یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان خدا کو بھول جائے تو اپنے آپ کو بھی بھول جاتا ہے لہٰذا ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد رکھا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا تمام عقائد و عبادات کی روح ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفع و نقصان، تمناؤں محبتوں اور التجاؤں کا مرکز اللہ رب العالمین کی ذات کو بنائے مولانا وحید الدین خان لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی دنیا میں بسانے کیلئے وہ انسان مطلوب ہے جو اللہ کو نہ دیکھتے ہوئے بھی اسطرح رہے جیسے کوئی اللہ کو دیکھ کر رہتا ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور اس کے کمالات آدمی کے ذہن پر اس طرح چھا جائیں کہ وہ ہر وقت اس کو یاد آنے لگے اس کا دل خدا کی باتوں سے لبریز رہے اور اس کی زندگی خدا کے گرد گھومنے لگی ایک آقا اپنے اس ملازم سے بہت خوش ہوتا ہے جو آقا کی غیر موجودگی میں بھی مکمل طور پر اس کا وفادار بنا رہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کو وہ سب سے زیادہ پسند ہے جو اللہ کو نہ دیکھ کر بھی اسی طرح رہتا ہو جیسے وہ اللہ کو دیکھ رہا ہے ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ انسان غرور و تکبر کی روش کو چھوڑ کر عاجزی و انکساری اختیار کرے اور حقیقی معنوں میں اللہ کا بندہ بن کر زندگی گزارے ایک اور جگہ مولانا وحید الدین خان رقمطراز ہیں کہ سب سے بڑی حقیقت اللہ رب العالمین ہے اس ذات کو پالینا انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہے موجودہ دنیا میں آدمی جہاں اپنے رب کو پاتا ہے وہ سجدہ ہے مگر سجدہ اسی وقت حقیقی سجدہ بنتا ہے جب کہ سجدہ سے باہر کی دنیا میں آدمی تواضع اور جھکاؤ اختیار کر چکا ہو اس کے برعکس جو شخص سجدہ سے باہر کی دنیا میں خود پسند اور متکبر بنا رہے اس کی روح کے اندر شیطان اپنے گھونسلے بنالیتا ہے اس کا سجدہ غفلت اور بے کیفی کا سجدہ ہوتا ہے ایک مومن جس کا خدا کی ذات پر شعوری ایمان ہو اس کے اخلاق و معاملات میں نیکی و راست بازی اور عاجزی و انکساری کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کا مالک حقیقی اس کے اندر یہی خصوصیات دیکھنا چاہتا ہے۔

نعمتِ خداوندی کا شکر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا......(سورہ نمل18:)

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی در گزر کرنے والا اور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے اس نے ہمارے لیے انواع واقسام کے پھل پیدا کئے ہیں چلنے، پھرنے، دیکھنے اور سننے کی صلاحیتیں اور ہمیں بہت سی جسمانی وذہنی خوبیوں سے نوازا ہے علاوہ ازیں ہم اس کی پیدا کردہ ہوا، روشنی پانی اور دیگر چیزوں سے دن رات مستفید ہو رہے ہیں۔ ان تمام نعمتوں کا شکر ہم حقیقی معنوں میں کیسے ادا کریں اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سپرد کردہ امانتوں کو اس کے احکامات کے مطابق استعمال کریں اور اللہ کی ودیعت کردہ صلاحیتوں کو اس کی مرضی کے عین مطابق استعمال میں لائیں اور ہر اس فعل سے گریز کریں جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہو ایمان باللہ کا تقاضہ ہے کہ زندگی میں کبھی کبھار اگر کوئی مصیبت، تکلیف تنگ دستی حادثہ یا بیماری سے سابقہ پیش آئے تو فوراً احسان فراموشی پر نہ اُتر آئیں بلکہ ہر حال میں اللہ کے احسان واکرام و نعمتوں کو یاد رکھیں اور اس کا شکر بجالائیں رب کائنات کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بہترین صورت شکر کا عملی اظہار ہے کہ انسان خوشی غمی راحت و تکلیف اور تندرستی و تنگدستی میں اسکا فرمانبردار بندہ اور غلام بن کر رہے۔

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ......(حم سجدہ51)

ترجمہ:۔ جب ہم انسان کو نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ جاتا ہے اور جب اسے کوئی آفت چھو جاتی ہے تو لمبی چوڑی دُعائیں مانگنے لگتا ہے۔ اللہ کی حاکمیت ایک حقیقی اسلامی معاشرے میں حاکمیت اعلیٰ خدائے ذوالجلال کے سوا کسی کو حال نہیں۔ ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کی پیروی کرے اور اپنی آزادی کو خدا کی غلامی میں دے دے جو شخص جنت کی بہاریں دیکھنے کا متمنی ہو اس کیلئے کامیابی کا واحد راستہ ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی اور تمام معاملات میں اللہ ربّ العالمین کا مطیع و فرمابردار بن کر رہے اس لیئے کہ اِنسانی زندگی کیلئے قانون بنائے اور حکم دینے کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اِنِ الْحُكْمُ ...... الدِّيْنُ الْقَيِّمُ (یوسف60)

فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کیلئے نہیں ہے اس کا حکم ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو یہی سیدھا طریق زندگی ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ......(النساء80)

جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس نے دراصل اللہ کی اطاعت کی اس اصولی حکم کا مقصد یہ ہے کہ اِنسان کا اِنسان پر غلبہ نہ رہے۔ خدا کی زمین پر خدا ہی کے اصولوں اور قانون کو جاری وساری کیا جاسکے ایمان باللہ کا تقاضا ہے کہ عدالتی قوانین اور سیاسی اصولوں میں اللہ تعالی کی حاکمیت اعلیٰ تسلیم کی جائے۔

مولانا عنایت اللہ وارثی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی سیاست کا مرکزی نقطہ روانی سے آدمی اختلاف کے بغیر ایک اللہ کا یقین اور اسی ایک ہی کامل مطلق اور خالص حاکمیت کا ایک مستقل عقیدہ ہے جس کی حاکمیت میں کسی دوسرے کے اشتراک، اختیار اور کسی قسم کی حصہ داری کا شائبہ تک نہ ہو۔ یہی فکری وحدت مسلمانوں کی عملی وحدت کی بھی ضامن ہے اور یہی نظریہ اسلام کے سارے سیاسی نظام اور اس کے آئین دستور کی بنیاد ہے۔ اسلام اللہ کے علاوہ نہ کسی کو آئین سازی کا حق دیتا ہے نہ اللہ کے بغیر کسی کو اطاعت کا منصب عطا کرتا ہے اور نہ ہی یہ کسی غیر اللہ کی سیاست کی حاکمیت کو کسی صورت میں تسلیم کرتا ہے۔ (خدا ایک کیوں صفحہ نمبر 138)

محبت الٰہی میں غیر اللہ کی بغاوت ؟

کلمہ طیبہ اِنسان کے بنائے ہوئے قوانین وضوابط سے بغاوت اور حق کی پیروی کا سب سے بڑا اعلان ہے ایمان باللہ کا تقاضہ ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کے احکامات کی پیروی واطاعت کی جائے انگریزوں کی قائم شدہ عدالتوں میں اپنے مقدمات لے جانا باپ دادا اور خاندانی روایات کی پیروی کرنا لادینی ہیں۔ ایسی تعلیم حاصل کرنا غیر اسلامی حکومتوں کی اطاعت کرنا اور اخلاقی ودینی لحاظ سے بے بہرہ لیڈروں کی رہنمائی تسلیم کرنا ایک مومن کا کام نہیں اللہ سے محبت کرنے والے بندوں کا کام نہیں ایمان باللہ اور محبت خداوندی اس بات کا متقاضی ہے کہ غیر اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کا علی الاعلان انکار کیا جائے اللہ رب العالمین کو حاکم اعلیٰ قانون ساز معلم اعظم اور حقیقی رہنما تسلیم کیا جائے۔ سیّد حامد علی کہتے ہیں۔

وہ جب لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ۔۔۔۔۔ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں تو نفس کہتا ہے غیر اللہ کی الوہیت وبندگی کا انکار کرنا اور پوری زندگی کو اللہ کی بندگی اور اس کے قانون والہانہ اطاعت میں دے دیتا ہے۔ جو اپنے آپ کو خدائی بندگی میں فرمانہ دے۔ قرآن اس دعوے ایمان کو تسلیم نہیں کرتا۔ (توحید اور شرک صفحہ 550)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمُ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ !

جہنم ...بہت ہی بری قیام گاہ، بہت ہی برا مسکن اور بہت ہی برا ٹھکانا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کافروں، مشرکوں اور فاسقوں وفاجروں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جنت اور جہنم دونوں کا بار بار بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اور ان دونوں میں سے آگ اور جہنم کا ذکر نسبتاً زیادہ مرتبہ کیا گیا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ انسانوں کی اکثریت ترغیب سے زیادہ ترہیب کا اثر قبول کرتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

قرآن مجید میں جہنم کے بارے میں دی گئی بعض تفصیلات درج ذیل ہیں:

1۔ جہنم کو دیکھتے ہی کافروں کے چہرے کالے سیاہ ہو جائیں گے۔(سورہ یونس، آیت نمبر 27)

2۔ جہنمی عذاب سے تنگ آکر موت طلب کریں گے لیکن، انہیں موت نہیں آئے گی۔(سورہ فرقان، آیت نمبر 13)

3۔ جہنم کی آگ جہنمیوں کے چہرے کا گوشت جلاڈالے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔(سورہ مومنون، آیت نمبر)4۔1

4۔ جہنم کی آگ نہ زندہ چھوڑے گی نہ مرنے دے گی۔(سورہ اعلیٰ، آیت نمبر 13)

5۔ جہنم کی آگ لوگوں کو چکنا چور کر دے گی۔(سورہ ہمزہ، آیت نمبر 4) 6

۔ جہنم میں کافروں کو بند کر کے اوپر سے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔(سورہ ہمزہ، آیت نمبر 9۔8)

7۔ جہنم میں کافر پھنکارے ماریں گے (اور شور اس قدر ہو گا کہ) کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

(سورہ انبیاء، آیت نمبر 100)

8۔ جہنمیوں کو تھوہر کا زہریلا کانٹے دار اور بدبودار درخت کھانے کے لئے دیا جائے گا۔(سورہ دخان، آیت نمبر 43)

9۔ جہنمیوں کے زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ نیز کھولتا ہوا پانی جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا۔(سورہ ابراہیم، آیت نمبر 17۔16)
10۔ جہنمیوں کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا (سورہ حج، آیت نمبر 20)

11۔ جہنمیوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے باندھ دیئے جائیں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر برسائے جائیں گے۔(سورہ ابراہیم، آیت نمبر 49۔50)

12۔ جہنمیوں کے لئے آگ کا اوڑھنا اور آگ کا بچھونا ہو گا۔(سورہ اعراف، آیت نمبر 41)

13۔ جہنمیوں کے لئے آگ کی چھتریاں اور آگ کے فرش ہوں گے۔(سورہ زمر، آیت نمبر 16)

14۔ جہنمیوں کے لئے آگ کی قناتیں ہوں گی۔(سورہ کہف، آیت نمبر 29)

15۔جہنمیوں کی گردنوں میں (آگ کے) بھاری طوق ڈالے جائیں گے۔(سورہ حاقہ، آیت نمبر 30)

16۔جہنمیوں کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔(سورہ مزمل، آیت نمبر 12)

17۔جہنمیوں کو سخت زہریلی گرم ہوا اور سخت زہریلے گرم دھویں کا عذاب بھی دیا جائے گا۔(سورہ واقعہ، آیت نمبر 44-41)

18۔جہنم میں جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔(سورہ قمر، آیت نمبر 48)

19۔جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ "صعود" پر چڑھنے کا عذاب دیا جائے گا۔(سورہ مدثر، آیت نمبر 17)

20۔جہنمیوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارا جائے گا۔(سورہ حج، آیت نمبر 19)

یاد رہے کہ مذکورہ آیات کے حوالہ سے قرآنی آیات کا ترجمہ نہیں بلکہ مفہوم دیا گیا ہے۔

قرآنی آیات کے بعد اب احادیث مبارکہ میں دی گئی بعض تفصیلات ملاحظہ ہوں:

1۔جہنم میں گرایا گیا پتھر ستر سال بعد جہنم کی تہ میں پہنچتا ہے۔(مسلم)

2۔جہنم کے ایک احاطہ کی دو دیواروں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔(ابو یعلیٰ)

3۔جہنم کو میدان حشر میں لانے کے لئے چار ارب نوے کروڑ فرشتے مقرر ہوں گے۔(مسلم)

4۔جہنم کا سب سے ہلکا عذاب آگ کے دو جوتے پہننے کا ہو گا جس سے جہنمی کا دماغ کھولنے لگے گا۔(مسلم)

5۔جہنمی کی ایک داڑھ (بڑا دانت) احد پہاڑ سے بھی بڑی ہو گی۔(مسلم)

6۔جہنمی کے دونوں کندھوں کے درمیان تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔(مسلم)

7۔جہنمی کے جسم کی کھال بیالیس (42) ہاتھ 63 (فٹ) موٹی ہو گی۔(ترمذی)

8۔دنیا میں تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کے برابر جسم دیا جائے گا۔(ترمذی)

9۔ جہنمی اس قدر آنسو بہائیں گے کہ ان میں کشتیاں چلائی جا سکیں گی۔ (مستدرک حاکم)

10۔ جہنمیوں کو دیئے جانے والے کھانے (تھوہر) کا ایک ٹکڑا دنیا میں گرا دیا جائے تو ساری دنیا کے جانداروں کے اسباب معیشت برباد کر دے۔ (احمد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ)

11۔ جہنمیوں کو پلائے جانے والے مشروب کا ایک ڈول) چند لٹر) دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا کی مخلوق کو بدبو میں مبتلا کر دے۔ (ابو یعلیٰ)

12۔ جہنمیوں کے سر پر اس قدر کھولتا ہوا گرم پانی ڈالا جائے گا کہ وہ سر میں چھید کر کے پیٹ میں پہنچے گا اور پیٹ میں جو کچھ ہو گا اسے کاٹ ڈالے گا اور یہ سب کچھ (پیٹھ سے نکل کر) قدموں میں آگرے گا (احمد)

13۔ کافر کو جہنم میں اس قدر سختی سے ٹھونسا جائے گا جس طرح نیزے کی انی دستے میں سختی سے گاڑی جاتی ہے۔ (شرح السنہ)

14۔ جہنم کی آگ شدید سیاہ رنگ کی ہے۔ (جس میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے گا) (مالک)

15۔ جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ "صعود" پر چڑھنے میں ستر سال لگیں گے اترے گا تو پھر اسے چڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ (ابو یعلیٰ)

16۔ جہنمیوں کو مارنے کے لئے لوہے کے گرز اتنے وزنی ہوں گے کہ انسان اور جن مل کر بھی اسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے۔ (ابو یعلیٰ)

17۔ جہنم کے سانپ قد میں اونٹوں کے برابر ہوں گے اور ان کے ایک دفعہ ڈسنے سے کافر چالیس سال تک اس کے زہر کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد) 18

۔ جہنم کے بچھو قد میں خچر کے برابر ہوں گے ان کے ڈسنے کا اثر کافر چالیس سال تک محسوس کرتا رہے گا۔ (احمد) 19

۔ جہنمیوں کو جہنم میں منہ کے بل چلایا جائے گا۔ (مسلم)

20۔ جہنم کے دروازے پر عذاب دینے والے چار لاکھ فرشتے موجود ہوں گے جن کے چہرے بڑے ہیبت ناک اور سیاہ ہوں گے کچلیاں باہر نکلی ہوئی ہوں گی سخت بے رحم ہوں گے اور اس قدر جسیم کہ دونوں کندھوں کے درمیان پرندے کی دو ماہ کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔ (ابن کثیر) یہ ہے وہ ہولناک اور المناک عقوبت خانہ آخرت جس کا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بار بار جہنم کے نام سے ذکر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر مسلمان کو اپنے فضل و کرم اور احسان عظیم کے صدقے اس سے محفوظ اور مامون فرمائے بے شک وہ بڑا بخشنہار اور رحم فرمانے والا ہے اور جو چاہے وہ کرنے پر قادر ہے۔

جہنم کی آگ:

جہنم میں سب سے بڑا عذاب آگ کا ہی ہو گا جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دنیا کی آگ سے انہتر)69) درجہ زیادہ گرم ہے۔(مسلم) قرآن مجید میں اس آگ کو کہیں ﴿نَارُ الْکُبْرٰی﴾ ''بہت بڑی آگ'' (سورہ اعلیٰ ،آیت نمبر12) کہا گیا ہے کہیں ﴿ نَارُ اللّٰہِ الْمُوْقَدَۃُ﴾ ''اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی آگ۔'' (سورہ ہمزہ، آیت نمبر5) کہا گیا ہے۔ کہیں ﴿ نَارًا تَلَظّٰی﴾ ''آگ کی لپٹ۔'' (سورہ لیل، آیت نمبر14) کہا گیا ہے اور کہیں ﴿نَارٌ حَامِیَۃٌ﴾ ''بھڑکتی ہوئی آگ'' (سورہ غاشیہ ، آیت نمبر4) کہا گیا ہے۔ اگر انسان کو محض جلاڈالنا مطلوب ہو تو اس کے لئے دنیا کی آگ ہی کافی ہے جس میں انسان چند لمحوں کے اندر اندر جل کر ختم ہو جاتا ہے لیکن جہنم کی آگ تو کافروں اور مشرکوں کو مستقل عذاب دینے کے لئے بھڑکائی گئی ہے، لہٰذا دنیا کی آگ سے کئی درجہ زیادہ گرم ہونے کے باوجود یہ آگ جہنمیوں کا قصہ تمام

نہیں کرے گی بلکہ انہیں مسلسل عذاب اور عقاب میں مبتلا رکھے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ لاَ تُبْقِیْ وَ لاَ تَذَرُ﴾ ''نہ جان لے گی نہ جان چھوڑے گی۔'' (سورہ مدثر، آیت نمبر28) دوسری جگہ ارشاد مبارک ہے ﴿لاَ یَمُوْتُ فِیْہَا وَ لاَ یَحْیٰی﴾ ''اس آگ میں کافر نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔'' (سورہ اعلیٰ، آیت نمبر4) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں ایک انتہائی بدصورت اور مکروہ شکل کا آدمی دکھایا گیا جو مسلسل آگ جلا رہا تھا اور اس کے گرد دوڑ دوڑ کر اسے بھڑکا رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب جبریل علیہ السلام سے پوچھا ''یہ کون ہے ؟'' جناب جبریل علیہ السلام نے بتایا((اِنَّہٗ مَالِکٌ خَازِنُ جَھَنَّم))''اس کا نام مالک ہے اور یہ جہنم کا داروغہ ہے۔'' (بخاری) گویا داروغہ جہنم آج بھی جہنم کی آگ بھڑکا رہا ہے اور قیامت تک مسلسل بھڑکاتا رہے گا۔ جہنمیوں کے جہنم میں چلے جانے کے بعد بھی جہنم کی آگ کو بھڑکانے کا یہ عمل مسلسل جاری رہے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿کُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰھُمْ سَعِیْرًا ، ﴾ ''جہنم کی آگ جیسے ہی دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔'' (سورہ بنی اسرائیل ، آیت نمبر97) جہنم کی آگ کتنی گرم ہو گی اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا تو مشکل ہے، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کی روشنی میں کہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے 69 درجے زیادہ گرم ہے، سادہ سا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کی آگ کا اگر کم از کم درجہ حرارت 2000 ڈگری سنٹی گریڈ شمار کیا جائے [1] تو جہنم کی آگ کا درجہ حرارت ایک لاکھ 38 ہزار ڈگری سنٹی گریڈ ہو گا۔ اس شدید گرم آگ سے جہنمیوں کے لباس بنائے جائیں گے، اسی آگ سے ان کے بستر تیار کئے جائیں گے، اسی آگ سے ان کے لئے چھتریاں اور قناتیں بنائی جائیں گی اور اسی آگ سے ان کے لئے فرش بنائے جائیں گے۔ عذاب الیم کی ایسی بدترین جگہ پر اس انسان کی زندگی کیسی ہو گی جو اپنی ہتھیلی پر چھوٹا سا آبلہ بھی برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتا۔ انسان کی قوت برداشت کا عالم تو یہ ہے کہ جون جولائی کے موسم میں دوپہر بارہ بجے کی گرمی اور لو برداشت کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی کمزور، بیمار اور بوڑھے لوگوں کی اموات تک واقع ہونے لگتی ہیں حالانکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دنیا کی یہ شدید گرمی محض جہنم کے سانس (یا بھاپ) کی وجہ سے ہے جو انسان جہنم کی بھاپ برداشت نہیں کر سکتا وہ جہنم کی آگ کیسے برداشت کرے گا۔ جہنم کی اسی آگ کو دیکھ کر قیامت کے روز تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس قدر خوفزدہ ہوں گے کہ ((رَبِّ سَلِّمْ ،رَبِّ سَلِّمْ !)) '' اے میرے رب! مجھے بچالے، اے میرے رب! مجھے بچالے۔'' کہہ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی جان کی امان طلب کریں گے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسی آگ کو یاد کر کے دنیا

میں روتی رہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت کے دوران آگ کے عذاب کی آیت پر پہنچے تو بے ہوش ہو گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہنم کی آگ کو یاد کر کے اس قدر روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا لوہار کی دوکان سے گزر ہوا، آگ سے دہکتی بھٹی دیکھی تو جہنم کی آگ یاد کر کے رونے لگے۔ حضرت عطا سلیمی رحمہ اللہ کے ہمسائے نے روٹیاں لگانے کے لئے تنور جلایا ، حضرت عطاء رحمہ اللہ نے دیکھا تو بے ہوش گئے۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے سامنے جب بھی جہنم کا ذکر ہوتا تو انہیں خون کا پیشاب آنے لگتا۔ حضرت ربیع رحمہ اللہ ساری ساری رات بستر پر پہلو بدلتے رہتے۔ بیٹی نے پوچھا "اباجان! ساری دنیا آرام سے سوتی ہے آپ کیوں جاگتے رہتے ہیں؟" فرمانے لگے "بیٹا! جہنم کی آگ تیرے باپ کو سونے نہیں دیتی۔"

سچ فرمایا اللہ پاک نے ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا﴾ "بے شک تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرانے والا۔" (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 57) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم سے جہنم کی آگ سے پناہ دے۔ آمین!

جہنم کے بعض دوسرے عذاب :

جس طرح جیل کی اصل شناخت تو قید و بند ہی ہوتی ہے لیکن مجرموں کے جرائم کے مطابق جیل میں انہیں بعض دوسری سزائیں بھی دی جاتی ہیں اسی طرح جہنم کی اصل شناخت تو آگ ہی ہے لیکن کافروں اور مشرکوں کے گناہوں کے مطابق انہیں بہت سے دوسرے عذاب بھی دیئے جائیں گے ان تمام عذابوں کی تفصیل آپ کو آئندہ ابواب میں ملے گی۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ یہاں بھی کیا جارہا ہے:

1۔ زہریلے بدبودار ماکولات اور کھولتے گرم مشروبات کا عذاب:

کھانے پینے کے معاملے میں انسان کس قدر نازک مزاج واقع ہوا ہے اس کا اندازہ ہر انسان اپنی ذات سے لگا سکتا ہے جو چیز گلی سڑی ہو یا باسی ہو یا انسان کے مزاج کے مطابق نہ ہو اسے انسان چھونا تک گوارا نہیں کرتا۔ بعض حضرات کھانے میں نمک مرچ کی معمولی سی کمی بیشی تک گوارا نہیں کرتے ۔لذت دہن کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء کا براہ راست انسان کی صحت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اس لئے ترقی یافتہ ممالک میں کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں بہت احتیاط برتی جاتی ہے۔ لذت دہن کی خاطر حضرت انسان نے کیسے کیسے عجیب و غریب ماکولات اور مشروبات تیار کر لئے ہیں۔ بلا مبالغہ ان ساری اقسام کا شمار بھی ممکن نہیں۔ دنیا میں اس قدر لذت دہن سے شاد کام ہونے والا انسان جب اگلی دنیا میں اپنے اعمال کا امتحان دینے کے لئے اٹھے گا تو سب سے پہلے اسے جس چیز سے واسطہ پڑے گا وہ پیاس کی شدت ہو گی۔ سید الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حوض مبارک پر (جنت میں داخل ہونے سے پہلے میدان حشر میں) جلوہ فرما ہوں گے جہاں اپنے دست مبارک سے اہل ایمان کی پیاس بجھائیں گے کافر اور مشرک بھی اپنی پیاس بجھانے کے لئے حوض کی طرف آئیں گے لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دور ہٹا دیں گے۔ (ابن ماجہ) اہل بدعت بھی پانی

پینے کے لئے حوض کی طرف آنے کی کوشش کریں گے لیکن انہیں بھی دور کر دیا جائے گا۔(بخاری)کافر، مشرک اور بدعتی لوگ حشر کا طویل عرصہ پیاس کی شدت میں ہی گزاریں گے اور پھر اسی حالت میں جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔(سورہ مریم، آیت نمبر 86) جہنم میں جانے کے بعد جب یہ لوگ کھانا طلب کریں گے تو انہیں تھوہر کا درخت اور کانٹے دار گھاس دیا جائے گا۔ جہنمی بادل نخواستہ ایک ایک لقمہ کر کے حلق میں اتاریں گے جس سے ان کی بھوک تو نہ مٹے گی البتہ ان کے عذاب میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ یاد رہے تھوہر کا درخت اور کانٹے دار گھاس جہنم میں ہی پیدا ہوں گے جس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کھانے کم از کم اتنے گرم تو ضرور ہوں گے جتنی گرم جہنم کی آگ ہو گی۔ دوسرے الفاظ میں یہ کھانے، آگ کے انگارے ہوں گے جنہیں جہنمی اپنی بھوک مٹانے کے لئے نگلے گا، جہنم کا کھانا در اصل جہنم کے عذاب الیم ہی کی ایک بدترین شکل ہو گی۔ اللہ کی پناہ! کھانے کے بعد جہنمی پانی طلب کریں گے تو داروغے انہیں جہنم کے عقوبت خانے سے نکال کر جہنم کے چشموں پر لے آئیں گے جہاں کھولتے ہوئے شدید گرم پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی۔ وہ پانی کیسا ہو گا جو جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں بھی بھاپ بننے کی بجائے مائع حالت میں برقرار رہے گا۔ ممکن ہے کوئی سخت دھات یا سخت پتھر ہو جو جہنم کی آگ میں پگھل کر مائع حالت میں تبدیل ہو گیا ہو اور وہی جہنمیوں کا مشروب ہو (واللہ اعلم بالصواب!)

جہنمی اسے پینے کی کوشش کرے گا تو پہلے گھونٹ کے ساتھ ہی اس کے منہ کا سارا گوشت پوست گل سڑ کر نیچے گر پڑے گا۔(مستدرک حاکم)اور جو حصہ پیٹ میں جائے گا اس سے اس کی ساری آنتیں وغیرہ کٹ کر پیٹھ کے راستے قدموں میں آگریں گی۔(ترمذی) گویا پینا بھی در حقیقت عذاب الیم ہی کی ایک اور شکل ہو گی اس تواضع کے بعد داروغے پھر اسے اس کے عقوبت خانے میں پہنچا دیں گے۔ جہنم کے ماکولات و مشروبات سے تنگ آکر اہل جہنم، اہل جنت سے درخواست کریں گے کہ کچھ پانی یا کوئی دوسری چیز ہمیں بھی کھانے کے لئے دے دو، اہل جنت جواب دیں گے جنت کے کھانے اور پینے اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے حرام کر دیئے ہیں۔(سورہ اعراف، آیت نمبر 50) جہنم کی دہکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ کے شدید عذاب کے ساتھ زہریلے بدبودار اور کانٹے دار کھانوں نیز کھولتے پانی، گندے خون اور پیپ کے مشروبات کی شکل میں بدترین عذاب ان بدبخت لوگوں کو دیا جائے گا۔ علیم و خبیر ذات تو اللہ کی ہے لیکن قرآن و حدیث کے مطالعہ سے جتنی بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کافر کی زندگی کا مرکز اور محور دو ہی چیزیں ہیں... شکم اور شہوت... دونوں چیزیں ایسے ماکولات اور مشروبات کا تقاضا کرتی ہیں جن سے ان (شکم اور شہوت) کی آگ مزید بھڑکے خواہ وہ مشروبات حلال ہوں یا حرام، جائز ہوں یا ناجائز، پاک ہوں یا ناپاک، ظلم سے حاصل ہوں یا خیانت سے، لوٹ مار سے حاصل ہوں یا چوری ڈاکے سے۔ چنانچہ قرآن مجید میں کفار کو بعض جگہ جہنم کی وعید کے ساتھ ساتھ ' 'خوب کھانے پینے اور مزے کرنے'' کا طعنہ بھی دیا گیا ہے۔ سورہ حجر میں ارشاد مبارک ہے:

﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴾ (15:3)

''چھوڑ دو انہیں (حلال یا حرام) کھائیں اور خوب مزے کریں اور جھوٹی امیدیں انہیں غافل کئے رکھیں عنقریب انہیں (ان کے اعمال کا) انجام معلوم ہو جائے گا۔'' (آیت نمبر 3)

سورہ مرسلات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴾(46:77)

"(اپنی اس مختصر زندگی کے)چند دن کھاؤ اور خوب مزے کرو، بے شک تم لوگ مجرم ہو۔" (آیت نمبر46)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَأْكُلُوْنَ كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴾ (12:47)

"جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ خوب مزے کر رہے ہیں اور جانوروں کی طرح کھا پی رہے ہیں (اچھا، خوب کھائیں اور پئیں) ان کا آخری ٹھکانا تو جہنم ہی ہے۔" (سورہ محمد، آیت نمبر12)

چنانچہ شکم اور شہوت کا یہ بندہ دنیا میں اچھے سے اچھے کھانوں اور عمدہ سے عمدہ پینوں کے مزے لے کر جب اپنے خالق اور مالک کے حضور پیش ہو گا تو کفر کے بدلے جہنم کی آگ اور 'لذیذ' کھانوں کے بدلے میں تھوہر، کانٹے دار گھاس کھولتے پانی، غلیظ اور گندے خون اور پیپ سے اس کی تواضع کی جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب!

یاد رہے کہ کافروں کے لئے تو ابدی جہنم اور اس کے دوسرے عذاب ہیں ہی، حلال و حرام میں امتیاز نہ کرنے والے مسلمانوں کے لئے بھی جہنم اور اس کے ماکولات و مشروبات کا عذاب کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ یتیم کا مال کھانے والے کے لئے تو واضح طور پر قرآن مجید کی یہ آیت موجود ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا﴾(10:4)

"بے شک جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کے مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ نگلتے ہیں اور وہ ضرور جہنم کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔" (سورہ نساء، آیت نمبر10) شراب پینے والوں کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ انہیں جہنم میں جہنمیوں کا پسینہ پلایا جائے گا۔(مسلم) مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق زانی مردوں اور زانی عورتوں کی شرمگاہوں سے بہنے والا غلیظ بدبودار مادہ بھی شرابیوں کو پلایا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب!۔

پس اے یتیموں اور بیواؤں کے مال غصب کرنے والو دوسروں کی جائیدادوں پر ناجائز قبضہ کرنے والو! قومی خزانے کی دولت لوٹنے والو! جوئے، سود اور رشوت کی کمائی پر عیش و عشرت کے محل تعمیر کرنے والو! اور اے شراب و شباب سے رنگ رلیاں منانے والو! ایک بار نہیں ہزار بار سوچ کر فیصلہ کرو

کیا جہنم میں پیدا ہونے والا تھوہر کا درخت اور کانٹے دار گھاس کھالو گے ؟ آگ میں جلے ہوئے انسانی گوشت سے بہنے والے خون اور پیپ کے کھانے تناول کرلو گے ؟ بدبودار، غلیظ اور سیاہ پانی کے کھولتے ہوئے جام نوش جاں کرلو گے ؟﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ "پھر ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ؟"

2۔ سر میں کھولتا پانی انڈیلنے کا عذاب:

کافروں کے لئے یہ ایک اور المناک عذاب ہو گا۔ فرشتوں کو حکم دیا جائے گا "اس کو پکڑلو اور رگیدتے ہوئے جہنم کے وسط میں لے جاؤ اور اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب انڈیل دو۔" (سورہ دخان، آیت نمبر 48-47) اس آیت کی وضاحت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "جب کھولتا پانی کافر کے سر پر ڈالا جائے گا تو یہ اس کے سر میں چھید کر کے جسم کے اندر کے تمام اعضاء کو جلا ڈالے گا اور پھر یہ اعضاء دبر کے راستے نکل کر اس کے قدموں میں آگریں گے۔" (مسند احمد) سر میں چھید کرنے کے بعد سب سے پہلے کھولتا پانی کافر کے دماغ کو جلائے گا جو اس کی مکروہ خواہشات، باطل نظریات اور مشرکانہ عقائد کا مرکز تھا جس دماغ سے وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مکر و فریب کی چالیں چلتا رہا، جس دماغ سے وہ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑنے کے لئے عیاریاں کرتا رہا جس دماغ سے وہ اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے نت نئے دلائل گھڑتا رہا، جس دماغ سے وہ اسلام کی راہ روکنے کے لئے بڑے بڑے منصوبے اور سازشیں تیار کرتا رہا اسی دماغ سے اس المناک عذاب کا آغاز کیا جائے گا۔ سورہ دخان کی مذکورہ آیت کے آخر میں﴿ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ﴾ "عذاب کا مزہ چکھ تو (دنیامیں) بڑا غالب اور عزت دار تھا۔" (آیت نمبر 49) کے الفاظ اس بات کی پوری طرح وضاحت کر رہے ہیں کہ اس المناک عذاب کے مستحق وہ ائمہ کفر ہوں گے جو دنیا میں بڑی طاقت، اقتدار اور غلبہ کے مالک رہے ہوں گے دنیا کی نگاہ میں ان کی بڑی عزت اور آن بان ہو گی۔ اسی طاقت غلبہ اور اقتدار کے نشے میں وہ اسلام کو نیچا دکھانے اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا ہر حربہ استعمال کرتے رہے ہوں گے قرآن مجید میں ایسے ائمہ کفر کی مکاریوں اور چالبازیوں کا جابجا ذکر فرمایا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ، وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ، ﴾ "انہوں نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف) سازشیں کیں اور اللہ نے بھی چال چلی اور اللہ تعالیٰ بہترین چال چلنے والا ہے۔" (سورہ انفال، آیت نمبر 30) ایک دوسری آیت میں ارشاد مبارک ہے ﴿وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا﴾ "ان سے پہلے جو لوگ گزر چکے انہوں نے بھی بڑی چالیں چلیں مگر فیصلہ کن چال تو پوری کی پوری اللہ کے ہاتھ میں ہے۔" (سورہ رعد، آیت نمبر 42) سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کافروں نے اسلام کے خلاف ایسی ایسی غضب کی سازشیں کیں اور چالیں چلیں کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جاتے ﴿وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ، ﴾ "کافروں نے اپنی ساری چالیں چل دیکھیں مگر ان کی ہر چال کا توڑ اللہ کے پاس تھا اگرچہ ان کی چالیں ایسی غضب کی تھیں کہ پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ٹل جائیں۔" (سورہ ابراہیم، آیت نمبر 46) حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سال تک قوم کو دعوت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جب اپنی عرضداشت پیش کی تو اس کا ایک اہم نکتہ یہ بھی تھا﴿وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا﴾ "یا اللہ ! اس قوم کے سرداروں نے مکر و فریب کا بڑا بھاری جال پھیلا رکھا ہے۔" (سورہ نوح، آیت نمبر 22) چنانچہ اسلام کے خلاف مکر و فریب کے جال پھیلانے والے، دین اسلام کو مغلوب

کرنے کے منصوبے بنانے والے اور مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کی تدبیریں کرنے والے یہی عزیز (His excellency)اور کریم(His Higness)قیامت کے روز جب حساب کتاب کے لئے اٹھیں گے تو ان کی تواضع اسی المناک عذاب سے کی جائے گی۔

بلاشبہ یہ المناک عذاب ہے تو کافروں کے لئے لیکن ایمان لانے کے بعد اسلامی ممالک میں اسلامی نظام کے نفاذ کو روکنے کی شاز شیں کرنے والے اسلامی تعزیرات کا مذاق اڑانے والے اسلامی شعائر کی توہین اور تحقیر کرنے والے سودی نظام جاری رکھنے کی چالیں چلنے والے، اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ اور فریب دینے والے "ہز ایکسی لینسز" کیا اس عذاب الیم سے بچ جائیں گے ؟ پس اے صدارت اور وزارت کی کرسیوں پر براجمان "ہز ایکسی لینسز" کچہریوں اور عدالتوں میں رونق افروز "مائی لارڈز" اور اے صوبائی و قومی اسمبلیوں کے استحقاق کے مزے لوٹنے والے معززین ریاست! اللہ کے عذاب سے ڈر جاؤ، اسلام کے خلاف شاز شیں کرنے سے باز آجاؤ، اسلامی تعزیرات اور اسلامی شعائر کا مذاق مت اڑاؤ، اللہ اور اس کے رسول کو دھوکہ اور فریب دینا چھوڑ دو ورنہ اس کے عذاب سے بچ نہ سکو گے۔ ﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْٓ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ﴾ "ڈرو اس آگ سے جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔" (سورہ آل عمران آیت نمبر 131)

3۔ آگ کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں ٹھونسنے کا عذاب:

جہنم کے شدید عذابوں اور عقابوں میں سے ایک یہ ہو گا کہ کافروں کے ہاتھ اور پاؤں بھاری زنجیروں سے باندھ کر انتہائی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں ٹھونس دیئے جائیں گے اور اوپر سے دروازے سختی سے بند کر دیئے جائیں گے نہ ہوا کا گزر ہو گا، نہ روشنی کی کرن ہی نظر آئے گی نہ کوئی راہ فرار ہو گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جہنم کافر کے لئے اس طرح تنگ ہو گی جس طرح نیزے کی انی لکڑی کے دستے میں سختی سے ٹھونسی جاتی ہے۔ اس عذاب الیم کا اندازہ لگانے کے لئے پریشر ککر کا تصور کر لیجئے بہت بڑا پریشر ککر، جس میں ایک ہزار آدمیوں کی گنجائش ہو لیکن اس میں دو ہزار آدمیوں کو اس طرح زبردستی ٹھونس دیا جائے کہ سانس لینا بھی دشوار ہو، ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے بندھے ہوں کہ حرکت تک نہ کر سکیں اوپر سے ڈھکنا مضبوطی سے بند کر دیا جائے اور جہنم کی آگ میں پکنے کے لئے رکھ دیا جائے۔ اس حالت میں کافر موت کو پکاریں گے لیکن موت نہیں آئے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "جب مجرم لوگ جہنم کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں مشکیں کس کر پھینکے جائیں گے تو اپنے لئے موت کو پکاریں گے (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔" (سورہ فرقان، آیت نمبر۔13 14)لیکن موت کا دور دور تک کوئی نشان نہیں ہو گا موت ذبح کی جا چکی ہو گی اور کافر لوگ اسی عذاب الیم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مبتلا رہیں گے۔ آگ کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں پابجولاں ٹھونسے جانے کا دردناک عذاب کن ظالموں کو دیا جائے گا۔ سورہ فرقان کی انہی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب بھی دے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ کَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِیْرًا﴾ "جو شخص قیامت کو جھٹلائے اس کے لئے ہم نے بھڑکتی ہوی آگ مہیا کر رکھی ہے۔" (سورہ فرقان، آیت نمبر 11) قیامت کو جھٹلانے کا فطری نتیجہ دنیا میں مادر پدر آزاد زندگی بسر کرنا ہے۔ دین اور مذہب کا تمسخر اور مذاق اڑانے کی آزادی، شعائر اسلامی کی تحقیر اور توہین کی آزادی، فحاشی اور عریانی پھیلانے کی آزادی، نمائش حسن اور نمائش جسم کی آزادی، عریاں تصویریں اتروانے اور چھپوانے کی آزادی، غیر محرم مردوں اور عورتوں سے اختلاط کی آزادی، گانے بجانے اور ناچنے کی آزادی، شراب اور زنا کی آزادی، اسقاط

حمل کی آزادی، ہم جنس پرستی کی آزادی[1]مادر زاد برہنہ ہونے کی آزادی[2] اور ہر اس بات کی آزادی جس سے مرد اور عورت جنسی لذت حاصل کر سکیں۔ اس آزادی کے بدلے جہنم کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں پابسلاسل قید کس قدر ہولناک اور عبر تناک انجام ہو گا دنیا میں اس آزادی کا ،کاش کافر لوگ آج یہ جان سکیں۔

لیکن اے لوگو، جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے ہو! آخرت پر یقین رکھتے ہو جنت اور جہنم کو بر حق سمجھتے ہو، ذرا سوچو اور جواب دو کیا دنیا کی اس ''آزادی'' کے بدلے جہنم کی یہ ''قید'' قبول کرنے کو تیار ہو؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں زندگی بسر کرنے کا سودا گوارا کرلوگے؟ ﴿ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ﴾ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے پوچھو کیا یہ جہنم اچھی ہے یا وہ ابدی جنت جس کا وعدہ متقی لوگوں سے کیا گیا ہے۔''(سورہ فرقان، آیت نمبر 15)

4۔چہروں پر آگ کے شعلے برسانے کا عذاب

جہنم سر تا سر آگ ہی آگ ہے سر سے پاؤں تک مجرموں کا سارا جسم آگ میں ہی جل رہا ہو گا اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعض مجرموں کے چہروں پر آگ کے شعلے برسانے اور چہروں کو آگ سے تپانے کا خصوصی ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اس روز تم دیکھو گے مجرم لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوں گے، تار کول کے لباس پہنے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔'' (سورہ ابراہیم، آیت نمبر۔50 49) اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو جو ساخت عطا فرمائی ہے اس کے بارے میں قرآن پاک میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے ﴿ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ﴾ ''ہم نے یقیناً انسان کو بہترین ساخت پر پیدا فرمایا ہے۔''(سورہ تین، آیت نمبر4)انسان کے سارے جسم میں سے چہرے کو اللہ تعالیٰ نے خوب صورتی، حسن، عزت اور وقار کی علامت بنایا ہے دلکش آنکھیں ،ستواں ناک، متناسب کان، نرم و نازک ہونٹ، پرکشش رخسار، جوانی میں کالے سیاہ بال انسان کے حسن اور خوبصورتی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں بڑھاپے میں چاندی کی طرح سفید تار انسان کے وقار اور عزت میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ چہرے کی اسی تکریم اور وقار کی خاطر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے ''کہ بیوی (بچے یا غلام وغیرہ) کو تربیت کے لئے مارنا پڑے تو چہرے پر نہ مارو۔'' (ابن ماجہ) طبی نقطہ نظر سے چہرے کے تمام حصے باقی سارے جسم کے مقابلے میں زیادہ حساس اور نازک ہوتے ہیں، آنکھ، کان، ناک، دانت، رخسار وغیرہ کی رگیں براہ راست دماغ سے جڑی ہوتی ہیں دماغ سے قریب ہونے کی وجہ سے خون کی گردش چہرے میں باقی جسم کی نسبت زیادہ تیز ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ معمولی سا غصہ آنے پر چہرے کا رنگ فوراً سرخ ہو جاتا ہے چہرے کے ایک حصہ میں تکلیف ہو تو باقی سارے حصے بھی تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں صرف دانت میں درد ہو تو آنکھ، کان اور دماغ بھی درد محسوس کرنے لگتے ہیں، اور یہ درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ انسان اس کا ایک ایک لمحہ گن گن کر گزارتا ہے اور جلد از جلد آرام حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جسم کے اس سب سے زیادہ حساس اور نرم و نازک حصہ یعنی چہرہ پر جب جہنم کی آگ کے شدید گرم شعلے برسائے

جائیں گے تو کافروں کو کس قدر شدید تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا اس کا اندازہ جہنمیوں کی اس خواہش سے لگایا جاسکتا ہے ﴿يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا﴾ "ہائے افسوس! میں مٹی ہوتا۔" (سورہ نباء، آیت نمبر 40)

مجرموں کو جب مارا پیٹا جاتا ہے تو عموماً وہ اپنا چہرہ مار سے بچانے کے لئے ہاتھوں میں چھپا لیتے ہیں لیکن تصور کیجئے ایک طرف مجرموں کے ہاتھ اور پاؤں بھاری زنجیروں میں جکڑے ہوں گے اور دوسری طرف جہنم کے خوفناک داروغے بغیر کسی مزاحمت کے ان کے چہروں پر مسلسل آگ کی بارش برسا رہے ہوں گے گویا جسمانی عذاب کے ساتھ ساتھ شدید ذلت اور رسوائی کا عذاب بھی انہیں دیا جائے گا اور یہ رسوا کن عذاب گھنٹہ یا دو گھنٹے کے لئے نہیں، ہفتہ یا دو ہفتہ کے لئے نہیں، مہینہ یا دو مہینہ کے لئے نہیں، سال یا دو سال کے لئے نہیں، بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہوتا رہے گا ارشاد باری تعالیٰ ہے "کاش! کافر لوگ اس وقت کا یقین کرلیں جب وہ اپنے منہ آگ سے بچا سکیں گے نہ ہی اپنی پیٹھیں آگ سے بچا سکیں گے اور نہ ہی وہ (کہیں سے) مدد پائیں گے۔" (سورہ انبیاء، آیت نمبر 30)

اس رسوا کن اور شدید عذاب سے دوچار ہونے والے کون بدبخت اور بدنصیب مجرم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے واضح الفاظ میں اس کی قرآن مجید میں وضاحت فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "جس روز مجرموں کے چہرے آگ پر تپائے جائیں گے تو اس وقت وہ (مجرم) کہیں گے کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔" اور کہیں گے "اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی انہوں نے ہمیں راہ راست سے بے راہ کردیا ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت فرما۔" (سورہ احزاب، آیت نمبر 66-68) گویا ان مجرموں کا جرم یہ ہوگا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی ہوگی کافروں کے کفر اور مشرکوں کے شرک کا یہ فطری نتیجہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کررہے بلکہ اپنے عالموں، درویشوں، لیڈروں اور شہنشاہوں کی اطاعت کررہے ہیں جس کی المناک سزا انہیں قیامت کے روز بھگتنی پڑے گی۔ ہمارے نزدیک کافروں اور مشرکوں کی نسبت ان مسلمانوں کا معاملہ زیادہ تشویشناک ہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا ہے قیامت پر ایمان رکھتے ہیں جنت اور جہنم کو بھی مانتے ہیں لیکن اس کے باوجود کسی نہ کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کررہے ہیں۔ یاد رہے جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت قیامت تک کے لئے دائمی ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی قیامت تک کے لئے دائمی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا﴾ "اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر سارے لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر (سورہ سبا، آیت نمبر 28) دوسری جگہ ارشاد مبارک ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔" (سورہ الاعراف، آیت نمبر 158) اسی طرح ارشاد مبارک ہے ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا﴾ "بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (یعنی قرآن) نازل فرمایا تاکہ وہ سارے جہان والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔" (سورہ فرقان، آیت نمبر 1) پس جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو آپ کی حیات طیبہ تک محدود سمجھتے ہیں وہ یقیناً اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کررہے ہیں اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اللہ تعالیٰ کا کلام پہنچانے والا پیغام بر سمجھ کر آپ کی بتلائی ہوئی

تشریح اور توضیح (یعنی حدیث شریف) کی حجیت کا انکار کرتے ہیں وہ بھی اطاعت رسول سے انحراف کررہے ہیں اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف قرآن مجید ہی ہدایت کے لئے کافی ہے اس کے ساتھ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت نہیں وہ بھی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کررہے ہیں (ملاحظہ ہو سورہ نحل، آیت نمبر 44) اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن مجید تو قابل اعتماد حالت میں محفوظ ہے لیکن حدیث قابل اعتماد حالت میں محفوظ نہیں لہٰذا اس پر عمل کرنا ضروری نہیں وہ بھی اطاعت رسول سے انحراف کررہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سورہ حجر، آیت نمبر 9) اور جو "علماء" اپنے فقہی مسلک کے تعصب کی بناء پر اپنے ائمہ کے اقوال کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر ترجیح دیتے ہیں وہ بھی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کررہے ہیں اور جو لوگ اپنے بزرگوں کے مراقبوں اور مکاشفوں کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے ہیں وہ بھی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کررہے ہیں اسی طرح جو لوگ اپنے اکابر کے مشاہدوں اور خوابوں کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے ہیں وہ بھی اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انحراف کررہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو سورہ حجرات، آیت نمبر 1) ہم انتہائی ادب اور احترام کے ساتھ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی خدمت میں انتہائی مخلصانہ اور ہمدردانہ درخواست کریں گے کہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ بڑا ہی نازک ہے ایسا نہ ہو کہ ائمہ کی عقیدت، بزرگوں کی محبت اور خود ساختہ نظریات کا تعصب ہمیں قیامت کے روز کسی بڑے المناک عذاب سے دوچار کردے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایسا المناک انجام بڑا ہی خسارے کا سودا ہوگا ﴿اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنَ ﴾ خبردار! یہی سب سے بڑا خسارہ ہے۔" (سورہ زمر، آیت نمبر 15)

5۔ گرزوں اور ہتھوڑوں کی مار کا عذاب:

جہنم میں کافروں اور مشرکوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارنے کا عذاب بھی ہوگا اس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَلَهُمْ مَقَامِعُ مِنْ حَدِيدٍ﴾ "اور (کافروں کو مارنے کے لئے (لوہے کے گرز ہوں گے۔" (سورہ حج، آیت نمبر 21) حدیث شریف میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ کافروں کو مارنے والے گرز اس قدر وزنی ہوں گے کہ اگر ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے اور زمین پر بسنے والے سارے کے سارے انسان اور جن اسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکیں گے (مسند ابو یعلیٰ) جہنم سے پہلے قبر میں بھی کافروں کو گرزوں اور ہتھوڑوں کی مار کا عذاب دیا جائے گا عذاب قبر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے " منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہونے کے بعد کافر پر اندھا اور بہرا فرشتہ مسلط کردیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے، جو اتنا وزنی ہوتا ہے کہ اگر اسے کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے، اس گرز سے وہ اندھا اور بہرا فرشتہ اسے مارے گا جس سے کافر چیخے اور چلائے گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ "کافر کی چیخ و پکار کی آوازیں مشرق و مغرب کے درمیان جن وانس کے علاوہ ہر جاندار مخلوق سنتی ہے، فرشتے کی ضرب سے کافر مٹی (کی طرح ریزہ ریزہ) ہو جائے گا پھر اس میں روح ڈالی جائے گی۔" (مسند ابو یعلیٰ) یہی عمل بار بار دہرایا جاتا رہے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ جہنم کا عذاب، قبر کے عذاب سے کہیں زیادہ شدید اور المناک ہوگا قبر میں اگر ہتھوڑوں اور گرزوں سے مارنے والے فرشتے اندھے اور بہرے ہوں گے، جہنم کے فرشتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے ﴿عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ﴾ یعنی " جہنم پر نہایت بے رحم اور سخت گیر

فرشتے مقرر ہیں۔ ”حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جہنمیوں کا پہلا جتھہ جہنم کی طرف جائے گا تو دروازے پر چار لاکھ فرشتے عذاب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے جن کے چہرے بڑے ہیبت ناک اور نہایت سیاہ ہیں کچلیاں باہر کو نکلی ہوئی ہیں سخت بے رحم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ذرہ برابر رحم ان کے دلوں میں نہیں رکھا ان فرشتوں کی دوسری خوبی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ ﴿ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴾ ”وہ فرشتے کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم انہیں دیا جاتا ہے بجالاتے ہیں۔“ (سورہ تحریم، آیت نمبر 6) یعنی اللہ تعالیٰ فرشتوں کو جیسا عذاب کرنے کا حکم دیں گے فرشتے فوراً ویسا ہی عذاب دینا شروع کر دیں گے لمحہ بھر کے لئے بھی تامل یا توقف نہیں کریں گے۔ یہ فرشتے ایسی ایسی بدترین ترکیبوں سے کافروں کو سزائیں دیں گے کہ بڑے بڑے مجرموں کا پتہ پانی اور کلیجہ چھلنی ہو جائے گا۔ (ابن کثیر) یہ ہے کافروں کا انجام اور کافروں کے کفر کی سزا۔ حقیقت یہ ہے کہ کافر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی سب سے زیادہ قابل نفرت، حقیر ترین اور ذلیل ترین مخلوق ہے اور ایمان کی دولت سے بڑھ کر اس دنیا میں کوئی دوسری دولت نہیں، کاش مسلمان اس دنیا میں ایمان کی قدو قیمت پہچان سکیں، رہے کافر تو یقینا وہ قیامت کے روز عذاب دیکھ کر یہ تمنا کریں گے ﴿ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ﴾ ”کاش وہ دنیا میں ہدایت کا راستہ اختیار کرتے۔“ (سورہ قصص، آیت نمبر 64)

6۔ زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب:

جہنم میں زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب بھی ہو گا۔ سانپ اور بچھو دونوں انسان کے دشمن سمجھے جاتے ہیں اور دونوں کے نام میں اس قدر خوف اور وحشت ہے کہ اگر کسی جگہ سانپوں اور بچھوؤں کا ٹھکانہ ہو تو وہاں رہائش اختیار کرنا تو دور کی بات کوئی شخص گزرنے کا خطرہ بھی مول لینے کو تیار نہیں ہو گا۔ بعض سانپوں کی شکل و شباہت، رنگت، طوالت اور حرکات و سکنات ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی انسان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ سانپ یا بچھو زیادہ سے زیادہ کس قدر زہریلا ہو سکتا ہے۔ اس کا علم اللہ کے سوا کسی کو بھی نہیں ہو سکتا لیکن تجربات کی بناء پر بعض کتب میں شائع ہونے والی تفصیلات سے یہ فیصلہ کرنا مشکل نہیں کہ سانپ انتہائی خطرناک اور انسان کا جان لیوا دشمن ہے۔ جنوب مغربی فرانس میں واقع سانپوں کے مرکز سے ایک زہریلے سانپ کے بارے میں بعض معلومات شائع ہوئی ہیں جن کے مطابق یہ ڈیڑھ میٹر لمبا سانپ اپنے زہر سے بیک وقت پانچ آدمیوں کو ہلاک کر سکتا ہے۔[1]

فروری 1999ء میں جامعہ ملک سعود، ریاض (سعودی عرب) میں طلباء کے لئے ایک تعلیمی نمائش منعقد ہوئی جس میں دنیا کے مختلف ممالک کے انتہائی زہریلے سانپوں کی نمائش بھی کی گئی جو شیشوں کے صندوقوں میں بند تھے ان میں سے بعض کے بارے میں درج ذیل معلومات مہیا کی گئیں۔ عربی کوبرا (Arabian Cobra) جو عرب ممالک میں پایا جاتا ہے اس قدر زہریلا ہے کہ اس کے زہر کا صرف بیس (20) ملی گرام زہر 70 کلو گرام وزنی آدمی کو فوراً ہلاک کر دیتا ہے جبکہ یہ کوبرا ایک وقت اپنے منہ سے 200 ملی گرام سے 300 ملی گرام تک زہر دشمن پر پھینکتا ہے۔ کنگ کوبرا، جو کہ ہندوستان اور پاکستان میں پایا جاتا ہے، کا ڈسا ہوا آدمی بھی فوراً ہلاک ہو جاتا ہے۔ مغربی ممالک میں پایا جانے والا سانپ (West Diamond Back Snack) بھی انتہائی زہریلے سانپوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ انڈونیشیا کا تھوک پھینکنے والا زہریلا سانپ (Indoesian Spitting Cobra) 2 میٹر لمبا

ہو تا ہے اور یہ تین میٹر کے فاصلے سے انسان کی آنکھ میں پچکاری کی طرح زہر پھینکتا ہے جس سے انسان فوراً مر جاتا ہے۔ جہنم سے پہلے قبر میں بھی کافروں کو سانپوں کے ڈسنے کا عذاب دیا جائے گا چنانچہ عذاب قبر کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "کافر جب منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہو جاتا ہے تو اس پر ننانوے (99) سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کا گوشت نوچتے رہتے ہیں اور اسے ڈستے رہتے ہیں۔" قبر کے سانپ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے" اگر وہ سانپ زمین پر ایک دفعہ پھونک مار دے تو روئے زمین پر کبھی کوئی سبزی نہ اُگے۔" (مسند احمد) قبر کے سانپ کے بارے میں ابن حبان کی روایت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ایک ایک اژدھے کے ستر منہ ہوں گے جن سے وہ کافر کو قیامت تک ڈستا رہے گا۔

جہنم کے سانپ کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے" اس کا قد اونٹ کے برابر ہو گا اور اس کے ایک بار ڈسنے سے کافر چالیس سال تک تکلیف محسوس کرتا رہے گا۔" (مسند احمد) قبر میں اور جہنم میں ڈسنے والے سانپ یقیناً دنیا کے سانپوں کے مقابلے میں ہزاروں گنا زہریلے ،خطرناک اور وحشت ناک ہوں گے لیکن دنیا میں ایک عام زہریلے سانپ کے ڈسنے سے انسان جس المناک کیفیت سے دوچار ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ: اولاً: انسان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے ثانیاً: زہر سے متاثرہ حصہ مفلوج ہو جاتا ہے ثالثاً: ناک، منہ، کان حتی کہ آنکھوں سے بھی خون بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت محض ایک بار سانپ کے ڈسنے سے پیدا ہوتی ہے۔ تصور کیجئے جس انسان کو دنیا کے سانپوں کے مقابلے میں ہزاروں گنا زیادہ زہریلے سانپ بار بار ڈس رہے ہوں گے وہ کس قدر عذاب الیم میں گرفتار ہو گا۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ!

بچھو کے ڈسنے کا اثر سانپ کے ڈسنے کے اثر سے بالکل مختلف ہوتا ہے بچھو کے ڈسنے سے انسان فوری طور پر دو طرح کی تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اولاً: جسم سوج جاتا ہے۔

ثانیاً: سانس لینے سے تکلیف اور گھٹن محسوس ہونے لگتی ہے۔

جہنم کے بچھو کا ذکر کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "وہ خچر جتنا بڑا ہو گا اور اس کے ایک بار ڈسنے سے کافر چالیس سال تک اس کی جلن محسوس کرتا رہے گا۔" (مسند احمد) جس کا مطلب یہ ہے کہ بچھو کے مسلسل ڈسنے کے نتیجہ میں جہنمی کی سوجن (Swelling) میں بھی برابر اضافہ ہوتا رہے گا اور اس کی سانس میں گھٹن بھی لحہ لحہ بڑھتی جائے گی یہ اس عذاب الیم کا ایک حصہ ہے جو جہنم میں کافر کو دیا جائے گا کیا کافر جہنم میں ان سانپوں اور بچھوؤں کو مار ڈالیں گے یا کہیں بھاگ جائیں گے یا کوئی جائے پناہ پائیں گے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ﴾ "وہ وقت بھی آئے گا جب کافر لوگ پچھتا پچھتا کر کہیں گے کاش ہم مسلمان ہوتے۔" (سورہ حجر، آیت نمبر 2) لیکن اے ایمان لانے والو! جہنم اور اس کے عذابوں پر یقین رکھنے والو! تم تو اللہ کے عذابوں سے ڈر جاؤ، اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے باز آجاؤ، اللہ کے عذابوں کو جاننے اور ماننے کے باوجود اس کی نافرمانی کرنا تو اور بھی اللہ کے عذاب کو بھڑکانے والی بات ہے۔ ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ "پھر کیا تم اللہ کی نافرمانی سے باز آتے ہو۔" (سورہ مائدہ، آیت نمبر 19)

7۔بدن کو بڑا کرنے کا عذاب:

موجودہ جسامت میں جہنم کا عذاب برداشت کرنا چونکہ ناممکن ہوگا اس لئے جہنمی کی جسامت کو بہت زیادہ بڑھادیا جائے گا جو کہ بذات خود ایک عذاب کی صورت ہوگی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "جہنم میں کافر کا ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔" (مسلم) "بعض کافروں کے کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔" (مسلم) "بعض کی موٹائی بیالیس ہاتھ (63فٹ) کے برابر ہوگی۔" (ترمذی) یہ فرق کافروں کے اعمال کے فرق کی وجہ سے ہوگا بعض کافروں کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔" (مسلم) "بعض کافروں کے صرف کان اور کندھے کے درمیان ستر سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا، بعض کافروں کے بیٹھنے کی جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مسافت کے برابر ہوگی (یعنی چار سو دس کلومیٹر)" (ترمذی) "بعض کافر جہنم کے وسیع و عریض کونے میں سما جائیں گے۔" (ابن ماجہ) "بعض کافروں کے بازو اور رانیں پہاڑ پہاڑ کے برابر ہوں گی۔" (احمد) اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے بلا امتیاز تمام انسانوں کو بڑا خوبصورت اور متناسب جسم عطا فرمایا ہے اگر اسی متناسب جسم میں کوئی ایک سا عضو بھی غیر متناسب ہوتا تو انسان کی شکل بڑی بھدی اور مضحکہ خیز بن جاتی۔ تصور کیجئے کہ 5 یا 6 فٹ جسم کے ساتھ اگر دس فٹ لمبے بازو لگادیئے جاتے یا پیشانی پر ایک فٹ لمبی ناک لگادی جاتی تو انسان کی شکل کس قدر بدصورت بلکہ ڈراؤنی ہوتی؟ ممکن ہے جہنم میں کافر کی جسامت کو اسی بے ڈھبے طریقے سے بڑھا کر انتہائی مکروہ خوفناک اور ڈراؤنی صورت دے دی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب! انسانی جسم میں تکلیف کے اعتبار سے جلد (یا کھال) کا حصہ سب سے زیادہ حساس ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافروں کو جہنم میں زیادہ سے زیادہ تکلیف پہنچانے کے لئے جلی ہوئی کھال (یا جلد) کو بار بار بدلنے کا ذکر قرآن مجید میں خاص طور پر آیا ہے۔ (ملاحظہ ہو سورہ نساء، آیت نمبر 4) کھال کو جب کھینچا جائے تو کس قدر تکلیف ہوتی ہے اس کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ بازو یا ٹانگ کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کے لئے کھال کو معمولی سا کھینچنا پڑتا ہے اس کے درد سے آدمی بلبلا اٹھتا ہے۔ اسی کھال کو کھینچ کر جب اتنا بڑھادیا جائے گا جس کا ذکر احادیث مبارکہ میں ملتا ہے تو اس کافر کو کتنی شدید تکلیف ہوگی؟ دنیا میں شاید اس کا تصور کرنا بھی ممکن نہیں! اتنی بڑی جسامت کے کافر کو جب بڑے بڑے اژدہا اور بچھو بار بار ڈسیں گے اور اس کا گوشت نوچیں گے تو ان کے زہر کے طبعی اثرات کے باعث مدہوش، مفلوج، خون آلود اور ہانپتے کانپتے کافر کی ہیئت کا تصور کیجئے۔ **الحفیظ الامان!**

انسان کے اندر اپنے جسم کو اٹھانے کی طاقت بھی ایک حد تک ہی رکھی گئی ہے۔ یہی جسم اگر غیر معمولی طور پر موٹا ہو جائے تو انسان کے لئے اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا اس قدر مشکل ہو جاتا ہے کہ زندگی باعث عذاب بن جاتی ہے اور موٹاپے کی وجہ سے جسم میں دیگر بہت سے عوارض اس کے علاوہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً دل کی بیماریاں، سانس کی بیماریاں نظر کی بیماریاں، ذیابیطس کی بیماریاں، جہنم میں کافر کی جسامت اس قدر بڑھانے سے دیگر عوارض عذاب کی شکل میں پیدا ہوں گے یا نہیں؟ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں، لیکن یہ بات تو واضح ہے کہ فرشتے گرزوں اور ہتھوڑوں سے اسے ماریں، یا سانپ اور بچھو کاٹیں، کافر حرکت تک نہیں کر سکے گا اور اگر کبھی فرشتے اسے زبردستی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا کر لے جانا چاہیں گے تو کافر کے لئے ایک ایک قدم اٹھانا اس قدر مشکل ہوگا کہ وہ ایک الگ عذاب الیم کی شکل بن جائے گی۔

کافر جہنم میں چیخ چیخ کر کہیں گے "یا اللہ !ایک بار یہاں سے نکال لے آئندہ ہم نیک بن کر رہیں گے۔" جواب میں ارشاد ہو گا﴿فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ﴾ "مزا چکھو(اپنے کفر اور شرک کے)ظالموں کا یہاں کوئی مدد گار نہیں۔" (سورہ فاطر ،آیت نمبر37)﴿اَجَارَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْھَا بِرَحْمَتِہٖ وَ فَضْلِہٖ وَ کَرَمِہٖ اِنَّہٗ جَوَّادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت،اور فضل و کرم سے جہنم کے عذاب سے پناہ دے بے شک وہ بڑا سخی انعام فرمانے والا،بادشاہ،احسان فرمانے والا،شفقت فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

8۔شدید سردی کا عذاب:

جس طرح آگ انسانی جسم کو جلا دیتی ہے اسی طرح شدید سردی بھی انسانی جسم کو جلا دیتی ہے اس لئے جہنم میں شدید سردی کا عذاب بھی ہو گا جہنم کے اس طبقہ کا نام "زمھریر" ہے۔زمہریر میں کس قدر شدید سردی ہو گی اس کا علم تو علیم و خبیر ذات ہی کو ہے لیکن یہ سردی چونکہ عذاب دینے کے لئے ہو گی،لہٰذا اس سردی سے تو بہر حال کہیں زیادہ ہو گی جو اس دنیا کے کسی بھی سرد سے سرد خطے میں دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں ہو سکتی ہے جس کا مقابلہ کرنے کے لئے گرم لباس،کمبل،لحاف،ہیٹر،آگ کی انگیٹھیاں،گرم سے گرم کھانے پینے کی اشیاء اور نہ جانے کس کس چیز کا اہتمام کیا جاتا ہے تب بھی ذرا سی بے احتیاطی انسان کو فوراً کسی نہ کسی عارضہ میں مبتلا کر دیتی ہے۔احتیاطی تدابیر کے بغیر ننگے بدن انسان کو دنیا کی سردی برداشت کرنی پڑے تو وہ بھی عذاب سے کم نہیں حالانکہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق دنیا کی سردی محض جہنم کے اندرونی سانس سے پیدا ہوتی ہے۔(بخاری)اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ محض جہنم کے اندرونی سانس سے پیدا ہونے والی سردی اگر انسان کے لئے اس قدر ناقابل برداشت ہے تو پھر جہنم کے اندر سردی کے طبقہ "زمہریر" میں انسان کی کیفیت کیا ہو گی؟اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑا ہی نرم و نازک اور حساس جسم عطا فرمایا ہے اس قدر نرم و نازک کہ صرف 35اور 37ڈگری سنٹری گریڈ کے درمیان وہ صحت مند رہتا ہے۔اس درجہ حرارت سے کم یا زیادہ دونوں بیماری کی علامتیں ہیں۔اگر جسم کا درجہ حرارت 35سے کم ہو کر 26ڈگری سنٹی گریڈ تک پہنچ جائے تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اور اگر یہ درجہ حرارت شدید سردی کی وجہ سے جس کے کسی حصہ میں منفی 6.75ڈگری سنٹی گریڈ(یا20ڈگری فارن ہائیٹ)تک پہنچ جائے تو جسم کا وہ حصہ سردی کے باعث جل کر یا گل سڑ کر فوراً الگ ہو جاتا ہے جسے طبی اصطلاح میں "" کہا جاتا ہے۔

لمحہ بھر کے لئے فرض کیجئے کہ "زمہریر" میں صرف اسی قدر سردی ہو گی جس سے جسم کے اندر کا درجہ حرارت منفی 6.7ڈگری سنٹی گریڈ(یا20ڈگری فارن ہائیٹ)تک پہنچ جائے تو اس عذاب کی کیفیت یہ ہو گی کہ زندہ انسان کا جسم سردی کی شدت سے ریت کی طرح بکھر کر ذرہ ذرہ ہو جائے گا اور پھر اسے نئے سرے سے جسم دیا جائے گا پھر سردی کی شدت سے اس کا جسم ریزہ ریزہ ہو جائے گا اور پھر اسے جسم دے دیا جائے گا جب تک وہ زمہریر میں رہے گا اسی عذاب الیم میں مبتلا رہے گا۔مذکورہ تجزیہ محض سائنسی حقائق اور تجربات کی روشنی میں کیا گیا ہے جبکہ یہ بات واضح ہے کہ جہنم کی آگ کی طرح "زمہریر" کی سردی بھی دنیا کی سردی سے کہیں زیادہ شدید ہو گی۔"زمہریر" کی اصل سردی میں عذاب اور عقاب کی ٹھیک ٹھیک کیفیت کیا ہو گی؟اس کا شاید ہم اس دنیا میں تصور بھی نہ کر سکیں لیکن اس بات میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ جہنم کی آگ ہو یا زمہریر کی سردی،کافر زندگی پر موت کو ترجیح دیں گے اور بار بار موت مانگیں گے ﴿وَ نَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ﴾ "اور وہ پکاریں گے اے مالک!(داروغہ جہنم کا

نام)(کاش!) تیرا رب ہمارا کام تمام ہی کر دے۔" جواب میں ارشاد ہو گا ﴿اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ﴾ "بے شک اب تم اسی میں رہو گے۔" (سورہ زخرف، آیت نمبر 77) اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے فضل و کرم اور احسان سے زمہریر کے عذاب سے پناہ عطا فرمائے۔ وہ یقینا بڑا بخشنہار، درگزر فرمانے والا اور اپنے بندوں پر رحم اور شفقت فرمانے والا ہے۔

9۔ بعض نامعلوم عذاب:

قرآن و حدیث میں آگ کے علاوہ جہنم میں دیئے جانے والے عذابوں کی بہت سی قسموں کا جہاں عمومی تذکرہ فرمایا گیا ہے وہاں بعض گناہوں کے خاص خاص عذابوں کا ذکر بھی فرمایا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے ﴿وَ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ﴾ "اور اسی قسم کے بعض دوسرے عذاب بھی ہوں گے۔" (سورہ ص، آیت نمبر 58) کہیں صرف ﴿عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾

"دردناک عذاب" اور کہیں ﴿عَذَابٌ عَظِیْمٌ﴾ "بہت بڑا عذاب" اور کہیں ﴿عَذَابٌ شَدِیْدٌ﴾ "بڑا سخت عذاب" کہنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ وہ "بعض دوسرے عذاب" یا "عذاب الیم" یا "عذاب عظیم" یا "عذاب شدید" کیا ہوں گے؟ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ جس طرح جیل میں ویسے تو مجرموں کی سزائیں متعین ہوتی ہیں لیکن بعض نامی گرامی مجرموں کے لئے بعض اوقات افسران بالا صرف اتنا ہی کہہ دیتے ہیں کہ "فلاں مجرم کو اچھی طرح سبق سکھایا جائے" اور جلاد خوب جانتے ہیں کہ افسران بالا کیا چاہتے ہیں اور ایسے مجرموں کو سبق سکھانے کا کیا طریقہ ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کفر کے بڑے بڑے علمبر داروں کو سبق سکھانے کے لئے صرف اتنا ارشاد فرمادیں گے" فلاں فلاں مجرم کو عذاب الیم دیا جائے۔" جہنم کے داروغے خوب جانتے ہوں گے کہ ایسے کٹے کافروں کو عذاب الیم دینے کی کون کون سی شکلیں ہیں اور جو مجرم عذاب عظیم کے مستحق ہیں انہیں عذاب عظیم کیسے دینا ہے؟ واللہ اعلم بالصواب!

یہ ہے وہ جہنم اور اس کے عذاب جن سے خبر دار کرنے کے لئے اللہ کے رسول نذیر بنا کر بھیجے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو آگ سے ڈرانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، لوگوں کو بار بار خبر دار کیا ﴿اِتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشَقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَمْ یَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ﴾ "آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کر کے بچو اور جو یہ بھی نہ پائے وہ اچھی بات ہی کہہ کر بچے۔" (مسلم) یعنی آگ سے بچنا اتنا ضروری ہے کہ جس کے پاس صدقہ خیرات کرنے کے لئے کچھ بھی نہ ہو وہ کھجور کا ٹکڑا ہی صدقہ کر کے بچے اور جس کے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو وہ اچھی بات کہہ کر ہی بچنے کی کوشش کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ "جس کے پاس کھجور کا ٹکڑا بھی نہ ہو..." یہ ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو آگ سے بچانے کے لئے کتنی حرص اور آرزو رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جہنم کی آگ سے بچنے کی دعا اس طرح سکھلاتے جیسے قرآن مجید کی سورتیں سکھلاتے۔ (نسائی)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں" اگر میرے پاس مددگار ہوتے تو میں انہیں ساری دنیا میں منادی کے لئے بھیجتا کہ وہ اعلان کریں 'لوگو! جہنم کی آگ سے بچو، لوگو! جہنم کی آگ سے بچو۔" ساری دنیا میں نہ سہی لیکن اتنا تو کم از کم ہم میں سے ہر آدمی کر ہی سکتا ہے کہ اپنے بال بچوں کو جہنم کی آگ سے خبردار کردے، اپنے اعزہ واقارب کو جہنم کی آگ سے ڈرادے، اپنے دوست احباب اور یمین ویسار ہمسایوں کو جہنم کی آگ سے خبردار کردے کہ لوگو! آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے کر اور جس کے پاس یہ بھی نہ ہو وہ اچھی بات ہی کہہ کر بچے۔(مسلم)

حد چاہئے سزامیں...!

جہنم کی آگ اور اس میں مختلف قسم کے عذابوں کا مطالعہ کرتے وقت آدمی کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں بے اختیار آدمی جہنم سے پناہ مانگنے لگتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال بھی آتا ہے کہ زندگی بھر کے گناہ، خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں بہر حال ان گناہوں کی سزا کے لئے ایک حد ہونی چاہئے اور پھر وہ ذات جو اپنے بندوں پر بڑی ہی رحیم اور مہربان ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے انسانوں کو کیسے اور کیوں کر آگ میں ڈال دے گی؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے قوانین جزاوسزامیں سے ایک اہم قانون ذہن نشین کرلیناچاہئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے "جس شخص نے لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی اسے ان تمام لوگوں کے برابر ثواب ملے گا، جنہوں نے اس کی دعوت پر عمل کیا اور ان لوگوں کے اپنے ثواب میں کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی اسی طرح جس نے لوگوں کو گمراہی کی طرف بلایا اسے ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ملے گا جنہوں نے اس کی دعوت پر گناہ کیا جبکہ گناہ کرنے والوں کے اپنے گناہوں میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔" (مسلم)اس قانون کی مزید وضاحت ہابیل اور قابیل کے واقعہ سے بھی ہوجاتی ہے جس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے " دنیا میں کوئی شخص ظلم سے قتل نہیں کیا جاتا مگر آدم کا پہلا بیٹا یعنی قابیل (قاتل) بھی اس کے گناہ میں شریک ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ ایجاد کیا تھا۔ (بخاری ومسلم)اس قانون کے تحت ایک کافر کو صرف اس کے اپنے کفر کی سزا ہی نہیں ملے گی بلکہ اس کی اولاد اور پھر اولاد کی اولاد... حتیٰ کہ قیامت تک اس کی نسل سے جتنے بھی کافر پیدا ہوں گے، ان تمام کافروں کے کفر کی سزا اس پہلے کافر کو ملے گی جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکار کردیا تھا جبکہ ان تمام کافروں کو اپنے اپنے کفر کی سزا بھی ملے گی اور یہی معاملہ ہر اس کافر کے ساتھ ہوگا جس نے اپنی اولاد کو کفر کی تعلیم دی اور کفر پر قائم رکھا۔ اس اصول کے تحت ہر کافر کے جرائم کی فہرست اتنی ثقیل اور طویل نظر آتی ہے کہ اس کا جہنم میں ابدی ٹھکانا عدل و انصاف کے تقاضوں کے عین مطابق واضح طور پر نظر آتا ہے یہ معاملہ تو ہے فرد واحد کے کفر کا، اگر کوئی کافر کفر کو اجتماعی تحریک کی شکل دے کر کسی معاشرے، ملک یا پوری دنیا پر مسلط کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ منظم جدوجہد اس کے اصل گناہ یعنی کفر میں مزید اضافہ کا باعث بنے گی اور اس اضافہ کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ اس منظم جدوجہد کے نتیجہ میں کتنے لوگ گمراہ ہوئے اور اس تحریک کو برپا کرنے کے لئے کتنے اور کیسے کیسے جرائم کئے گئے ۔ مثلاً لینن نے کمیونزم کی گمراہی ایجاد کی اور پھر اس گمراہی کو مختلف ممالک میں مسلط کرنے کے لئے لاکھوں انسانوں کو بے دریغ قتل کیا، مزاحمت کرنے والے لاکھوں انسانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، شہروں کے شہر اور بستیوں کی بستیاں ٹینکوں تلے روندی گئیں، مسلم اکثریتی ریاستوں میں اسلام کی راہ روکنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کئے گئے ۔ اللہ اور رسول کا نام لینے پر پابندی، اذان پر پابندی، نماز پر

پابندی، قرآن پر پابندی، مساجد اور مدارس پر پابندی، علماء فضلاء اور مشائخ تہ تیغ، یہ سارے کے سارے جرائم لینن کے گناہوں میں اضافہ در اضافہ کا باعث بنیں گے اور یوں وہ صرف اپنی صلبی نسل کے کافروں کے کفر کا ہی ذمہ دار نہیں ہو گا بلکہ اربوں کھربوں انسانوں کی گمراہی کا بوجھ اپنی گردن پر لئے ہوئے قیامت کے دن آئے گا۔ قتل وغارت اور فساد فی الارض کے جرائم کی فہرست اس کے علاوہ ہو گی۔ آخر ایسے اسلام دشمن اور کٹے کافر کے لئے جہنم سے زیادہ موزوں جگہ اور کون سی ہو سکتی ہے۔

مارچ 1846ء میں ''مہاراجہ ''گلاب سنگھ نے کشمیر خرید کر اپنا جابرانہ تسلط جمانے کی کوشش کی تو دو مسلمان سرداروں، ملی خان اور سبز علی خان، نے مزاحمت کی۔ گلاب سنگھ نے دونوں سرداروں کو الٹا لٹکا کر زندہ کھالیں کھینچنے کا حکم دیا۔ یہ منظر اس قدر خوفناک تھا کہ گلاب سنگھ کا بیٹا رنبیر سنگھ تاب نہ لا سکا اور دربار سے اٹھ کر چلا گیا۔ گلاب سنگھ نے اسے واپس بلا کر کہا ''اگر تمہارے اندر یہ منظر دیکھنے کی ہمت نہیں تو تمہیں ولی عہد کے منصب سے معزول کر دیا جائے گا۔'' اسلام اور مسلمان دشمنی کی اس تعلیم و تربیت کا حساب جہنم کی آگ کے سوا اور کون بے باق کر سکتا ہے ؟

تقسیم ہند کے دوران ''لارڈ''ماؤنٹ بیٹن ، ''سر''پٹیل، ''ہز ایکسی لینسی''نہرو اور ''آنجہانی'' گاندھی نے اسلام دشمنی میں جس طرح سوچے سمجھے منصوبے بنا کر مسلمانوں کا بے دریغ قتل عام کروایا، مسلم خواتین کی بے حرمتی کروائی معصوم بچوں کو ذبح کروایا، اس کا بدلہ جب تک جہنم کی آگ، جہنم کے سانپ اور بچھو نہیں لیں گے تب تک ان بے گناہ مقتول مسلمانوں، عفت ماب مسلم خواتین اور معصوم مسلمان بچوں کے کلیجے کیسے ٹھنڈے ہوں گے۔ وعلی ہذا القیاس بوسنیا، کوسوو، شیشان وغیرہ! پس وہ علیم وخبیر ذات، جو انسانوں کے دلوں میں چھپی تمناؤں اور آرزوؤں تک سے واقف ہے جتنی جتنی اور جو جو سزا کافروں کے لئے مقرر فرمائے گا وہ ٹھیک ٹھیک اسی سزا کے مستحق ہوں گے نہ اس سے ذرہ برابر کم ہو گی نہ زیادہ بلکہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے عین مطابق ہو گی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو اپنی ساری مخلوق کے لئے بلا امتیاز رحمن اور رحیم ہے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں فرمائے گا ﴿ وَ لاَ يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴾ ''اور تیرا رب کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرے گا۔'' (سورہ کہف، آیت نمبر 49)

اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لاَّ يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ، ﴾

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو ! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس پر تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جو بھی حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیتے ہیں وہ بجالاتے ہیں۔'' (سورہ تحریم، آیت نمبر 6) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کا واضح الفاظ میں حکم دیا ہے:

1۔اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

2۔اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ اہل وعیال سے مراد بیوی اور بچے ہیں گویا ہر آدمی اپنے ساتھ اپنے بیوی اور بچوں کو بھی جہنم کی آگ

سے بچانے کا پابند ہے یہ اپنے اہل وعیال سے سچی خیر خواہی کا تقاضا بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری بھی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ حکم دیا ﴿وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ "اپنے قریبی اعزہ کو جہنم کی آگ سے ڈراؤ۔" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کنبے اور قبیلے والوں کو بلایا انہیں جہنم کی آگ سے ڈرایا اور آخر میں اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لے کر فرمایے ((یَا فَاطِمَۃُ اِنْقِذِیْ نَفْسِکِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لَکُمْ مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا صلی اللہ علیہ وسلم)) "اے فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ، اللہ کے مقابلے میں (قیامت کے روز) میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔" (مسلم) اپنے عزیز و اقارب اور کنبے قبیلے والوں کو جہنم کی آگ سے ڈرانے کے بعد اپنی بیٹی کو جہنم کی آگ سے ڈرا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو خبر دار فرما دیا کہ اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانا بھی والدین کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا آتش پرست بنا دیتے ہیں۔" (بخاری) گویا عام اصول یہی ہے کہ والدین ہی اولاد کو یا تو جنت کی راہ پر ڈالتے ہیں یا جہنم کی راہ پر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی بہت سی کمزوریوں کا ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً "انسان بڑا ظالم اور ناشکرا ہے۔" (سورہ ابراہیم، آیت نمبر 34) "انسان بڑا جلد باز ہے۔" (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 11) وغیرہ دیگر کمزوریوں کی طرح ایک کمزوری یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ انسان جلد حاصل ہونے والے فوائد کو زیادہ اہمیت دیتا ہے خواہ وہ عارضی اور قلیل ہی کیوں نہ ہوں جبکہ دیر سے حاصل ہونے والے فوائد کو نظر انداز کر دیتا ہے خواہ وہ ابدی اور کثیر ہی کیوں نہ ہوں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا﴾ "بیشک یہ لوگ جلدی حاصل ہونے والی چیز (یعنی دنیا) سے محبت کرتے ہیں اور آگے آنے والا بھاری دن نظر انداز کر دیتے ہیں۔" (سورہ دہر، آیت نمبر 27)

یہ انسان کی اسی فطری کمزوری کا نتیجہ ہے کہ بیشتر والدین اپنی اولاد کو دنیا کی عارضی زندگی میں اعلیٰ مناصب، باعزت اور باوقار مقام دلوانے کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم دلوانے کا اہتمام کرتے ہیں خواہ اس کے لئے انہیں کتنا عرصہ لگے کتنی دولت خرچ کرنی پڑے اور کتنی تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں جبکہ بہت ہی قلیل تعداد ایسے والدین کی ہے جو اپنی اولاد کو آخرت کی ابدی زندگی میں اعلیٰ مناصب باعزت اور پروقار مقام دلوانے کے لئے دینی تعلیم دلوانے کا اہتمام کرتے ہیں جس کا حصول دنیاوی تعلیم کے مقابلے میں آسان بھی ہے اور دینی و دنیاوی دونوں اعتبار سے والدین کے لئے نفع بخش بھی ہے۔ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والے بیشتر بچے عملی زندگی میں اپنے والدین کے باغی اور خود سر ثابت ہوتے ہیں جبکہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے بیشتر بچے اپنے والدین کے فرماں بردار اور خدمت گار ثابت ہوتے ہیں۔ آخرت کے اعتبار سے تو یقیناً وہی اولاد والدین کے لئے نفع بخش ہو گی جو صالح، متقی اور دیندار ہو گی، ان سارے حقائق کو جاننے اور ماننے کے باوجود بلا مبالغہ ننانوے فیصد تعداد ان لوگوں کی ہے جو دنیاوی تعلیم کو دینی تعلیم پر ترجیح دیتے ہیں۔ آیئے انسان کی اس کمزوری کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیں: فرض کیجئے! کسی مکان کو آگ لگ جاتی ہے اس مکان کے سارے مکین گھر سے باہر نکل آتے ہیں، غلطی سے ایک بچہ مکان کے اندر رہ جاتا ہے۔ اندازہ فرمایئے اس صورت حال میں والدین کے اضطراب کی کیا کیفیت ہو گی؟

دنیا کی کوئی مصروفیت یا مجبوری مثلاً کاروبار، ملازمت، حادثہ یا بیماری وغیرہ والدین کی توجہ بچے سے ہٹا سکے گی؟ ہر گز نہیں! بچہ جب تک آگ سے بچ کر نکل نہیں آتا والدین کو پل بھر کے لئے چین نصیب نہیں ہو گا۔ اپنے بچے کو آگ سے بچانے کے لئے والدین کو جان کی بازی تک لگانی پڑے تو وہ بھی لگا دیں گے۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اس عارضی زندگی میں تو ہر شخص کا شعور یہ کام کرتا ہے کہ اسے اپنی اولاد کو ہر قیمت پر آگ سے بچانا چاہئے لیکن آخرت میں جہنم کی آگ سے اپنی اولاد کو بچانے کا شعور کم ہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾ ''میرے بندوں میں سے شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں۔'' (سورہ سبا، آیت نمبر 13) بلاشبہ انسان کی یہ کمزوری اس آزمائش کا حصہ ہے جس کے لئے اسے دنیا میں بھیجا گیا ہے لیکن عقل مند وہی ہے جو اس آزمائش کا شعور حاصل کرلے۔ اس آزمائش کا شعور یہی ہے کہ انسان اپنے خالق اور مالک کا حکم بلا چوں وچرا تسلیم کرلے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جہنم سے بچنے اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم سے بچانے کا حکم دیا ہے تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے اس اضطراب اور پریشانی سے 69 درجہ زیادہ اضطراب اور پریشانی محسوس کرے جتنی ہر شخص اپنے آپ کو یا اپنے بیوی بچوں کو اس دنیا کی آگ سے بچانے کے لئے محسوس کرتا ہے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ہر مسلمان کو دو باتوں کا اہتمام ہر قیمت پر کرنا چاہئے۔ اولاً: قرآن وحدیث کی تعلیم کا اہتمام۔ جہالت اور لاعلمی خواہ دنیا کے معاملے میں ہو یا دین کے معاملے میں، انسان کے نقصان اور خسارے کا باعث بنتی ہے خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِيْنَ لاَ يَعْلَمُوْنَ﴾ (9:39)

''بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔'' (سورہ زمر، آیت نمبر 9) یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ جو شخص آخرت پر ایمان رکھتا ہے، حشر نشر کے حالات سے واقف ہے، جنت کی ابدی نعمتوں اور جہنم کے عذاب اور عقاب کا علم رکھتا ہے۔ اس کی زندگی اس شخص کی زندگی سے بالکل مختلف ہو گی جو محض رسمی طور پر آخرت کو مانتا ہے لیکن حشر نشر کے حالات، جنت کی ابدی نعمتوں اور جہنم کے عذابوں سے لاعلم ہے۔ کتاب وسنت کا علم رکھنے والے لوگ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ راست باز، ایماندار، متقی اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (28:35)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم (قرآن وحدیث) (رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔'' (سورہ فاطر، آیت نمبر 28) پس جو لوگ اپنی اولاد کو دنیاوی تعلیم کی خاطر قرآن وحدیث کی تعلیم سے محروم کر دیتے ہیں وہ در حقیقت اپنی اولاد کی عاقبت برباد کر کے ان پر ظلم عظیم کرتے ہیں اور جو لوگ اپنی اولاد کو دنیا کی تعلیم کے ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کی تعلیم سے بھی آراستہ کرتے ہیں وہ نہ صرف اپنی اولاد کی عاقبت سنوار کر ان پر احسان عظیم کرتے ہیں بلکہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت میں سرخرو ہو کر انعام واکرام کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔

ثانیاً: گھر میں اسلامی ماحول کا قیام۔ بچے کی شخصیت کو قرآن و سنت کی تعلیم کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے گھر کے اندر اسلامی ماحول کا قیام بہت ہی اہم ہے پانچ وقت پابندی سے نماز کا اہتمام کرنا، گھر میں آتے جاتے سلام کہنا، سچ بولنے کی عادت ڈالنا، کھانے پینے میں اسلامی آداب کا خیال رکھنا، صدقہ و خیرات کی عادت ڈالنا، سونے اور جاگنے کی دعاؤں کا اہتمام کرنا، موسیقی، گانا بجانا، تصاویر نیز فلمی جرائد، عریاں تصاویر پر مشتمل اخبارات وغیرہ سے گھر کو پاک صاف رکھنا، جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑے سے بچنا، انبیاء کرام کے واقعات، حیات طیبہ، قرآنی قصص، غزوات، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیات کی سیرت وغیرہ پر مشتمل لٹریچر بچوں کو فراہم کرنا، آپس میں ایک دوسرے سے حسن سلوک سے پیش آنا، یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو بچے کی شخصیت تعمیر کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہیں، لہٰذا جو والدین اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانے کی ذمہ داری پوری کرنا چاہتے ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دلوانے کے ساتھ ساتھ گھر کے اندر مکمل اسلامی ماحول بھی انہیں فراہم کریں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرنے کے بعد شیطان جب راندہ درگاہ ہوا تو اس نے عہد کیا ''اے میرے رب! میں انسانوں کے لئے زمین میں بڑی کشش اور زینت پیدا کروں گا اور سب کو گمراہ کر کے چھوڑوں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔'' (سورہ حجر، آیت نمبر 39) دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں ''میں انہیں (گمراہ کرنے کے لئے) آگے پیچھے اور دائیں بائیں ہر طرف سے گھیروں گا۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 17) حقیقت یہ ہے کہ شیطان دن رات ہر انسان کے پیچھے لگا ہوا ہے تا کہ موت سے پہلے پہلے اسے کسی نہ کسی فتنے میں مبتلا کر کے جنت کی راہ سے ہٹا کر جہنم کی راہ پر ڈال دے۔ انسانوں کو گناہ پر جمائے رکھنے اور ان میں بے عملی پیدا کرنے کے لئے شیطان کا سب سے زیادہ پر کشش اور خوشنما ہتھیار یہ ہے کہ اللہ بڑا غفور اور رحیم ہے وہ سب کچھ معاف کر دے گا۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے اور اللہ تعالیٰ کے غصہ پر غالب ہے لیکن اس رحمت کے حصول کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے قواعد و ضوابط قرآن مجید میں واضح فرما دیئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنِّیۡ لَغَفَّارٌ لِّمَنۡ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهۡتَدٰی﴾

''اور جو شخص توبہ کر لے اور ایمان لے آئے، نیک عمل کرے پھر ہدایت پر جما رہے اس کے لئے میں بڑا ہی بخشنہار ہوں۔'' (سورہ طٰہٰ، آیت نمبر 82) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بخشش کے لئے چار شرائط مقرر فرمائی ہیں:

1۔ توبہ:

اگر کوئی شخص پہلے کفر اور شرک میں مبتلا تھا تو کفر اور شرک سے باز آنا لیکن اگر کوئی شخص کافر یا مشرک نہیں ویسے کبائر میں مبتلا تھا تو اس کا کبائر سے باز آنا اور ترک کرنا پہلی شرط ہے۔

2۔ ایمان:

سچے دل سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا نیز کتابوں پر فرشتوں پر اور آخرت پر ایمان لانا دوسری شرط ہے۔ **3۔ صالح اعمال:** اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنا زندگی کے ہر معاملے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کی اتباع کرنا تیسری شرط ہے۔

4۔ استقامت:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں اگر کوئی مصیبت یا آزمائش آئے تو استقامت اختیار کرنا چوتھی شرط ہے۔ جو شخص مذکورہ بالا چار شرائط پوری کرے گا اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قانون اور ضابطہ رحم فرمانے کا اور لوگوں کے گناہ معاف کرنے کا۔

ایک دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ نے توبہ کا قاعدہ بیان فرماتے ہوئے یہ بات بھی واضح فرمادی ہے کہ توبہ ان لوگوں کی قبول ہے جو لاعلمی یا بھول چوک سے گناہ کرتے ہیں لیکن جو لوگ عمداً گناہ کرتے چلے جائیں۔ ان کے لئے مغفرت نہیں بلکہ عذاب الیم ہے

﴿اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ، وَ لَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَ لاَ الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا،﴾ (18۔4:17)

''ہاں یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی کی وجہ سے کوئی برا فعل کرتے ہیں اور اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں ایسے لوگوں پر اللہ اپنی نظر عنایت سے پھر متوجہ ہو جاتا ہے اور اللہ ساری باتوں کی خبر رکھنے والا حکیم اور دانا ہے (اور یہ بھی جان لو کہ) توبہ ان لوگوں کے لئے نہیں جو برے کام کئے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے اس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی اور اسی طرح توبہ ان لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے جو مرتے دم تک کافر رہیں ایسے لوگوں کے لئے تو ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔'' (سورہ نساء، آیت نمبر 18۔17)

اس آیت نمبر میں تین باتیں بڑی واضح ہیں:

اولاً: گناہوں سے معافی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو لاعلمی یا بھول چوک سے گناہ کرتے ہیں۔

ثانیاً: زندگی بھر عمداً گناہ کرنے والوں کے لئے عذاب الیم ہے۔

ثالثاً: حالت کفر میں مرنے والوں کے لئے عذاب الیم ہے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جنگ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ سے سہواً کوتاہی ہوئی، تینوں حضرات نے توبہ استغفار کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی جبکہ اسی جنگ کے موقع پر منافقین نے عمداً اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی، انہوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرما دیا: ﴿اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ، ﴾(95:9) "یہ لوگ سراسر گندگی ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے ان اعمال کے بدلے میں جو انہوں نے کمائے۔" (سورہ توبہ، آیت نمبر 95)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بیشتر ایسے تھے جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح الفاظ میں جنت کی بشارت دنیا میں ہی دے دی تھی۔ مثلاً عشرہ مبشرہ، اصحابِ بدر اور اصحابِ شجر، لیکن اس کے باوجود وہ اللہ کی پکڑ سے اس قدر خوف زدہ رہتے تھے کہ جیسے ہی آخرت کا تذکرہ ہوتا تو رونے لگتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا شخص جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نہیں کئی مرتبہ جنت کی بشارت دی قبر کا ذکر ہوتا تو اس قدر روتے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ میں سورہ تکویر کی تلاوت فرمارہے تھے جب ﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ﴾ "قیامت کے روز ہر نفس کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔" پر پہنچے تو اس قدر اللہ کا خوف غالب آیا کہ آواز نکلنی بند ہو گئی۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بستر پر لیٹتے تو وہ کروٹیں بدلتے رہتے نیند نہ آتی اور فرماتے "یا اللہ! جہنم کا خوف میری نیند لے گیا۔" اس کے بعد اٹھ بیٹھتے اور صبح تک نماز میں آہ وزاری کرتے رہتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورہ نجم نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ آیت سنی ﴿اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ، وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ، ﴾(60-59:54) "کیا (قیامت کی) ان باتوں پر تم تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو اور روتے نہیں۔" (سورہ نجم آیت نمبر 60-59) تو اس قدر روئے کہ آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورہ مطففین کی تلاوت فرمارہے تھے۔ جب اس آیت نمبر پر پہنچے ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، ﴾(6:83) "قیامت کے روز سارے لوگ رب العالمین کے سامنے (جواب دہی کے لئے) کھڑے ہوں گے۔" (آیت نمبر 6) تو اس قدر روئے کہ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور گر پڑے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سورہ ق کی تلاوت فرماتے فرماتے۔ جب اس آیت پر پہنچے ﴿وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ، ﴾ "اور موت کی جان کنی حق لے کر آ پہنچی (اے انسان) یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔" (سورہ قٓ، آیت نمبر 19) تو روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں رونے لگے لوگوں نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمایا "میں دنیا کے لئے نہیں روتا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ میرا سفر طویل

ہے اور سامان سفر بہت کم ہے میں نے ایسے ٹیلہ پر صبح کی ہے جو جنت اور جہنم کی طرف اڑ رہا ہے اور مجھے کوئی علم نہیں کہ میری منزل کون سی ہے۔" حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ آخرت کے خوف سے فرمایا کرتے "کاش! میں ایک پودا ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا اور جانور چارہ بنا لیتے۔" حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے "کاش! میں کسی ٹیلہ پر پڑی ہوئی راکھ ہوتا جسے ہوائیں اڑائے لئے پھرتیں۔" اللہ کے حضور حساب کتاب اور پھر جہنم کے عذاب کی وجہ سے یہ کیفیت صرف چند ایک کی نہیں بلکہ سبھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معاملہ ایسا ہی تھا، مزید واقعات کتاب ہذا کے باب "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جہنم" میں ملاحظہ فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ علم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف فرما سکتا ہے؟ کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غصہ پر غالب ہے؟ سب کچھ معلوم تھا بلکہ ہم سے کہیں بہتر معلوم تھا لیکن اللہ کی عظمت کبریائی اور جلال کا خوف ہر وقت دل میں رہنا عین عبادت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾ (3:175) "لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھ ہی سے ڈرو اگر تم واقعی مومن ہو۔" (سورہ آل عمران، آیت نمبر 175) یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی اس کے عذاب اور پکڑ سے ڈرتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ کے عذاب اور پکڑ سے ڈرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ((وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ)) "اللہ کی قسم! میں تم سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔" (بخاری) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی دعاؤں میں اللہ کا ڈر خود طلب فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک اہم ترین دعا یہ ہے ((اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ مَعْصِيَتِكَ)) "اے اللہ! تو ہمیں اتنا ڈر عطا فرما جو ہمارے اور ہمارے گناہوں کے درمیان رکاوٹ بن جائے۔" (ترمذی) ایک دعا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے ڈر سے خالی رہنے والے دل سے پناہ مانگی ہے ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ)) "اے اللہ! میں ایسے دل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو تجھ سے نہ ڈرے۔" تابعین اور تبع تابعین یعنی خیر القرون کے سبھی لوگ اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے۔ اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بے خوف ہو جانا تو بذات خود کبیرہ گناہ ہے جس کا نتیجہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴾ (7:99)

"اللہ کی چال سے وہی لوگ بے خوف ہوتے ہیں جو تباہ ہونے والے ہیں۔" (سورہ اعراف، آیت نمبر 99) پس اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش کی امید اس شخص کو رکھنی چاہئے جو اللہ سے ڈر کر زندگی بسر کرتا ہے اور نادانستہ طور پر سرزد ہونے والے گناہوں سے اللہ تعالیٰ کی مغفرت مسلسل طلب کرتا ہے لیکن جو شخص مسلسل گناہ کئے چلا جا رہا ہے اور ساتھ ساتھ یہ سمجھ رہا ہے کہ اللہ بڑا غفور اور رحیم ہے اسے یقین کر لینا چاہئے کہ وہ سراسر شیطان کے فریب میں مبتلا ہے جس کا انجام ہلاکت اور بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

کچھ مدت کے لئے جہنم میں جانے والے لوگ:

مذکورہ عنوان سے کتاب میں ایک باب شامل کیا گیا ہے جس میں ان مسلمانوں کے جہنم میں جانے کا ذکر ہے جو بعض کبیرہ گناہوں کی وجہ سے پہلے جہنم میں جائیں گے اور اپنے گناہوں کی سزا بھگتنے کے بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ مذکورہ باب کے لئے ہم نے صرف انہی احادیث کا انتخاب کیا ہے جن

میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر دَخَلَ النَّار)وہ آدمی جہنم میں داخل ہوے) جیسے الفاظ استعمال فرمائے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ استعمال فرمائے ہیں تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی یا ابہام پیدا نہ ہو لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ ان کبائر کے علاوہ اور ایسے کبائر نہیں ہیں جو جہنم میں جانے کا باعث بن سکتے ہیں۔ "کتاب النار" مرتب کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ لوگ جہنم کے عذاب اور عقاب سے آگاہ ہوں اور اس سے بچنے کی حتی المقدور کوشش کریں۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ لوگوں کو ان تمام کبائر سے بھی آگاہ کیا جاتا جو جہنم میں جانے کا باعث بن سکتے ہیں اس کے لئے ہم کسی طویل بحث میں پڑے بغیر امام ذہبی رحمہ اللہ کی کتاب "کتاب الکبائر" سے کبیرہ گناہوں کی فہرست درج کر رہے ہیں۔ امید ہے اللہ کے عذابوں اور عقابوں سے ڈرنے والے نیک اور متقی لوگ ان شاء اللہ اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

1۔ شرک کرنا2۔ ناحق قتل کرنا

3۔ جادو کرنااور کروانا4۔ نماز ترک کرنا

5۔ زکاۃ ادانہ کرنا6۔ بلاعذر رمضان کے روزے ترک کرنا7

۔ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا8۔ والدین کی نافرمانی کرنا

9۔ قطع رحمی کرنا10۔ زنا کرنا

11۔ عمل قوم لوط (ہم جنسی پرستی) 12۔ سود (سود لینا، دینا، سودی معاملے کی کتابت کرنااوراس کی گواہی دیناسب ایک ہی درجہ کے کبیرہ گناہ ہیں)

13۔ یتیم کامال کھانا14۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام جھوٹی بات منسوب کرنا

15۔ میدان جہاد سے بھاگنا16۔ حاکم کارعایاپر ظلم کرنااور اسے دھوکہ دینا

17۔ تکبر اور غرور کرنا18۔ جھوٹی گواہی دینا

19۔ جھوٹی قسم کھانے20۔ جوا کھیلنا

21۔ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا22۔ مال غنیمت میں خیانت کرنا

23۔ چوری کرنا24۔ ڈاکہ ڈالنا

25۔ شراب پینا26۔ ظلم کرنا

27۔ ٹیکس وصول کرنا28۔ حرام کھانا

29۔ خود کشی کرنا30۔ جھوٹ بولنا

31۔ کتاب و سنت کے خلاف فیصلہ کرنا32۔ رشوت لینا

33۔ مردوں عورتوں کا ایک دوسرے کی34۔ دیوث بننا

مشابہت اختیار کرنا

35۔ حلالہ نکالنا اور نکلوانا36۔ پیشاب سے احتیاط نہ کرنا

37۔ ریا اور نمائش سے کام لینا38۔ دنیا حاصل کرنے کے لئے علم دین سیکھنا اور علم دین چھپانا

39۔ خیانت کرنا40۔ احسان جتلانا

41۔ تقدیر کا انکار کرنا42۔ دوسروں کے راز ٹٹولنا

43۔ چغل خوری اور غیبت کرنا44۔ لعنت کرنا

45۔ وعدہ خلافی کرنا46۔ نجومی کی تصدیق کرنا

47۔ شوہر سے بیوی کا بد اخلاقی سے پیش آنا48۔ تصویر بنانا

49۔ نوحہ اور بین کرنا50۔ سر کشی کرنا

51۔ غلام، لونڈی اور بیوی سے بد سلوکی کرنا

52۔ پڑوسی کو اذیت پہنچانا

53۔ عام مسلمانوں کو تکلیف دینا54۔ کسی مسلمان پر دست درازی کرنا

55۔ تہبند ٹخنوں کے نیچے رکھنا56۔ مردوں کا ریشم اور سونا استعمال کرنا

57۔ غلام کا بھاگنا58۔ غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا

59۔ حقیقی باپ کی بجائے کسی دوسرے کی

60۔ ناحق لڑائی جھگڑا کرنا طرف نسبت کرنا

61۔ اپنی ضرورت سے زائد پانی دوسرے کو

62۔ ناپ تول میں کمی کرنا نہ لینے دینا63۔ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا

64۔ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا65۔ بلا عذر مستقل بلا جماعت نماز ادا کرنا

66۔ غیر شرعی وصیت کرنا

67۔ کسی کو دھوکہ اور فریب دینا68۔ اسلامی حکومت کی جاسوسی کرنا

69۔ اصحاب رسول کو گالی دینا[1]

یہ سارے گناہ وہ کبیرہ گناہ ہیں جن میں سے کسی ایک کا ارتکاب بھی انسان کو جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے، لہٰذا جہنم سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ:

اولاً: مذکورہ بالا تمام کبیرہ گناہوں سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

ثانیاً: اگر کبھی بشری تقاضوں کے تحت کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو احساس ہوتے ہی فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ استغفار کی جائے اور آئندہ اس گناہ کے قریب نہ جانے کا پختہ عزم کیا جائے۔

ثالثاً: اگر اس گناہ میں کسی آدمی کی حق تلفی ہوئی ہو تو اس کی تلافی کی جائے یا اس سے معافی مانگی جائے اگر کسی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو (مثلاً وہ شخص فوت ہو چکا ہو) تو اس کے حق میں بکثرت استغفار کیا جائے۔

رابعاً: صغیرہ گناہوں کو معاف کرنے والے نیک اعمال مثلاً نفلی نماز، نفلی روزہ، نفلی صدقہ و خیرات وغیرہ بکثرت کئے جائیں لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ کسی بھی صغیرہ گناہ پر عمداً مداومت اختیار کرنا صغیرہ گناہ کو کبیرہ بنا دیتا ہے جس کے لئے توبہ کرنی ضروری ہے۔ نیک اعمال کے ساتھ از خود معاف ہونے والے صغیرہ گناہ صرف وہی ہیں جو لاشعوری طور پر انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ مذکورہ امور کی پابندی کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے قوی امید رکھنی چاہئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ضرور جہنم کے عذاب سے بچائے گا اور اپنی نعمتوں بھری جنت میں داخل فرمائے گا۔ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز

حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ وَ سُنَّۃُ نَبِیِّہٖ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے دین اسلام کی ہر لحاظ سے تکمیل فرمادی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ "یعنی آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔" (سورہ مائدہ، آیت نمبر 3)

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ((لَقَدْ جِئْتُکُمْ بِھَا بَیْضَاءَ نَقِیَّۃً)) " میں ایک واضح اور روشن شریعت لے کر تمہارے پاس آیا ہوں۔" (مسند احمد) ایک دوسری جگہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ((لَیْلُھَا کَنَھَارِھَا)) " میری شریعت کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔" (ابن ابی عاصم) گویا اس دین میں اب نہ تو کسی اضافہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی بات مبہم اور غیر واضح چھوڑی گئی ہے۔ عقائد کا معاملہ ہو یا عبادات کا، حقوق کا معاملہ ہو یا معاشرت کا، ترغیب کا معاملہ ہو یا ترہیب کا، سب چیزوں کے بارے میں جتنا کچھ بتلانا مقصود تھا وہ سب اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلا دیا ہے جنت کی ترغیب اور جہنم سے ترہیب کے لئے جن جن باتوں کی ضرورت تھی وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں ارشاد فرمادی ہیں۔ قرآن مجید کا کوئی صفحہ ایسا نہیں جس پر کسی نہ کسی صورت میں جنت یا جہنم کا تذکرہ موجود نہ ہو۔ قرآن مجید کی 114 سورتوں میں سے ایک کثیر تعداد ایسی سورتوں کی ہے جو صرف حشر نشر، حساب کتاب اور جنت و جہنم کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ان کی مزید وضاحت اور تفسیر فرمادی ہے۔ اس کے باوجود ہمارے ہاں جنت اور جہنم کے موضوع پر لکھی گئی کتب میں ترغیب یا ترہیب کے لئے من گھڑت قصے کہانیاں [1] بزرگان دین کے خواب، اولیاء کرام کے مراقبے اور مکاشفے نیز ضعیف اور موضوع روایات بڑے اہتمام سے بیان کی گئی ہیں ہمارے نزدیک یہ ساری چیزیں شریعت اسلامیہ میں اضافہ ہیں جو سراسر باطل اور گمراہ کن ہیں اس طرز عمل میں اللہ اور اس کے رسول کی واضح طور پر نافرمانی اور مخالفت پائی جاتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ﴾

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔'' (سورہ حجرات، آیت نمبر 1) دینِ اسلام کی بنیاد دو بڑی واضح اور روشن چیزوں پر ہے۔ اللہ کی کتاب اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، ہمارا عقیدہ اور ایمان ان دو چیزوں سے آگے بڑھنے کی ہمیں اجازت نہیں دیتا نہ ہی ہم اپنے اندر اتنی ہمت پاتے ہیں کہ بزرگان دین کے خوابوں، اکابرین کے مراقبوں اور اولیاء کرام کے مکاشفوں یا پھر پیروں، فقیروں کے من گھڑت قصے کہانیوں کو لوگوں کے سامنے اللہ کا دین بنا کر پیش کریں اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں مجرم کی حیثیت سے پیش ہوں ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ﴾ '' میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس بات سے کہ جاہلوں میں شامل ہو جاؤں۔'' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو خود یہ تاکید فرمائی ہے کہ گمراہی سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی کتاب اور میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((اِنِّیْ قَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ فَلَنْ تَضِلُّوْا اَبَدًا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ))

''میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں جسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔'' (مستدرک حاکم) ہم نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سنا اور اطاعت کی ﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾ ہدایت اور نجات کے لئے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہمارے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ کسی تیسری چیز کی طرف ہمیں دیکھنے کی ضرورت ہے نہ حاجت ﴿حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ نَبِيِّهٖ﴾

☆☆☆

رَبَّنَا!

اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ

إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا

إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا

(25: 65۔ 66)

اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے

اس کا عذاب تو چمٹ جانے والا ہے

بے شک جہنم بہت ہی بڑا ٹھکانہ اور بہت ہی بری جگہ ہے۔

(سورہ فرقان، آیت 65۔66)

اِثْبَاتُ وُجُوْدُ النَّارِ

جہنم کے وجود کا ثبوت

مسئلہ 1: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کا مشاہدہ فرمایا۔

عَنْ جَابِرٍ ص عَنِ النَّبِیِّ ا قَالَ ((رَأَیْتُ اَبَا ثُمَامَةَ عَمْرِو بْنِ مَالِکٍ یَجُرُّ قُصَبَهٗ فِی النَّارِ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”میں نے ابو ثمامہ عمرو بن مالک کو جہنم میں دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔“ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسئلہ 2: قبر میں جہنمی کو جہنم میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیه وسلم ((اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَاِنَّهٗ یُعْرَضُ عَلَیْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ فَاِنْ کَانَ مِنْ اَہْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَہْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَہْلِ النَّارِ فَمِنْ اَہْلِ النَّارِ)) رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب تم میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو اسے صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر جنتی ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر جہنمی ہے تو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔“ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

اَبْــوَابُ النَّــارِ

جہنم کے دروازے م

سئلہ 3: جہنم کے سات دروازے ہیں۔

مسئلہ 4: تمام جہنمی اپنے اپنے گناہوں کے مطابق مخصوص دروازوں سے داخل ہوں گے۔

﴿ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُہُمْ اَجْمَعِيْنَ ، لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِّكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴾ (15:43ـ44)

"شیطان کی پیروی کرنے والے تمام انسانوں کے لئے جہنم کی وعید ہے جس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے جہنمیوں میں سے ایک حصہ مخصوص کر دیا گیا ہے۔(سورہ حجر، آیت 44ـ43)

مسئلہ 5: قیامت کے روز فرشتے جہنم کے بند دروازے کھولیں گے تا کہ جہنمیوں کو الگ الگ گروہوں میں داخل کیا جا سکے۔ وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 192 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ مسئلہ 6: جہنمیوں کو جہنم میں داخل کرنے کے بعد جہنم کے دروازے سختی سے بند کر دیئے جائیں گے۔ وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 133 تا 146 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

دَرَكَاتُ النَّارِ

جہنم کے درجات

(نَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِهَا بِأَنَّهٗ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ ہُوَ الْاَحَدُ الصَّمَدَ الَّذِیْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ)

مسئلہ 7: جہنم کے مختلف درجات ہیں سب سے نچلے درجہ میں شدید ترین عذاب ہو گا اور اوپر والے درجہ میں سب سے کم تر درجہ کا عذاب ہو گا۔

عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ص اَنَّهٗ قَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ہَلْ نَفَعْتَ اَبَا طَالِبٍ بِشَيْئٍ فَاِنَّهٗ كَانَ يَحُوْطُكَ وَ يَغْضَبُ لَكَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم (نَعَمْ ہُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَ لَوْ لاَ اَنَا لَكَانَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ابو طالب آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کے لئے (دوسرے لوگوں سے) ناراض ہوتے تھے کیا یہ چیز ان کے کسی کام آئے گی؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہاں! اب وہ جہنم کے اوپر کے درجہ میں ہیں اگر میں ان کے لئے سفارش نہ کرتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوتے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔
مسئلہ 8: منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔

﴿ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ، ﴾ (4:145)

"یقینا منافق جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے اور تم کسی کو ان کا مدد گار نہ پاؤ گے۔" (سورہ نساء، آیت نمبر 145)

مسئلہ 9: جہنم کے درجات مختلف گناہوں کے مطابق مختلف عذابوں کے لئے مخصوص ہوں گے۔واللہ اعلم بالصواب!

عَنْ سَمُرَةَ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ اِلٰى كَعْبَيْهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهٗ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهٗ اِلٰى عُنُقِهٖ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا "بعض لوگوں کو آگ ٹخنوں تک جلائے گی، بعض لوگوں کو کمر تک جلائے گی اور بعض لوگوں کو گردن تک جلائے گی۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ا قَالَ ((تَأْكُلُ النَّارُ اِبْنَ آدَمَ اِلاَّ اَثَرَ السُّجُوْدِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ اَنْ تَأْكُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ)) ۔رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ[2] (صحیح)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' آگ ابن آدم کے سارے جسم کو کھائے گی لیکن سجدہ والی جگہ کو نہیں کھائے گی اللہ تعالیٰ نے آگ پر سجدہ والی جگہ کو کھانا حرام کر دیا ہے۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 10: جہنم کا ایک درجہ "الجحیم" (بھڑکتی ہوئی آگ کا گڑھے) ہے۔

﴿فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ، وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ، فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ،﴾ (39-37:79)

"جس نے سرکشی اختیار کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی اس کا ٹھکانا بھڑکتی ہوئی آگ کا گڑھا ہوگا۔" (سورہ نازعات، آیت نمبر 39-37)

مسئلہ 11: جہنم کا دوسرا درجہ "اَلْحُطَمَۃ" (چکنا چور کر دینے والی) ہے۔

﴿كَلاَّ لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ، وَمَا اَدْرٰكَ مَا الْحُطَمَةُ ، نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ﴾ (6-4:104)

"ہرگز نہیں وہ شخص چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا اور تم کیا جانو وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ کیسی ہے۔ اللہ کی آگ ہے خوب بھڑکتی ہوئی۔" (سورہ ہمزہ، آیت نمبر 6-4)

مسئلہ 12: جہنم کا تیسرا درجہ "هَاوِيَة" (گہری کھائی (ہے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ، فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ، وَمَآ اَدْرٰكَ مَاهِيَةٌ، نَارٌ حَامِيَةٌ،﴾ (11-8:101)

"اور جن کے پلڑے (میزان) ہلکے ہوں گے ان کی جگہ گہری کھائی ہو گی اور تمہیں کیا معلوم وہ گہری کھائی کیا ہے۔ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔" (سورہ قارعہ، آیت نمبر 11-8)

مسئلہ 13: جہنم کا چوتھا درجہ "سَقَرَ" (سخت جھلسا دینے والی) ہے۔

﴿سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ، وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ ، لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ، لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ،﴾ (29-26:74)

"عنقریب میں اسے سخت جھلسا دینے والی جگہ میں جھونک دوں گا تم کیا جانو وہ سخت جھلسا دینے والی جگہ کیا ہے۔ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے کھال کو جلا کر کالا کر دینے والی۔" (سورہ مدثر، آیت نمبر 29-26)

مسئلہ 14: جہنم کا پانچواں درجہ "لظی" (بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹ) ہے

﴿كَلَّآ اِنَّهَا لَظٰى ، نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ، تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ، وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ،﴾ (18-15:70)

"ہرگز نہیں، وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹ ہے جو سر اور منہ کی کھال ادھیڑ دے گی پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے حق سے منہ موڑا، پیٹھ پھیری مال جمع کیا اور خرچ نہ کیا۔" (سورہ معارج، آیت نمبر 18-15)

مسئلہ 15: جہنم کا چھٹا درجہ "سَعِیْر" (دہکتی ہوئی آگ) ہے

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ، فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ،﴾ (11-10:67)

"ہرگز نہیں وہ شخص چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا اور تم کیا جانو وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ کیسی ہے۔ اللہ کی آگ ہے خوب بھڑکتی ہوئی۔" (سورہ ہمزہ، آیت نمبر 6-4)

مسئلہ 12: جہنم کا تیسرا درجہ "هَاوِيَة" (گہری کھائی) ہے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ، فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ، وَمَآ اَدْرٰكَ مَا هِيَهْ ، نَارٌ حَامِيَةٌ ،﴾ (11-8:101)

"اور جن کے پلڑے (میزان) ہلکے ہوں گے ان کی جگہ گہری کھائی ہو گی اور تمہیں کیا معلوم وہ گہری کھائی کیا ہے۔ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔" (سورہ قارعہ، آیت نمبر 11-8)

مسئلہ 13: جہنم کا چوتھا درجہ ''سَقَرَ'' (سخت جھلسا دینے والی) ہے۔

﴿سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ، وَ مَآ اَدْرٰکَ مَا سَقَرُ ، لاَ تُبْقِیْ وَ لاَ تَذَرُ ، لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ، ﴾ (26:74_29)

''عنقریب میں اسے سخت جھلسا دینے والی جگہ میں جھونک دوں گا تم کیا جانو وہ سخت جھلسا دینے والی جگہ کیا ہے۔ نہ باقی رکھے نہ چھوڑے کھال کو جلا کر کالا کر دینے والی۔'' (سورہ مدثر، آیت نمبر 29_26)

مسئلہ 14: جہنم کا پانچواں درجہ ''لظٰی'' (بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹ) ہے

﴿کَلاَّ اِنَّهَا لَظٰی ، نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰی ، تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰی ، وَ جَمَعَ فَاَوْعٰی ، ﴾ (15:70_18)

''ہر گز نہیں، وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپیٹ ہے جو سر اور منہ کی کھال ادھیڑ دے گی پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے حق سے منہ موڑا، پیٹھ پھیری مال جمع کیا اور خرچ نہ کیا۔'' (سورہ معارج، آیت نمبر 18_15)

مسئلہ 15: جہنم کا چھٹا درجہ ''سَعِیْر'' (دہکتی ہوئی آگ) ہے

﴿وَ قَالُوْا لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ، فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ، ﴾ (10:67_11)

''قیامت کے روز کافر کہیں گے کاش ہم (دنیا میں) غور سے سنتے یا سمجھتے تو آج اس دہکتی ہوئی آگ کے سزاواروں میں شامل نہ ہوتے اس طرح وہ اپنے قصوروں کا خود اعتراف کریں گے لعنت ہے ان جہنمیوں پر۔'' (سورہ ملک، آیت نمبر 11_10)

مسئلہ 16: جہنم کے ایک درجہ کا نام ''زمھریر'' ہے جس میں شدید سردی کا عذاب دیا جائے گا۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 125 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 17: جہنم کی ایک وادی کا نام ''ویل'' (ہلاکت اور بربادی) بھی ہے۔

﴿اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ، لاَّ ظَلِیْلٍ وَّ لاَ یُغْنِیْ مِنَ اللَّهَبِ ، اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ ، کَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ، وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ، ﴾ (30:77_34)

"کافروں کو حکم ہو گا چلو اس سائے کی طرف جو تین شاخوں والا ہے نہ ٹھنڈک پہنچانے والا نہ آگ کی لپیٹ سے بچانے والا آگ محل جیسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکے گی یوں محسوس ہو گا جیسے زرد رنگ کے اونٹ ہیں ہلاکت اور بربادی ہو گی اس روز جھٹلانے والوں کے لئے۔"(سورہ مرسلات، آیت نمبر34-30)

☆☆☆

سَعَـــةُ النَّـارِ

جہنم کی وسعت

مسئلہ 18: جہنم میں گرنے والا پتھر ستر سال کے بعد جہنم کی تہ تک پہنچتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ : کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذْ سَمِعَ وَجْبَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ ا ((أَ تَدْرُوْنَ مَا ہٰذَا؟)) قَالَ : قُلْنَا اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ . قَالَ ((ہٰذَا حَجَرٌ رُمِیَ بِہٖ فِی النَّارِ مُنْذُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا فَھُوَ یَھْوِیْ فِی النَّارِ اَلْاٰنَ حَتّٰی اِنْتَھٰی اِلٰی قَعْرِہَا)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک دفعہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ اچانک دھماکے کی آوز سنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا" جانتے ہو یہ آواز کیسی ہے؟" راوی کہتے ہیں، ہم نے عرض کیا" اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" یہ ایک پتھر تھا جو آج سے ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا اور وہ آگ میں گرتا چلا جارہا تھا حتّٰی کہ اب جہنم کی تہ تک پہنچا ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 19: جہنم کی گہرائی زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یَقُوْلُ ((اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَکَلَّمُ بِالْکَلِمَۃِ یَنْزِلُ بِھَا فِی النَّارِ اَبْعَدَ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے' بندہ کوئی ایسی بات زبان سے کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے سے بھی نیچے چلا جاتا ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 20: جہنم کے ایک احاطہ کی دو دیواروں کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رضی اللّٰہ عنہ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّہٗ قَالَ ((لَسُرَادِقُ النَّارِ أَرْبَعَةُ جُدُرٍ بَیْنَ کُلِّ جِدَارٍ مِثْلُ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً)) رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی [1] (صحیح)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جہنم کا احاطہ چار دیواروں پر مشتمل ہے ہر دیوار کے درمیان چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ ہے۔“ اسے ابو یعلیٰ نے روایت کیا ہے

مسئلہ 21: جہنم میں ایک ایک کافر کے کان اور کندھے کے درمیان ستر سال کی مسافت کا فاصلہ ہو گا۔

عَنْ مُجَاہِدٍ رَحِمَہُ اللّٰہِ قَالَ لِیْ اِبْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا أَتَدْرِیْ مَا سَعَةُ جَهَنَّمَ ؟ قُلْتُ : لاَ ، قَالَ : اَجَلْ وَاللّٰہِ مَا تَدْرِیْ اِنَّ بَیْنَ شَحْمَةِ اُذُنِ اَحَدِہِمْ وَ بَیْنَ عَاتِقِہٖ مَسِیْرَةَ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا یَجْرِیْ فِیْہَا اَوْدِیَةُ الْقَیْحِ وَ الدَّمِ ، قُلْتُ : اَنْہَارٌ ؟ قَالَ : لاَ بَلْ اَوْدِیَةٌ ۔ رَوَاہُ اَبُوْ نَعِیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ [2] (صحیح)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا ”کیا تمہیں جہنم کی وسعت کا علم ہے ؟“ میں نے عرض کیا ”نہیں !“ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ہاں، واللہ ! تم نہیں جانتے (سنو) جہنمی کے کان کی لو سے لے کر کندھے تک ستر سال کی مسافت کا فاصلہ ہو گا جس کے درمیان پیپ اور خون کی وادیاں بہیں گی۔“ میں نے عرض کیا ”کیا نہریں بہیں گی ؟“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”نہیں بلکہ وادیاں) نہروں سے زیادہ وسیع (بہیں گی۔“ اسے ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔

مسئلہ 22: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہزار میں سے نو سو ننانوے آدمی جہنم میں جائیں گے۔ وضاحت حدیث مسئلہ نمبر 39 کے تحت ملاحظہ فرمائیں

مسئلہ 23: ایک ہزار آدمیوں میں سے نو سو ننانوے جہنم میں جانے کے باوجود جہنم میں جگہ بچ جائے گی اور جہنم مزید لوگوں کا مطالبہ کرے گی۔

﴿ یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ ہَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ ہَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ ﴾ (50:30)

”قیامت کے دن ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی ہے۔ وہ کہے گی کیا اور کچھ ہے۔“ (سورہ ق، آیت نمبر 30)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ ((لاَ تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ ہَلْ مِنْ مَزِیْدٍ ؟ حَتّٰی یَضَعَ فِیْہَا رَبُّ الْعِزَّةِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی قَدَمَہٗ فَتَقُوْلُ : قَطْ قَطْ ، وَ عِزَّتِکَ ! وَ یُزْوٰی بَعْضُہَا اِلٰی بَعْضٍ)) رَوَاہُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جہنم مسلسل کہتی رہے گی کچھ اور ہے کچھ اور ہے ؟" حتی کہ رب العزت تبارک وتعالیٰ اپنا قدم مبارک جہنم میں ڈالیں گے تب جہنم کہے گی 'تیری عزت کی قسم !بس بس اور جہنم سمٹ جائے گی۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 24: جہنم کو میدان حشر میں لانے کے لئے چار ارب نوے کروڑ فرشتے مقرر ہوں گے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ((يُؤْتٰى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّوْنَهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'قیامت کے روز جہنم (میدان حشر میں) لائی جائے گی تو اس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

هَـــوْلُ عَـــذَابِ النَّـــارِ

جہنم کے عذاب کی ہولناکی

(اَجَارَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهَا بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ وَاِحْسَانِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَمْلِكُهَا اِلَّا هُوَ)

مسئلہ 25: کافروں کو دور سے آتے دیکھ کر جہنم غیظ وغضب سے ایسی آوازیں نکالے گی جس سے کافروں کے اوسان خطا ہو جائیں گے۔

﴿اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّ زَفِيْرًا ﴾(25:12)

"جب جہنم کافروں کو دور سے دیکھے گی تو کافر جہنم کا غصے سے چیخنا چلانا سن لیں گے۔" (سورہ فرقان، آیت نمبر 12)

وضاحت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب جہنمی کو جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا تو جہنم چیخے گی اور ایک ایسی جھرجھری لے گی کہ تمام اہل محشر خوف زدہ ہو جائیں گے۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جہنم غصے سے تھر تھرائے گی، شور وغل، چیخ وپکار اور جوش وخروش شروع کرے گی تو اس وقت تمام مقرب فرشتے اور ذی رتبہ انبیاء کانپنے لگیں گے یہاں تک کہ خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور عرض کریں گے" یا اللہ !میں آج تجھ سے صرف اپنی جان کی سلامتی چاہتا ہوں اور کچھ نہیں مانگتا۔" ایک

مر تبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ساتھ لے کر جارہے تھے کہ راستے میں ایک تنور دیکھا جس میں آگ شعلے مار رہی تھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ سورہ فرقان کی مذکورہ آیت نکلی اسے سنتے ہی حضرت ربیع رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے چارپائی پر ڈال کر انہیں گھر پہنچایا گیا۔ صبح سے لے کر دوپہر تک حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس بیٹھے رہے لیکن انہیں ہوش نہ آیا۔ ابن کثیر

مسئلہ 26: جب کافر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو جہنم شدت انتقام سے اونچی اونچی خوفناک آوازیں نکالے گی۔

﴿ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّ هِىَ تَفُوْرُ ، تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ، ﴾ (67:8-7)

"جب کافر جہنم میں پھینکے جائیں گے تو وہ جہنم کے دھاڑنے کی ہولناک آوازیں سنیں گے جہنم جوش کھا رہی ہو گی ایسا معلوم ہو گا کہ غصہ کے مارے ابھی پھٹ جائے گی۔" (سورہ ملک، آیت نمبر 8-7)

مسئلہ 27: جہنم کافروں سے انتقام لینے کے لئے سخت بے چین ہو گی۔

﴿ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ، لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ، لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ، ﴾ (78:21-23)

"بے شک جہنم گھات کی جگہ ہے، سرکشوں کا ٹھکانا وہی ہے، اس میں وہ صدیوں تک پڑے رہیں گے۔" (سورہ نباء، آیت نمبر 23-21)

مسئلہ 28: جہنم کی آگ بھڑکانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو نہایت تند خو، بے رحم اور سخت گیر ہیں۔

ان فرشتوں کی تعداد انیس ہے۔

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ، ﴾ (66:6)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے جس پر نہایت تند خو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو حکم انہیں دیا جاتا ہے اسے بجالاتے ہیں۔" (سورہ تحریم، آیت نمبر 6)

﴿ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ، ﴾ (74:30)

"جہنم پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔" (سورہ مدثر، آیت نمبر 30)

مسئلہ 29: جہنم کا عذاب دیکھتے ہی کافروں کے چہرے کالے سیاہ ہو جائیں گے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا وَ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ كَاَنَّمَا اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ، ﴾ (27:10)

”جن لوگوں نے گناہ کئے ہیں انہیں گناہ کے مطابق ہی بدلہ دیا جائے گا ذلت ان پر مسلط ہو گی انہیں اللہ تعالیٰ سے بچانے والا کوئی نہیں ہو گا ان کے چہروں پر ایسی تاریکی چھائی ہو گی جیسے رات کے سیاہ پردے ان پر پڑے ہوئے ہوں یہ لوگ آگ والے ہیں جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“ (سورہ یونس، آیت نمبر 27)

مسئلہ 30: جہنمیوں کی کھال جب جل جائے گی تو فوراً دوسری کھال پیدا کر دی جائے گی تاکہ عذاب کے تسلسل میں وقفہ نہ آئے

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ، ﴾ (56:4)

”بے شک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو ماننے سے انکار کیا ہے انہیں ہم یقیناً آگ میں جھونکیں گے جب ان کے بدن کی کھال گل جائے گی تو اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تاکہ وہ عذاب کا خوب مزہ چکھیں، اللہ غالب بھی ہے اور حکمت والا بھی ہے۔“ (سورہ نساء، آیت نمبر 56)

مسئلہ 317 جہنم کے عذاب سے تنگ آکر جہنمی موت مانگیں گے لیکن موت نہیں آئے گی

﴿ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ، لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ، ﴾ (13:25-14)

”جب کافر دست و پابستہ جہنم میں ایک تنگ جگہ ٹھونسے جائیں گے تو اپنی موت کو پکارنے لگیں گے۔ (اس وقت ان سے کہا جائے گا) آج ایک موت کو نہیں بہت سی موتوں کو پکارو۔“ (سورہ فرقان، آیت نمبر 14-13)

مسئلہ 32: جہنم کی آگ جیسے ہی دھیمی ہونے لگے گی تو فرشتے اسے فوراً بھڑکا دیں گے۔

﴿ وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ، ﴾ (97:17)

"جسے اللہ ہدایت دے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسے وہ گمراہ کرے اس کے لئے تم اللہ کے سوا کسی دوسرے کو حامی و ناصر نہیں پاسکتے ان لوگوں کو ہم قیامت کے روز اندھے، گونگے اور بہرے بنا کر منہ کے بل کھینچ لائیں گے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب کبھی اس کی آگ دھیمی ہونے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔" (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 97)

مسئلہ 33: جہنمیوں کے عذاب میں پل بھر کے لئے بھی کمی نہیں کی جائے گی

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لاَ يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لاَ يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِىْ كُلَّ كَفُوْرٍ ، ﴾ (36:35)

"اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کا قصہ پاک کیا جائے گا کہ مر جائیں نہ ان کے لئے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔" (سورہ فاطر، آیت نمبر 36)

مسئلہ 34: جہنم کا عذاب دیکھ کر تمام انبیاء کرام اللہ تعالیٰ سے صرف اپنی اپنی سلامتی کی درخواست کریں گے وضاحت: مسئلہ حدیث نمبر 312۔311 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 35: جہنم کا عذاب جان کو چمٹ جانے والا ہو گا۔

﴿ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ، اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا، ﴾ (65:25۔66)

"اللہ کے بندے (دنیا میں) دعا مانگتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔ اس کا عذاب تو جان کا لاگو ہے وہ تو بڑا ہی برا ٹھکانا اور بہت ہی بری جگہ ہے۔" (سورہ فرقان، آیت نمبر 66۔65)

مسئلہ 36: ساری زندگی دنیا کی بڑی بڑی نعمتوں سے مستفید ہونے والا شخص جہنم کی ایک جھلک دیکھتے ہیں دنیا کی ساری نعمتوں کو بھول جائے گا

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضى الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ((يُؤْتٰى بِاَنْعَمِ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِى النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ : يَا ابْنَ آدَمَ ! هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيْمٌ قَطُّ ؟ فَيَقُوْلُ : لاَ وَاللّٰهِ ! يَا رَبِّ ! وَ يُؤْتٰى بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِى الدُّنْيَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِى الْجَنَّةِ ، فَيُقَالُ لَهُ : يَا ابْنَ آدَمَ ! هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ ؟ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ ؟ فَيَقُوْلُ : لاَ وَاللّٰهِ ! يَا رَبِّ ! مَا مَرَّ بِىْ مِنْ بُؤْسٍ قَطُّ ، وَ لاَ رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"قیامت کے روز ایسے شخص کو لایا جائے گا جس کا جہنم میں جانا طے ہو چکا ہو گا دنیا میں اس نے زیادہ عیش و عشرت کی ہو گی اسے دوزخ میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا" اے ابن آدم! کیا دنیا میں تو نے کوئی نعمت دیکھی، کبھی دنیا میں تمہارا ناز و نعم سے واسطہ پڑا؟"وہ کہے گا' اے میرے رب! تیری قسم کبھی نہیں۔"پھر ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جو جنتی ہو گا لیکن دنیا میں بڑی تکلیف کی زندگی بسر کی ہو گی اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا "اے ابن آدم! کبھی دنیا میں تو نے کوئی تکلیف دیکھی یا رنج و غم سے کبھی تمہارا واسطہ پڑا؟"وہ کہے گا"اے میرے رب! تیری قسم کبھی نہیں۔ مجھے تو نہ کبھی رنج و غم سے واسطہ پڑا نہ کوئی دکھ یا تکلیف دیکھی۔"اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 37: جہنم میں موت نہیں ہو گی، موت ہوتی تو جہنمی جہنم کے عذاب سے گھبرا کر مر جاتے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللّٰه عنه یَرْفَعُهٗ قَالَ ((اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ اُتِیَ بِالْمَوْتِ کَالْکَبْشِ الْاَمْلَحِ فَیُوْقَفُ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَیُذْبَحُ وَہُمْ یَنْظُرُوْنَ فَلَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ فَرَحًا لَمَاتَ اَہْلُ الْجَنَّةِ وَ لَوْ اَنَّ اَحَدًا مَاتَ حُزْنًا لَمَاتَ اَہْلُ النَّارِ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ [2](صحیح)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"قیامت کے روز موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں جنت اور جہنم کے درمیان کھڑی کی جائے گی اور اسے ذبح کیا جائے گا جنتی اور جہنمی لوگ اسے دیکھ رہے ہوں گے اگر خوشی سے مرنا ممکن ہوتا تو جنتی خوشی سے مر جاتے اور اگر غم سے مرنا ممکن ہوتا تو جہنمی غم سے مر جاتے۔"اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

[1]کتاب صفة المنافقین، باب صبغ انعم اہل الدنیا فی النار وصبغ [2] ابواب صفة الجنة ،ما جاء خلود اہل الجنة و اہل النار (2، 2073)

شِدَّةُ حَرِّ النَّارِ

جہنم کی آگ کی شدت

(اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ حَرِّالنَّارِ بِفَضْلِکَ وَ مَنِّکَ وَ کَرَمِکَ وَ اَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ وَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ وَ اَجْوَدُ الْاَجْوَدِیْن)

مسئلہ 38: جہنم کی آگ کا پہلا شعلہ ہی کافر کے جسم کا سارا گوشت پوست ہڈیوں سے الگ کر دے گا۔

﴿تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كَالِحُوْنَ ، ﴾(104:23)

"آگ ان کے چہروں کو چاٹ جائے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔" (سورہ مومنون، آیت 104)

﴿كَلَّآ اِنَّهَا لَظٰى ، نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ، ﴾(16۔70:15)

"ہر گز نہیں وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی۔" (سورہ معارج، آیت 16۔15)

مسئلہ 39: جہنم کی آگ انسان کو نہ زندہ رہنے دی گی نہ مرنے دے گی۔

﴿وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سَقَرُ ، لَا تُبْقِيْ وَ لَا تَذَرُ ، لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ، ﴾(29۔74:27)

"تم کیا جانو وہ جہنم کیا ہے نہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی کھال تک جلا ڈالے گی۔(سورہ مدثر، آیت 29۔27)

﴿وَ يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ، الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ، ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ لَا يَحْيٰى ، ﴾(87: 11۔13)

"نصیحت قبول کرنے سے گریز وہی کرے گا جو انتہائی بدبخت ہے اور بڑی آگ میں جانے والا ہے جہاں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا۔" (سورہ اعلیٰ، آیت 11۔13)

مسئلہ 40: نار جہنم کے شعلے کی ایک معمولی چنگاری بہت بڑے قلعہ کے برابر ہو گی۔

﴿اِنْطَلِقُوْا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ، لَّا ظَلِيْلٍ وَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ، اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ، كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ، ﴾(33۔77:30)

"چلو(اس دھویں کے) سائے کی طرف جو قلعہ جیسی بڑی بڑی آگ کی چنگاریاں پھینکے گی(ان چنگاریوں کے ٹکڑے ایسے ہوں گے) جیسے زرد رنگ کے اونٹ۔" (سورہ مرسلات، آیت 33۔30)

مسئلہ 41: نار جہنم مسلسل بھڑکنے والی آگ ہے جو کبھی سرد نہ ہو گی۔

﴿فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ، ﴾(92:14)

''پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے خبردار کر دیا ہے۔'' (سورہ لیل، آیت 14)

﴿تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً، ﴾(88:4)

''کافر بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔''(سورہ غاشیہ، آیت 4)

﴿وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ. فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ. وَمَا اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ. نَارٌ حَامِيَةٌ، ﴾(101:8۔11)

''اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جگہ گہری کھائی ہو گی تم کیا جانو وہ گہری کھائی کیا ہے۔ وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔''(سورہ قارعہ، آیت 8۔11)

مسئلہ 42: نار جہنم کبھی سرد ہونے لگے گی تو جہنم کے داروغے اسے فوراً بھڑکا دیں گے۔

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا، ﴾ (17:97)

''جب کبھی جہنم کی آگ دھیمی ہونے لگے گی تو ہم اسے اور بھڑکا دیں گے۔''(سورہ بنی اسرائیل، آیت 97)

مسئلہ 43: نار جہنم اپنے اندر آنے والے ہر انسان کو چکنا چور کر دے گی۔

﴿كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ. وَ مَا اَدْرٰكَ مَاالْحُطَمَةُ. نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ، الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ. اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ. فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ، ﴾(104:4۔9)

'' ہرگز نہیں بلکہ (حرام مال اکٹھا کرنے والا شخص (چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا تم کیا جانو وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ کیا ہے۔ اللہ کی آگ ہے، خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں پر چڑھتی چلی جائے گی مجرموں کو بڑے بڑے ستونوں میں (باندھ کر) اوپر سے بند کر دی جائے گی۔''(سورہ ہمزہ، آیت 4۔9)

مسئلہ 44: نار جہنم کا ایندھن پتھر اور انسان ہیں۔

﴿فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ، ﴾(2:24)

''اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ آگ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔'' (سورہ بقرہ، آیت 24)

مسئلہ 45: جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ گرم ہے اور اس کے ہر حصہ میں گرمی کی اتنی ہی شدت ہے جتنی دنیا کی آگ میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللّٰه عنه اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ : ((نَارُکُمْ هٰذِهِ الَّتِیْ یُوْقِدُ اِبْنُ اٰدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِیْنَ جُزْءً ا مِنْ حَرِّ جَهَنَّم))قَالُوْا : وَاللّٰهِ ! اِنْ کَانَتْ لَکَافِیَةً یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ! قَالَ ((فَاِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَیْهَا بِتِسْعَةٍ وَّ سِتِّیْنَ جُزْءً کُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا))رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہاری یہ (دنیا کی) آگ جسے ابن آدم جلاتا ہے جہنم کی آگ کی گرمی کا سترہواں حصہ ہے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا "واللہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انسانوں کو جلانے کے لیے تو یہی دنیا کی) آگ کافی تھی؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لیکن وہ تو دنیا کی آگ سے انہتر (69) درجہ زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر حصہ اس دنیا کی آگ کے برابر گرم ہے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

[1] کتاب الجنة و صفة نعیمها ، باب جهنم اعاذنا الله منها

مسئلہ 46: جہنم کا داروغہ جہنم کی آگ مسلسل دہکا رہا ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ : قَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وسلم ((رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ قَالَ الَّذِیْ یُوْقِدُ النَّارَ مَالِکٌ خَازِنُ النَّارِ وَ اَنَا جِبْرِیْلُ وَ هٰذَا مِیْکَائِیْل))رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ[1]

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے آج رات خواب دیکھا ہے جس میں دو شخص میرے پاس آئے اور دونوں نے کہا کہ یہ جو آگ بھڑکا رہا ہے جہنم کا داروغہ ہے میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے

مسئلہ 47: اگر لوگ جہنم کی آگ دیکھ لیں تو ہنسنا چھوڑ دیں، بیویوں سے ملنے کی خواہش ترک کر دیں، شہر کی آرام دہ زندگی چھوڑ کر جنگلوں میں جا بسیں اور ہر وقت آگ سے اللہ کی پناہ طلب کرتے رہیں۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللّٰه عنه قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ((اِنِّیْ اَرٰی مَالاَ تَرَوْنَ وَ اَسْمَعُ مَالاَ تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَاءَ اَطَّتْ وَ حَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلاَّ وَ مَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلاً وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَ مَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَ لَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجَارُوْنَ اِلَی اللّٰهِ)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ [2]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے بے شک آسمان چر چرا رہا ہے اور اسے چر چرانا ہی چاہئے کیونکہ اس میں کہیں بھی ایک بالشت بھر جگہ ایسی نہیں جہاں کسی فرشتے کا سر سجدہ میں نہ ہو۔ واللہ! اگر تم وہ باتیں جان لو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنسو اور زیادہ رؤو، بستروں پر عورتوں سے لطف اندوز ہونا چھوڑ دو اور اللہ کی پناہ طلب کرنے جنگلوں اور صحراؤں کی طرف نکل جاؤ۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے وضاحت: مسند احمد کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا "یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے کیا دیکھا ہے؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں نے جنت اور جہنم دیکھی ہے۔" **والعلم عنداللّٰه!**

[1]کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم امین والملائکۃ فی السماء [2]کتاب الزہد ، باب الحزن والبکاء

مسئلہ 48: جہنم کی آگ کی لو بھی برداشت کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ص قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ((لَقَدْ جِيْئَ بِالنَّارِوَ ذٰلِكُمْ حِيْنَ رَأَيْتُمُوْنِيْ تَأَخَّرْتُ مُخَافَةَ اَنْ يُصِيْبَنِيْ مِنْ لَفْحِهَا))رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(نماز کسوف کے دوران) جہنم میرے سامنے لائی گئی اور یہ اس وقت لائی گئی جب تم نے (دوران نماز) مجھے (اپنی جگہ سے) پیچھے ہٹتے دیکھا، میں (اس وقت) (اس ڈر سے پیچھے ہٹا کہ کہیں مجھے جہنم کی لو نہ لگ جائے۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے

مسئلہ 49: گرمیوں کے موسم میں شدید ترین گرمی صرف جہنم کی آگ کی بھاپ سے پیدا ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ ((اِذَا شْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلاَةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَ اشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ! اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ. نَفَسٍ فِي الشِّتَائِ وَ نَفَسٍ فِي الصَّيْفِ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَ اَشَدَّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ))رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'جب سخت گرمی ہو تو (ظہر کی) نماز ٹھنڈے وقت پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ کی وجہ سے ہے۔ جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی اے میرے رب! گرمی کی شدت کی وجہ سے میرا ایک حصہ میرے دوسرے حصے کو کھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (اس کے بعد) اسے (سال میں) دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردیوں میں (اندر کی طرف) ایک سانس گرمیوں میں (باہر کی طرف) تم لوگ (گرمیوں میں) جو شدید گرمی پاتے ہو (وہ اس سانس کی وجہ سے ہے) اور (سردیوں میں) شدید ترین سردی جو تم پاتے ہو وہ اسی سانس کی وجہ سے ہے۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 50: بخار بھی دوزخ کی آگ کی بھاپ کے اثر سے آتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ ((اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْهَا

[1]کتاب الکسوف ، باب ما عرض علی النبی فی صلاۃ الکسوف من امر الجنة والنار [2]کتاب مواقیت الصلاۃ ، باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر

بِالْمَاءِ))رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بخار جہنم کی بھاپ سے آتا ہے، لہٰذا اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔" اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 51: جہنم کی آگ کا تصور ذہن میں رکھنے والا شخص کبھی آرام کی نیند نہیں سو سکتا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((مَا رَأَيْتُ مِثْلَ النَّارِ نَامَ هَارِبُهَا وَ لاَ مِثْلَ الْجَنَّةِ نَامَ طَالِبُهَا))رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے جہنم سے بھاگنے والے کسی شخص کو (آرام کی نیند) سوتے نہیں دیکھا نہ ہی جنت کے کسی خواہشمند کو (آرام کی نیند) سوتے دیکھا ہے۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 52: جہنم کی آگ مسلسل بھڑکانے کی وجہ سے سرخ ہونے کی بجائے شدید سیاہ ہو چکی ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: أَتَرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهِ: لَهِيَ اَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ. رَوَاهُ مَالِكٌ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "کیا تم جہنم کی آگ کو دنیا کی آگ کی طرح سرخ سمجھتے ہو وہ تو تار کول سے بھی زیادہ سیاہ ہے۔" اسے مالک نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

[1]کتاب بدء الخلق ، باب صفة النار [2] ابواب صفة جهنم ، باب منه قصة اخر اهل النار خروجا... [3] کتاب الجامع ، باب ما جاء فی صفة جهنم (5، 240)

اَهْوَنُ عَذَابِ النَّارِ

جہنم کا ہلکاترین عذاب

(اَجَارَنَا اللّٰه تَعَالٰى مِنْهَا بِكَرَمِهٖ وَمَنِّهٖ وَبِيَدِهِ الْخَيْرِ كُلِّهٖ)

مسئلہ 53: جہنم کا سب سے ہلکااور کم تر درجہ کا عذاب یہ ہو گا کہ جہنمی کے پاؤں میں آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ اَهْوَنُ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا اَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَمُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' جہنم کا سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہو گا اور اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولے گا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضى الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ((اِنَّ اَدْنٰى اَهْلِ النَّارِ عَذَاباً يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَّارٍ يَغْلِيْ دِمَاغُهٗ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ)) ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ [2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جہنم میں سب سے ہلکا عذاب اس آدمی کو ہو گا جسے آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ مسئلہ 54: کم تر درجہ کا عذاب دینے کے لئے بعض مجرموں کے پاؤں کے نیچے آگ کے انگارے رکھے جائیں گے۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رضى الله عنه يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰه صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ اِنَّ

[1] کتاب الایمان باب اہون اہل النار عذابا [2] کتاب الایمان باب اہون اہل النار عذابا

اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَاباً يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ يُوْضَعُ فِيْ اَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات کہی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ 'قیامت کے روز جس شخص کو سب سے ہلکا عذاب دیا جائے گا اس کے پاؤں کے تلوؤں کے نیچے آگ کے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جس سے اس کا دماغ (ہنڈیا کی طرح) کھولے گا۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

[1]کتاب الایمان باب اہوان اہل النار عذابا

حَالُ اَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کا حال

(اَعَاذَنَا اللّٰہ تَعَالٰی مِنْ حَالِہِمْ بِمَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ اِنَّہٗ عَلٰی مَا یَشَاءُ قَدِیْرٌ)

مسئلہ 55: جہنم کے عذاب کی وجہ سے جہنمی اونچی اونچی خوفناک آوازیں نکالیں گے اور ایسا شور وغل ہو گا کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

﴿لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّهُمْ فِیْهَا لَا یَسْمَعُوْنَ ﴾(100:21)

"جہنم میں کافر پھنکارے ماریں گے اور حال یہ ہو گا کہ وہاں کان پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔" (سورہ انبیاء، آیت نمبر100)

مسئلہ 56: جہنم میں جہنمیوں کو نہ تو موت ہی آئے گی نہ ان کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔

﴿ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا یُقْضٰى عَلَیْهِمْ فَیَمُوْتُوْا وَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا كَذٰلِكَ نَجْزِیْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴾(36:35)

"اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان کا قصہ پاک کیا جائے گا کہ مر جائیں نہ ان کے لئے جہنم کے عذاب میں کوئی کمی کی جائے گی۔"(سورہ فاطر، آیت36)

مسئلہ 57: جہنمیوں کے جسم کی کھال جیسے ہی گل سڑ جائے گی اس کی جگہ نئی کھال پیدا کر دی جائے گی تا کہ وہ مسلسل عذاب میں مبتلا رہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِیْهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَیْرَهَا لِیَذُوْقُوا الْعَذَابَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِیْزًا حَكِیْمًا ﴾(56:4)

"جن لوگوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا ہے انہیں ہم جلد ہی آگ میں جھونک دیں گے جیسے ہی ان کے جسم کی کھال گل سڑ جائے گی ویسے ہی ہم اس کی جگہ دوسری کھال پیدا کر دیں گے تا کہ وہ خوب عذاب کا مزا چکھیں بے شک اللہ اپنے (ارادے پر) غالب اور حکمت والا ہے۔" (سورہ نساء، آیت نمبر 56) مسئلہ 58: جہنمیوں کے چہرے کالے سیاہ ہوں گے۔ وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 129،29 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 59: جہنمیوں کے چہرے کی کھال جلی ہو گی اور دانت باہر نکلے ہوئے ہوں گے۔

﴿ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴾ (104:23)

"آگ جہنمیوں کے چہرے کی کھال چاٹ جائے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔" (سورہ مومنون، آیت نمبر 104)

مسئلہ 60: جہنم میں کافر کا ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہو گا۔

مسئلہ 61: جہنم میں کافر کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ((ضِرْسُ الْكَافِرِ اَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ اُحُدٍ وَغِلْظُ جِلْدِهٖ مَسِيْرَةُ ثَلاَثٍ)) ۔رَوَاهُ مُسْلِمٌ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کافر کا دانت یا اس کی کچلی (جہنم میں) احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گی۔" اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 62: بعض کافروں کی داڑھ اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہو گی اور ان کا باقی جسم بھی اسی نسبت سے بڑا ہو گا۔ وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 156 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 63: جہنم میں کافر کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گا۔

[1] كتاب الجنة و صفة نعيمها ، باب النار يدخلها الجبارون و الجنة يدخلها الضعفاء

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 157 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 64: بعض کافروں کے کان اور کندھے کے درمیان ستر (70) سال کا فاصلہ ہو گا اور ان کے جسم میں خون اور پیپ کی وادیاں بہہ رہی ہوں گی۔ وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 21 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 65: جہنم میں کافر کی کھال کی موٹائی بیالیس ہاتھ (63فٹ)ہو گی ایک دانت احد پہاڑ کے برابر ہو گا اور اس کے بیٹھنے کی جگہ مکہ مدینہ کے درمیان مسافت کے برابر ہو گی (یعنی چار سو دس کلو میٹر)

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 159 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 66: جہنمیوں کا ایک بازو "بیضاء" پہاڑ کے برابر اور ران "ورقان" پہاڑ کے برابر ہو گی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 160 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 67: بعض کافروں کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ وہ وسیع و عریض جہنم کے ایک کونے میں سما جائیں گے۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 161 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 68: متکبر لوگوں کو جہنم میں چیونٹیوں کی مانند حقیر جسم دیا جائے گا۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رضی اللّٰه عنهم عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِمْثَالَ الذَّرِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَس تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةَ الْخَبَالِ)) ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ[1] (حسن)

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم

[1]ابواب صفة القيامة الرقائق، باب منہ (2، 2025)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' قیامت کے روز تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی مانند انسانوں کی شکل میں اٹھایا جائے گا ان پر ہر طرف سے ذلت چھائی ہوئی ہو گی جہنم میں وہ ایک جیل کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام "بولس" ہو گا۔ بدترین آگ ان کو گھیر لے گی اور انہیں جہنمیوں کے جسموں سے رسنے والے)پیپ اور خون وغیرہ) پینے کو دیا جائے گا جسے "طینۃ الخبال" کہا جاتا ہے۔" اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 69: جہنم کے عذاب سے جہنمی جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہو جائیں گے۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رضی اللّٰه عنه عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ ((يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَيَخْرُجُوْنَ مِنْهَا قَدِامْتُحِشُّوْا وعَادُوْا

جُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا اَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ ، اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً))۔رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ [1]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’حساب کتاب کے بعد جنتی جنت میں چلے جائیں گے جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ (جب چاہے گا) ارشاد فرمائے گا جس آدمی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے اسے بھی جہنم سے نکال دو چنانچہ جہنمی نکالے جائیں گے اور وہ (جل کر کوئلے کی طرح) سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ نہر برسات یا نہر حیات (حدیث کے روای امام مالک رحمہ اللہ کو شک ہے کہ نہر برسات ہے یا نہر حیات) میں ڈالے جائیں گے جس سے وہ یوں (نئے سرے سے) اُگ آئیں گے جیسے کسی ندی کے کنارے دانہ اگ آتا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’کیا تم نے دیکھا نہیں کہ (ندی کے کنارے) دانہ (کیسا خوبصورت) زرد زرد اور لپٹا ہوا اگتا ہے۔‘‘ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 70: جہنمی جہنم میں اس قدر آنسو بہائیں گے کہ ان میں کشتیاں چلائی جا سکیں گی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّ اَهْلَ النَّارِ لَيَبْكُوْنَ حَتّٰى لَوْ اُجْرِيَتِ السُّفُنُ فِيْ دُمُوْعِهِمْ لَجَرَتْ وَاَنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ الدَّمَ يَعْنِيْ مَكَانَ الدَّمْعِ))۔ رواهُ الْحَاكِمُ [1] (حسن)

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’جہنمی اس قدر روئیں گے کہ اگر ان کے آنسوؤں میں کشتیاں چلائی جائیں تو چلنے لگیں) آنسو ختم ہو جائیں گے تو) جہنمی خون کے آنسو بہائیں گے یعنی پانی کے آنسوؤں کی جگہ۔‘‘ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

طَعَامُ اَهْلِ النَّارِ وَشَرَابُهُمْ

اہل جہنم کا کھانا اور پینا

(اَجَارَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهَا بِمَنِّهٖ وَفَضْلِهٖ اِنَّهٗ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ مَلِكٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَحِيْمٌ) (ا) طَعَامُ اَہْلِ النَّارِ

(ا) جہنمیوں کے کھانے

مسئلہ 71: جہنمیوں کو جہنم میں درج ذیل چار قسم کے کھانے دیئے جائیں گے۔

1۔ زَقُّوْمِ... تھوہر

2۔ ضَرِیْعٍ... کانٹے دار گھاس

3۔ غِسْلِیْنَ... زخموں کے دھوون کی غلاظت

4۔ ذَا غُصَّةٍ... حلق میں پھنس پھنس کر اترنے والا کھانا

5۔ زَقُّوْمِ تھوہر

مسئلہ 72: بدبودار، کڑوا، کانٹے دار تھوہر) زقوم) جہنمیوں کا کھانا ہو گا، جو جہنم کی تہ میں اُگتا ہے اور اس کے شگوفے زہریلے سانپوں کے سر جیسے ہیں۔
مسئلہ 73: تھوہر کھانے کے بعد کھولتا ہوا پانی جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا۔

مسئلہ 74: ضیافت خانہ جہنم میں ضیافت کے بعد جہنمیوں کو ان کی اپنی اپنی جگہ پر واپس پہنچا دیا جائے گا۔

﴿ اَذٰلِکَ خَیْرٌ نُّزُلاً اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ، اِنَّا جَعَلْنٰھا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِیْنَ ، اِنَّھَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ، طَلْعُھَا کَاَنَّہٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ، فَاِنَّھُمْ لَاٰکِلُوْنَ منْھَا فَمَالِؤنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ ، ثُمَّ اِنَّ لَھُمْ عَلَیْھَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ، ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَھُمْ لاَ اِلَی الْجَحِیْمِ ، ﴾ (37:62۔67)

"یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے فتنہ بنایا ہے زقوم وہ درخت ہے جو جہنم کی تہ میں اگتا ہے اس کے شگوفے ایسے ہیں جیسے سانپوں کے سر، جہنمی یہی (تھوہر کا درخت) کھائیں گے اور اسی سے اپنا پیٹ بھریں گے کھانے کے بعد پینے کے لئے انہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی آتش دوزخ کی طرف ہو گی (جہاں سے پانی پلانے کے لئے لائے گئے تھے)" (سورہ صافات، آیت نمبر 62 تا 67)

مسئلہ 75: زقوم کا زہر پیٹ میں ایسی تکلیف دے گا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مار رہا ہے۔

﴿ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ، طَعَامُ الْاَثِیْمِ ، کَالْمُھْلِ یَغْلِیْ فِی الْبُطُوْنِ ، کَغَلْیِ الْحَمِیْمِ ، ﴾ (44:43۔46)

"جہنم میں زقوم کا درخت گناہ گاروں کا کھانا ہو گا (دیکھنے میں) تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا، پیٹ میں اس طرح جوش مارے گا جیسے گرم پانی کھولتا ہے۔" (سورہ دخان، آیت نمبر 43 تا 46)

مسئلہ 76: جہنمیوں کا کھانا(تھوہر)اس قدر زہریلا ہو گا کہ اگر اس کا ایک قطرہ دنیا میں گرا دیا جائے تو وہ ساری دنیا کے اسباب معیشت کو تباہ کر دے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم ((لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنَ الزَّقُّوْمِ قُطِرَتْ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا لاَفَسَدَتْ عَلٰى اَهْلِ الدُّنْيَا مَعَيِشَهُمْ فَكَيْفَ بِمَنْ تَكُوْنُ طَعَامُهٗ)) ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَالنِّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةِ[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"اگر تھوہر کا ایک قطرہ دنیا میں گرا دیا جائے تو ساری دنیا کے جانداروں کے اسباب زندگی)یعنی خورد ونوش کی چیزیں)تباہ کر دے پھر اس شخص کا کیا حال ہو گا جس کی خوراک ہی تھوہر ہو۔"اسے احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے وایت کیا ہے۔

2۔ ضَرِيْعٍ

کانٹے دار گھاس

مسئلہ 77: تھوہر کے علاوہ کانٹے دار گھاس اور جھاڑیاں(ضریع) بھی جہنمیوں کا کھانا ہوں گی جو انتہائی زہریلی اور بدبودار ہوں گی۔

مسئلہ 78: "ضریع"کا کھانا جہنمیوں کی بھوک میں ذرہ برابر کمی نہیں کرے گا بلکہ ان کی تکلیف میں اضافہ کا باعث بنے گا۔

﴿ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ . لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلاَّ مِنْ ضَرِيْعٍ ، لاَّ يُسْمِنُ وَلاَ يُغْنِىْ مِنْ جُوْعٍ ، ﴾(88:5۔7)

"جہنمیوں کو کھولتے ہوئے چشمے کا پانی پینے کے لئے دیا جائے گا کانٹے دار سوکھی گھاس کے علاوہ ان کے لئے کوئی کھانا نہ ہو گا جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے گا۔"(سورہ غاشیہ، آیت نمبر 5 تا7)

3۔ غِسْلِيْنَ

زخموں کی دھوون کی غلاظت

مسئلہ 79: زقوم اور ضریع کے علاوہ جہنمیوں کے جسم سے بہنے والا غلیظ اور گندہ مادہ بھی جہنمیوں کو کھانے کے طور پر دیا جائے گا۔

﴿ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ، وَّلاَ طَعَامٌ اِلاَّ مِنْ غِسْلِيْنٍ ، لاَّ يَأْكُلُهٗ اِلاَّ الْخَاطِئوْنَ ، ﴾(69:35۔37)

''آج یہاں ان (گناہگاروں) کا کوئی غم خوار ہے نہ زخموں کے دھوون کے علاوہ ان کے لئے کوئی کھانا ہے جسے (ان) گناہ گاروں کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کھائے گا۔'' (سورہ حاقہ، آیت نمبر 35 تا 37) وضاحت: بعض مفسرین کے نزدیک غسلین بھی جہنم کے ایک درخت کا نام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

4۔ ذَا غُصَّةٍ

حلق میں پھنسنے والا کھانا

مسئلہ 80: زقوم، ضریع اور غسلین کے علاوہ جہنمیوں کو ایسا زہریلا کانٹے دار اور بدبودار کھانا دیا جائے گا جو ان کے حلق سے پھنس پھنس کر نیچے اترے گا۔

﴿اِنَّ لَدَیْنَآ اَنْکَالاً وَّجَحِیْمًا ، وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِیْمًا ، ﴾ (13-12:73)

''ہمارے پاس (جہنمیوں کے لئے) بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔'' (سورہ مزمل، آیت 12 تا 13)

☆☆☆

(ب) شَرَابُ اَہْلِ النَّارِ

جہنمیوں کے مشروبات

مسئلہ 81: جہنمیوں کو پینے کے لئے درج ذیل پانچ قسم کے مشروبات دیئے جائیں گے۔

1۔ مَآئٌ حَمِیْمٌ... کھولتا ہوا پانی

2۔ مَآئٌ صَدِیْدٌ... زخموں سے بہنے والی پیپ اور خون

3۔ مَآئٌ کَالْمُهْلِ... تیل کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا پانی

4۔ غَسَّاقٌ... سیاہ زہریلا بدبودار مشروب

5۔طِیْنَۃُ الْخَبَالَ... جہنمیوں کا پسینہ

1۔مَآئٌ حَمِیْمٌ

کھولتا ہوا پانی

مسئلہ 82: تھوہر کھانے کے بعد جہنمیوں کو کھولتا ہوا پانی پینے کے لئے دیا جائے گا۔

﴿ فَاِنَّھُمْ لَاٰکِلُوْنَ مِنْھَا فَمَالِؤنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ ، ثُمَّ اِنَّ لَھُمْ عَلَیْھَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ ، ﴾(37:66۔67)

"جہنمی یہی (تھوہر کا درخت (کھائیں گے اور اس سے اپنا پیٹ بھریں گے کھانے کے بعد پینے کے لئے انہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا اور اس کے بعد ان کی واپسی اسی نار جہنم کی طرف ہو گی) جہاں سے پانی پلانے کے لئے لائے گئے تھے)" (سورہ صافات، آیت نمبر 66 تا 67)

وضاحت: معلوم ہوتا ہے کہ زقوم کا درخت اور کھولتے پانی کے چشمے دوزخ کے کسی خاص علاقے میں ہوں گے جب جہنمیوں کو بھوک اور پیاس لگے گی تو انہیں اس مقام کی طرف ہانک دیا جائے گا اور پھر دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف واپس لایا جائے گا۔(اشرف الحواشی)

مسئلہ 83: تھوہر کھانے کے بعد جہنمی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔

﴿ ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّھَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ ، لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ، فَمَالِؤنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ ، فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْہِ مِنَ الْحَمِیْمِ ، فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْھِیْمِ ، ھٰذَا نُزُلُھُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ، ﴾ (56:51۔56)

"پھر اے گمراہ ہونے والو اور جھٹلانے والو! تم تھوہر کا درخت کھانے والے ہو اسی سے تم پیٹ بھرو گے اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوئے اونٹ کی طرح پیو گے قیامت کے روز یہ ہو گا سامان ضیافت (جھٹلانے والوں کے لئے)" (سورہ واقعہ، آیت نمبر 51 تا 56)

مسئلہ 84: کھولتا پانی پیتے ہی جہنمیوں کی آنتیں کٹ جائیں گی۔

﴿ مَثَلُ الْجَنَّۃِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِیْھَا اَنْھٰرٌ مِّنْ مَّآئٍ غَیْرِ اٰسِنٍ وَاَنْھٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُہٗ وَاَنْھٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ وَاَنْھٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّی وَلَھُمْ فِیْھَا مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَۃٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ کَمَنْ ھُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَسُقُوْا مَآئً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآئَ ھُمْ ، ﴾(47:15)

"(پرہیز گار لوگوں سے) جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہوں گی نتھرے پانی کی، ایسے دودھ کی جس کے مزے میں ذرا فرق نہ آیا ہو ایسی شراب کی جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہو اور ایسے شہد کی جو صاف اور شفاف ہو جنت میں ان کے لئے ہر طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش (کیا یہ جنتی شخص (اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا جہاں جہنمیوں کو ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا۔" (سورہ محمد، آیت نمبر 15)

2۔ مَآءٌ صَدِیْدٌ

زخموں سے بہنے والی پیپ اور خون

مسئلہ 85: جہنمیوں کے زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ یا کھولتا ہوا آمیزہ بھی جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا جسے وہ زبردستی ایک ایک گھونٹ کر کے پئیں گے۔

﴿مِنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَ يُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ، يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ﴾ (16:14۔17)

(دنیا کے بعد) آخرت میں) کافر کے لئے) جہنم ہے جہاں وہ پیپ اور خون کی آمیزش والا پانی پلایا جائے گا جسے وہ زبردستی گھونٹ گھونٹ کر کے پینے کی کوشش کرے گا لیکن مشکل سے ہی گلے سے اتار سکے گا کافر کو ہر طرف سے موت آتی دکھائی دے گی لیکن مرنے نہ پائے گا اور اس کے بعد بھی سخت عذاب اس کی جان کالاگو رہے گا۔" (سورہ ابراہیم، آیت نمبر 16 تا 17)

3۔ مَآءٌ كَالْمُهْلِ

تیل کی تلچھٹ جیسا کھولتا ہوا مشروب

مسئلہ 86: تیل کی تلچھٹ جیسا غلیظ، بدبودار اور کھولتا ہوا مشروب بھی جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا۔

﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ (29:18)

"جہنمی پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہو گا جو چہرے کو بھون ڈالے گا بدترین پینے کی چیز اور بہت ہی بری آرام گاہ۔" (سورہ کہف، آیت نمبر 29)

وضاحت: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سونا پگھلایا جب وہ پانی جیسا ہو گیا اور جوش مارنے لگا تو فرما ''مُھْلِ'' کی مشابہت اس میں ہے۔(ابن کثیر رحمہ اللہ)

مسئلہ 87: تیل کی تلچھٹ کا مشروب منہ کو لگاتے ہی جہنمی کے چہرے کو بھون ڈالے گی۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللّٰه عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ ((مَآئٌ کَالْمُھْلِ کَعَکَرِ الزَّیْتِ فَاِذَا قَرَّبَهٗ اِلٰی فِیْهِ سَقَطَتْ فَرْوَۃُ وَجْهِهٖ)) ۔ رَوَاہُ الْحَاکِم [1] (صحیح)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''(جہنمیوں کا مشروب) پگھلے ہوئے تانبے کا پانی، تیل کی تلچھٹ جیسا ہو گا جب جہنمی (اسے پینے کے لئے) اپنے منہ کے قریب لے جائے گا تو اس کے منہ کا گوشت (جل بھن کر) گر پڑے گا۔'' اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔

4۔غَسَّاقٌ

سیاہ، زہریلا، بدبودار مشروب

مسئلہ 88: مذکورہ تین مشروبات کے علاوہ غساق انتہائی سیاہ رنگ کا زہریلا گندہ مادہ بھی جہنمیوں کو پینے کے لئے دیا جائے گا۔

[1] 4/ 646۔ 647 (قال فی التخلیص صحیح)

﴿ هٰذَا وَاِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ، جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ، هٰذَا فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّغَسَّاقٌ ، وَّاٰخَرُ مِنْ شَکْلِهٖ اَزْوَاجٌ ، ﴾(38:56۔58)

''یہ تو ہے متقی لوگوں کا انجام اور سرکشوں کے لئے بہت ہی برا ٹھکانا ہے یعنی جہنم، جس میں وہ جھلسائے جائیں گے بہت ہی بری قیام گاہ، یہ ہے سرکشوں کا انجام پس اب یہ لوگ مزا چکھیں بدبودار کھولتے ہوئے پانی کا اور بدبودار شدید سیاہ زہریلے پانی کا اور اسی شکل کے بعض دوسرے مشروبات کا۔'' (سورہ ص، آیت 56 تا 58)

مسئلہ 89: غساق مشروب، اس قدر زہریلا اور بدبودار ہو گا کہ اس کا ایک ڈول (تقریباً دس بارہ لٹر کا برتن) ساری دنیا کو بدبو میں مبتلا کرنے کے لئے کافی ہو گا۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ رضي الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ((لَوْ اَنَّ دَلْوًا من غَسَّاقٍ يُّهْرَاقُ فِيْ الدُّنْيَا لَاَنْتَنَ اَهْلَ الدُّنْيَا)) ۔رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى[1] (صحيح)

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''غساق جہنمیوں کے جسم سے بہنے والے مادہ کا ایک ڈول اگر دنیا میں ڈال دیا جائے تو ساری دنیا کی مخلوق کو بدبو دار کر دے۔'' اسے ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔

5۔طِيْنَةُ الْخَبَالِ

جہنمیوں کا پسینہ

مسئلہ 90۔ دنیا میں نشہ آور مشروبات پینے والوں کو اللہ تعالی اہل جہنم کے جسم سے نکلنے والا غلیظ، بدبو دار پسینہ پلائیں گے۔

عَنْ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَهْدًا ، لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكَرَ اَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ ((قَالُوْا يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ! وَ مَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ ((عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ)) ۔رَوَاهُ مُسْلِم[2]

[1]مسند ابو يعلىٰ للاثرى ، الجزء الثاني ، رقم الحديث : 1376 [2]كتاب الاشربة ، باب بيان ان كل مسكر خمر وان كل خمر حرام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا''ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے کہ جو نشہ آور مشروب پیئے گا اسے (جہنم میں) طینۃ الخبال پلائے گا۔''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !طینۃ الخبال کیا ہے؟''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا''جہنمیوں کا پسینہ۔''اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 91: جہنمیوں کو سکون بخش اور پینے کے قابل کوئی مشروب نہیں دیا جائے گا۔

﴿ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ، اِلاَّ حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ، جَزَآءً وِّفَاقًا ، ﴾ (78:24۔26)

''جہنمی، جہنم کے اندر کسی ٹھنڈی اور پینے کے قابل کسی چیز کا مزہ تک نہ چکھیں گے سوائے گرم پانی اور پیپ کے یہ بھرپور بدلہ ہے (ان کے اعمال کے)''(سورہ نباء، آیت 24 تا 26)

مسئلہ 92: جہنم میں جہنمیوں کے لئے میٹھے پانی کا ایک قطرہ اور خوش ذائقہ کھانے کا ایک لقمہ تک حرام ہو گا۔

﴿ وَنَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْمِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ، ﴾(50:7)

"جہنمی، جنتیوں کو پکاریں گے کچھ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے کچھ پھینک دو وہ جواب دیں گے اللہ نے یہ دونوں چیزیں کافروں کے لئے حرام کر دی ہیں۔" (سورہ اعراف، آیت نمبر 50)

☆☆☆

عَذَابُ الْعَطَشِ

سخت پیاس کا عذاب

(اَعَاذَنَا اللّٰه تَعَالٰی مِنْهُ بِمَنِّهٖ وَ کَرَمِهٖ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ ہُوَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ)

مسئلہ 93: مجرموں کو آگ میں ڈالنے سے پہلے ہی شدید پیاس کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

﴿ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا ، ﴾(86:19)

"مجرموں کو ہم سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف لے جائیں گے۔" (سورہ مریم، آیت نمبر 86)

مسئلہ 94: شدت پیاس کی وجہ سے جہنمی، جہنم اور کھولتے پانی کے چشموں کے درمیان چکر لگاتے رہیں گے۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ، یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ، فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ، ﴾(45-55:43)

"یہ وہی جہنم ہے جسے مجرم لوگ جھٹلایا کرتے تھے اسی جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان وہ گردش کرتے رہیں گے پھر اپنے رب کی کن کن قدرتوں کو تم جھٹلاؤ گے۔" (سورہ رحمن، آیت 43 تا 45)

مسئلہ 95: جہنمی تھوہر کھانے کے بعد پیاسے اونٹ کی تونس محسوس کریں گے۔ وضاحت: آیت مسئلہ نمبر 83 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

عَذَابُ اِسْكَابِ الْمَآءِ الْحَمِيْمِ

کھولتا ہوا پانی سر پر اُنڈیلنے کا عذاب

(اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ بِفَضْلِهٖ وَ كَرَمِهٖ وَهُوَ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمُ)

مسئلہ 96: جہنم کے عین وسط میں لے جا کر کافر کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دیا جائے گا۔

﴿خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ، ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ، ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ، اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ، ﴾ (44:47-50)

(حکم ہوگے)"پکڑ لو اسے اور رگیدتے ہوئے لے جاؤ اس کو جہنم کے بیچوں بیچ اور انڈیل دو اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب) پھر اسے کہا جائے گا) چکھو اس کا مزا بڑا زبردست عزت دار تھا تو، یہ وہی چیز ہے جس کے آنے میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔" (سورہ دخان، آیت نمبر47 تا50)

مسئلہ 97: کافروں اور مشرکوں کے سروں پر اس قدر گرم پانی ڈالا جائے گا کہ ان کی کھال، چربی اور پیٹ کے اندر آنتیں، کلیجہ، دل، گردے سب کچھ جل جائے گا۔

﴿ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ، يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ، ﴾ (22:19-20)

"یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے ان میں سے جنھوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے۔" (سورہ حج، آیت نمبر19 تا20)

مسئلہ 98: کھولتا ہوا گرم پانی کافروں کے سروں پر ڈالا جائے گا جس سے ان کے پیٹ کی ہر چیز جل کر باہر قدموں میں جا گرے گی اور کافر پھر اپنی پہلی حالت پر آ جائے گا، بار بار اسے یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ص عَنِ النَّبِيّا ((اِنَّ الْحَمِيْمَ لَيُصَبُّ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْحَمِيْمُ حَتّٰى يَخْلُصَ اِلٰى جَوْفِهٖ فَيَسْلِتُ مَا فِيْ جَوْفِهٖ حَتّٰى يَمْرُقَ مِنْ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ)) ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"کھولتا ہوا پانی کافروں کے سروں پر ڈالا جائے گا جو سر کو چھید کر پیٹ تک پہنچے گا اور پیٹ میں جو کچھ ہو گا اسے کاٹ ڈالے گا اور وہ سب کچھ (اس کی پیٹھ سے نکل کر) قدموں میں جا گرے گا اور یہ ہے) تفسیر لفظ(''صھر''(کی) اس سزا کے بعد کافر پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹا دیا جائے گا۔"اسے احمد نے روایت کیا ہے۔ وضاحت: سورہ حج کی مذکورہ آیت کے لئے ملاحظہ ہو مسئلہ نمبر97،99۔

★★★

[1]الشرح السنة ، کتاب الفتن ، باب صفة النار واہلہا

لِبَاسُ اَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کا لباس

(اَعَاذَنَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِفَضْلِهٖ وَكَرَمِهٖ وَمَنِّهٖ لاَ يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ)

مسئلہ 99: جہنمیوں کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔

﴿ هٰذَانِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ، يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ، ﴾ (22:19ـ20)

"یہ دو فریق ہیں جن کے درمیان اپنے رب کے معاملے میں جھگڑا ہے ان میں سے جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے آگ کے لباس کاٹے جا چکے ہیں ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جس سے ان کی کھالیں ہی نہیں پیٹ کے اندر کے حصے تک گل جائیں گے۔"(سورہ حج، آیت نمبر 19 تا 20)

مسئلہ 100: بعض مجرموں کو ہتھکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر تارکول کا لباس پہنایا جائے گا۔

﴿ وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْأَصْفَادِ ، سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّتَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ، ﴾ (14:49ـ50)

"اس روز تم مجرموں کو دیکھو گے ان کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوں گے تارکول کے لباس پہنے ہوئے ہوں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر چھائے جا رہے ہوں گے۔" (سورہ ابراہیم، آیت نمبر 49 تا 50)

مسئلہ 101: بعض مجرموں کو گندھک کا پائجامہ اور کھجلی کا کرتہ پہنایا جائے گا۔ وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 175 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 102: قرآن وحدیث کا علم چھپانے والوں کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 170 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 103: بعض مجرموں کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی۔

وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 53 کے تحت ملاحظہ فرما

فِرَاشُ اَهْلِ النَّارِ

جہنمیوں کے بستر

(اَعَاذَنَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْهُ بِاَسْمَائِ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِهِ الْعُلْيَا وَهُوَ الْحَلِيْمُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ)

مسئلہ 104: جہنمیوں کو ''آرام'' کرنے کے لئے آگ کے بستر مہیا کئے جائیں گے۔

﴿لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ، ﴾(7:41)

''کافروں کے لئے جہنم (کی آگ) کا بچھونا ہو گا اور جہنم (کی آگ) کا ہی اوڑھنا ہو گا یہ ہے وہ بدلہ جو ہم ظالموں کو دیا کرتے ہیں۔'' (سورہ اعراف، آیت نمبر 41)

مسئلہ 105: جہنمیوں کے ''قالین'' اور ''غالیچے'' بھی آگ کے ہوں گے۔

﴿لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ، ﴾(39:16)

''ان پر آگ کی چھتریاں اوپر سے بھی چھائی ہوں گی اور نیچے سے بھی یہ وہ انجام ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پس اے میرے بندو! میرے غضب سے بچو۔'' (سورہ زمر، آیت نمبر 16)

مسئلہ 106: جہنمیوں کا اوڑھنا بچھونا آگ ہی آگ ہو گی۔

﴿يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ، ﴾(29:55)

"اس روز (جہنم کے) عذاب انہیں اوپر سے بھی ڈھانک لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور ارشاد ہو گا اب مزا چکھو ان اعمال کا جو تم کرتے تھے۔" (سورہ عنکبوت، آیت نمبر 55)

﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِى الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴾ (29:18)

"جہنمی پانی مانگیں گے تو ایسے پانی سے ان کی تواضع کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے جیسا ہو گا جو چہرے کو بھون ڈالے گا بدترین پینے کی چیز اور بہت ہی بری آرام گاہ۔" (سورہ کہف، آیت نمبر 29)

☆☆☆

حصول محبت الٰہی کے ذرائع و طریقے

حصول محبت الٰہی کا ایک طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اِنسان اپنے نفس کو خواہشات سے بچائے اور نفسِ امّارہ کو حرام لذّتوں سے بچا کر اپنے دل کو پاش پاش کر دے یہ اپنے مالک کو ناراض نہ کرے۔ نفس کا لفظ نفاست سے ہے تو بوجہ شرافت و رطافت کو نفس کہا جاتا ہے یا تنفس سے ہے تو بوجہ سانس کی آمد و شد کو نفس کہا جاتا ہے اگر آنے جانے کی صفت کی وجہ سے نفس سے مراد روح لی جائے تو یہ اس لیئے درست ہے کہ نیند کے وقت روح خارج ہو جاتی ہے یا پھر لوٹ آتی ہے۔ نفس اور روح ایک حقیقت کے دو نام ہیں

النفس والروح اسمین لمفی واحد

نفس اور روح ایک حقیقت کے دو نام ہیں

قال بلال اخذ بنفس الذی اخذ بنفسک

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ مقبض الرواحنا

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میری روح کو اس ذات نے پکڑا جس نے آپ کی روح کو پکڑا (اس پر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ارواح کو قبض کر لیا تھا۔

انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا برائی کی اس کو نفس کہتے ہیں بس اگر نفس اکثر برائی کی طرف خواہش کرے اور اس پر شرمندہ بھی نہ ہو تو اس وقت اس یہ نفسِ امّارہ کہلاتا ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِاالسُّوْءِ اِلاَّ مَا رَحِمَ رَبِّیْ ...الایۃ

ترجمہ :۔بے شک نفس زیادہ برائی کی طرف حکم کرنے والا ہے مگر جبکہ میرا ربّ رحم فرمادے۔

وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَّۃ

ترجمہ اور قسم کھاتا ہوں میں بہت ملامت کرنے والے نفس کی۔

جب خوب نفس سنور جاتا ہے اور اکثر بھلائی کی خواہش کرتا ہے تو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے یعنی نیکی کی طرف اطمینان پکڑنے والا۔

اگرچہ کبھی اس میں برائی کی خواہش بھی پیدا ہو جائے۔ بشرطیکہ اس خواہش پر اصرار و عمل نہ ہو کیونکہ محض رغبت بغیر عمل سکون اور اطمینان کی نفسی نہیں کرتی البتہ عمل بھی واقع ہوں تو مطمئنہ نہ رہے گا۔

نفسانی خواہشات کی مذّمت ہر ممکن کوشش۔

فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا

پس ہم نے تمہارے اندر گناہ کرنے کا بھی مادہ رکھا ہے اور گناہ سے بچنے کا بھی مادّہ رکھا ہے۔

چاہت نفس پر چلنے کے نقصانات ؟

نفس کی چاہت پر چلنے میں کیا نقصانات ہیں اور اللہ کی چاہت پر چلنے میں کیا کیا فائدے ہیں۔

وَاتَّبَعَ ھَوَاہُ فَمَثَلُہٗ کَمَثَلِ الْکَلْب...... (سورہ اعراف76)

جس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اس کی مثال کتےّ کی مثال کی طرح ہے۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہ......(سورہ ص26)

اور خواہش کی پیروی مت کرو ورنہ یہ تجھے اللہ کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا

وہ یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا وہ نامزد ہوا جس نے اسے دبا دیا رَبِّ کریم نے نفس کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ہم نے اِنسان کے دل میں نافرمانی اور تقویٰ دونوں باتیں الہام کر دی ہیں۔

ہر شخص کو نیک و بد حق و باطل اور صحیح و غلط میں تمیز کرنے کا شعور عطا فرمایا ہے۔یعنی نیکی و بدی دونوں کی صلاحیتیں موجود ہیں اب اس کی مرضی پر منحصر کہ وہ نیکی کو اختیار کرتا ہے یا برائی کو پسند کرتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور پھر یہ دُعا کی۔

اللھم ات نفسی تقوھا وزکھا انت خیر من زکھا انت ولیھا ومولھا۔

الٰہی میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کرنیوالا ہے تو ہی اس کا مالک اور مددگار ہے مختصر یہ ہے کہ تزکیہ نفس وہ حقیقت ہے جس کی وضاحت کیلئے سورۃ الشمس میں متعدد قسمیں کھا کر یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ جس نے نفس کا تزکیہ کر لیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو گیا تزکیہ کے لفظی معنی پاک کرنا اور نشوونما دینا ہے مقصود یہ ہے کہ نفس کو غلط انداز فکر فسق و فجور اور حبِ ماسویٰ سے پاک کیا جائے اور خشیت الٰہی سے تقوی کی بلندیوں تک پہنچایا جائے اس امر کے مقابلے میں مندرجہ آخری آیت میں فرمایا گیا ہے کہ وہ شخص نامراد ہوا جس نے اسے دبا دیا مراد یہ ہے کہ نفس اور ضمیر میں جو نیکی کرنے کی آواز پیدا ہوتی ہے اگر اس کو دبا کر برائی اور شر کے پردوں میں چھپا دیا جائے تو وہ شخص نامراد اور ناکام ہو گا۔

نفس ہمیشہ برائی کی طرف راغب کرتا ہے

نفس انسان کا ایک ایسا ساتھی ہے کہ اس کے ساتھ ہر قسم کی بھلائی اور ملاطفت کے باوجود فطرتاً یہ برائی کی طرف ہی راغب کرتا ہے قرآن پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوْٓءِ

بیشک نفس تو ضرور برائی کا حکم دیتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا ایسے رفیق کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس کا حال یہ ہو کہ اگر تم اس کا اعزاز و اکرام کرو، کھانا کھلاؤ کپڑے پہناؤ تو وہ تمہیں بلاؤ مصیبت میں ڈال دے اور اگر تم اس کی توہین کرو اور بھوکا ننگا رکھو تو تمہارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے زیادہ برا ساتھی تو دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تمہارا نفس جو تمہارے پہلو میں ہے وہ ایسا ہی ساتھی ہے ایک اور حدیث ہے کہ تمہارا سب سے بڑا دُشمن خود تمہارا نفس ہے جو تمہیں برے کاموں میں مبتلا کر کے ذلیل و خوار بھی کرتا ہے اور طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام سے فرمایا کہ

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

اے داؤد علیہ السلام ہم نے آپ کو زمین پر اپنا خلیفہ بنایا ہے تو مخلوق میں سچائی کا فیصلہ کیجئے اور خواہش وھویٰ کی اتباع نہ کریئے کہ یہ آپ کو خدا کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔ ایک اور جگہ ارشادِ باری ہے۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَھَی النَّفْسَ عَنِ الْھَوٰی فَاِنَّ الْجَنَّةَ ھِیَ الْمَاْوٰی

نفسِ جہاد سب سے بڑا مجاہدہ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

1۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا

جو لوگ ہمارے قرب کے لئے جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنے قرب کی طرف لے جاتے ہیں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

المجاهد من جاهد نفسه فى الله ......(ترمذی بیهقی۔ مشکوۃ)

مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کی لئے اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے۔

جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ ظاہری دُشمن سے جہاد

2۔ شیطان کے ساتھ جہاد

3۔ نفس کے خلاف جہاد

اور یہ تینوں اقسام اس ارشاد باری تعالیٰ سے مراد ہو سکتی ہیں۔

وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ......(حج78)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں سر توڑ کوشش کرو جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے۔

وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰه......(توبہ)

اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاھدوا اموالکم کما تجاھدون اعد لکم ترجمہ:۔ اپنی خواہشات کے ساتھ جہاد کرو جس طرح تم اپنے دُشمنوں کے ساتھ جہاد کرتے ہو۔

خواہشات نفس سے بچنے کے طریقے اور تدابیر

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الھویٰ کله ضلالة

تمام خواہشات گمراہی ہے

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اخوف ما اتخوف علی امتی الھوی

مجھ کو اپنی اُمت پر سب سے زیادہ ڈر نفسانی خواہشات کا ہے ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ

فاما الھوی فیصد عن الحق نفسانی

خواہش حق بات قبول کرنے سے روکتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ

موتوا قبل ان تموتوا

ترجمہ:۔ مر جاؤ مرنے سے پہلے

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ

عد نفسک من اھل القبور

اپنے نفس کو اہل قبور میں سے شمار کرو

حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب نے فرمایا کہ ان دونوں حدیثوں کا یہی مفہوم ہے جو کہ مذکور ہوا یعنی اپنی مرضیات نفسانیہ کو مرضیات الہیہ کا غلام بنا دیا جائے جس طرح وہ چاہیں تصرف فرمائیں جہاں ان کی مرضی ہو وہیں اپنی خواہش پر عمل ہو۔

نفسانی خواہشات کی مذمت پر حضرت امام ربانی نے اپنے مکتوب میں ایک حدیث قدسی لکھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

عاد نفسک فانھا انتصبت بمعاداتی

یعنی اپنے نفس کو دُشمن رکھ کیونکہ وہ میری دُشمنی میں کھڑا ہے پس نفس کی مُرادوں یعنی جاہ عزت بلندی و تکبر وغیرہ کے حاصل کرنے کے ذریعہ نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں اس کو خدا تعالیٰ کی دُشمنی میں مدد دینا اور تقویت دینا ہے اس امر کی برائی کو اچھی طرح معلوم کر لینا چاہیے۔

تین ہلاکتیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ثلاث مھلکات شیخ مطاع و ھوی متبع واعجاب المرء بضنه

تین چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں(۱) پیروی کیا جانے والا بخل (۲) پوری کی جانے والی خواہش (۳) اور آدمی کی خود پسندی۔

اذا اراداللہ بعبد خیرا بصرہ بعیوب نفسه

جب اللہ اپنے بندے کی بھلائی اور خیر چاہتا ہے تو اس کے نفس کے عیوب اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔

بزرگان کرام اور اولیاء عظام نے نفس کی مخالفت میں بڑے بڑے مجاہدے کئے اور نفس کا تزکیہ کر کے قرب الٰہی کی منازل طے کرتے گئے کیونکہ نفس ہی راہ سلوک میں انسان کا سب سے بڑا دُشمن ہے جس نے اس کو رام کر لیا اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

سب سے بڑا دشمن

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ زیر آسمان دنیا میں جتنے معبودوں کی عبادت کی گئی ہے ان میں سب سے زیادہ مبصظوض اللہ کے نزدیک ہوا ہے۔

یعنی خواہش نفس

اور یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی خواہشات کی خاطر اپنی وضیات کی خاطر ہر موقعہ پر اللہ کی شریعت سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکرا دیتے ہیں اور ہر سنت کے خلاف بدعت کو رائج کرتے ہیں شریعت کے ہر لفظ کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیتے ہیں۔ مگر اپنی خواہشات کا احترام ہاتھ سے، نہیں جانے دیتے خواہشِ نفس یہ ہے کہ اپنے دل کی اپنے نفس کی ہر وہ بات مانی جائے جو بری یا اچھی ہو لیکن خداوندی اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر قربان کر دیا جائے۔

اعدی عدوک نفسک الی بین جنبیک

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرا سب سے بڑا دُشمن تیرا نفس ہے جو تیرے سینے میں ہے۔

دوسری روایت ملاحظہ فرمائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شعوۃ ساعه اورثت حرنا طویلا

(خبردار) ایک گھڑی کی شہوت طویل زمانہ تک غمگین (اور عذاب میں مبتلا کر دینے والی ہے۔ (حوالہ)

جاھدوا اھوائکم کما تجاھدون اعداء کم

اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف اس طرح جہاد کرو جس طرح تم اپنے دُشمنوں سے جہاد کرتے ہو۔ نفس اور شیطان ہمہ وقت اس بات کے درپے رہتے ہیں کہ اِنسان کو نیک کاموں سے روکا جائے اور بُرائی کی طرف راغب کیا جائے لیکن سچا مومن، ہمیشہ کمر ہمّت باندھ کر حق و باطل، خیر و شر اور نیکی بدی میں تمیز کرتا ہے۔

اللہ تعالی کو کون سے دل پسند ہیں؟

جو اِنسان اللہ کی محبت میں خواہشات کو چھوڑتا ہے تو اس سے دل میں ایک غم پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی غم اللہ تعالی کو پسند ہے۔

ان اللہ تعالی یحب کل قلب حزین

اللہ تعالی ہر غمگین دل کو پسند فرماتا ہے کس لئے دل غمگین ہو؟

مراد یہ ہے کہ وہ دل آخرت کے خوف اور اللہ کے ڈر کی وجہ سے غمگین ہو اس کا دل پسندیدہ ہے۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ان الہ فی الجنة درجة لا یبا نھا الا اصحاب الھوم

جنت میں ایک ایسا درجہ ہے جس کو غم و اندوہ والے کے سوا کوئی نہیں پا سکے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

تم اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو پہلے اس سے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اپنے نفسوں کا وزن کیا کرو پہلے اس سے کہ تمہارا (قیامت میں) وزن کیا جائے کیونکہ آج کا حساب کر لینا آسان ہے۔ قیامت کے دن حساب دینے سے اور خود کو بڑی پیشی کیلئے سنوار لو جس دن تم پیش کیئے جاؤ تم سے کوئی غلطی تم سے پوشیدہ نہیں رہے گی۔ (حوالہ)

جس اِنسان کا نفس وزنی ہو جائے وہ شہوات کا قیدی ہو جاتا ہے اور خواہشات کی جیل میں قید ہو جاتا ہے اللہ تعالی اس کے دل پر فوائد فیوض و برکات کے نزول کو حرام کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے نہ لذّت پا سکتا ہے نہ اِس پر عمل کر سکتا ہے۔

اگرچہ اس کا مذاکرہ اس کی زبان پر کثرت سے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ ہمیں اپنے نفس کو قرآن و سنت کے تابع بنائے۔ دردِ دل کے واسطے پیدا کیا اِنسان کو ورنہ طاعت کے لیئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

(بہلوی)

حُبِّ الٰہی قربت الٰہی کا سب سے عظیم ذریعہ (یا موقعہ)

قربت الٰہی

محبت الٰہی حاصل کرنے کا سب سے عظیم طریقہ یہ ہے کہ اِنسان تہجد کا بہت زیادہ اہتمام کرے رات کی نماز فرض تو نہیں رکھی گئی، کیوں کہ عام اِنسان بیماری، کسب معاش اور اقتال فی سبیل اللہ جیسی مشغولیات کی وجہ سے اس کو تباہ نہیں کر سکتا لیکن اس کی تاکید اور ترغیب میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی

اور اللہ نے اپنے محبوب بندوں کی صفات میں قیام الیل کا ذکر بار بار بڑے اہتمام سے کیا ہے۔ وہ جو زمین سجود و قیام میں گزارتے ہیں۔ سورہ الزمر الفرقان الذاریات میں ہے جن کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ اپنے ربّ کو خوف اور لالچ کے ساتھ پکارتے ہیں۔ السجدہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر رات جب ایک تہائی رات باقی رہے تو ہمارا ربّ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر اُتر آتا ہے اور فرماتا ہے۔ ہے کوئی جو مجھے پکارے میں اس کی پکار کو سنوں گا کوئی ہے جو مُجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں گا کوئی ہے جو استغفار کرے میں اس کو بخش دوں گا پھر وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں اور کہتے ہیں کون ہے جو اس کو قرض دے جو نہ خالی ہاتھ ہے نہ ظالم (سلیم بخاری مالک ترمذی)

اللہ اللہ شان کریمی کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے! جو غنی ہے وہ محتاجوں کو خود بلاتا ہے خود ہاتھ پھیلا کر دیتا ہے رحمت و بخشش کے سارے دروازے کھول دیتا ہے لیکن راتیں آتی ہیں اور گزر جاتی ہیں رمضان کی بھی اور دوسری بھی ہمارے چاروں طرف خزانے برستے رہتے ہیں ہم آرام سے پاؤں پھیلائے سوتے رہتے ہیں ہماری جھولیاں خالی رہ جاتی ہیں۔ کیسی بدنصیبی ہے اور کیسی محرومی! سچ ہے ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں دیکھیئے وہ کون ہیں جو شب قدر کے عفو عام سے محروم ہیں وہ جو دوسرے انسانوں کے حقوق ادا نہیں ان کو تکلیف اور ایذا پہنچاتے ہیں اور ان کے ساتھ بغض رکھتے ہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں ایک رات رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سخت گھبراہٹ کے عالم میں سوتے سوتے اُٹھے اور فرمایا سبحان اللہ رات میں کس قدر خزانے اُتارے گئے اور کتنے فتنے کوئی ہے جو حجرہ والیوں کو جگائے تاکہ وہ نماز پڑھیں کتنی ہی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں ہیں جو آخرت میں برہنہ ہوں گی رات کو برکت کے خزانے بھی برستے ہیں اور فتنے بھی جنہیں غیب پر ایمان ہے ان کی نیند اُڑ جاتی ہے اور وہ اپنے رب کے حضور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کیلئے بھی اتنا ہی فکر مند ہوتے تھے جتنا اپنے لئے۔

رات کا سکوت اور قربتِ الٰہی

حضرت عمرو بن عبہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب رات کے وقت ہوتا ہے پس اگر تم سے ہو سکے کہ رات کے وقت اللہ کو یاد کرنے والے بنو تو ضرور بنو کچھ بھی کر سکو وہ ضرور کرو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب بندہ سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے پس سجدہ میں خوب دُعائیں کرو نالہ نیم شبی اپنے رب کے حضور زمین پر مُنہ رکھ کے قبولیت ہی کیلئے نہیں دل کی زندگی، جذبات کی بالیدگی اور درجات کی بلندی کیلئے بھی اکسیر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رات کو اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کے ہاں رہا اس روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہیں تھے جب رات کا آخری تہائی حصّہ باقی رہ گیا یا اس سے کچھ کم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے آسمان کی طرف دیکھا اور (سورۃ آل عمران کی آخری دس) یہ آیات پڑھیں۔

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایات لاولی الالباب لعلکم تفدحون۔ ......(بخاری مسلم)

شب بیداری کی ترغیب

ارشادِ باری تعالیٰ۔وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔۔

دے۔ شب بیداری کی قرآن میں بہت تعریف کی گئی ہے محبّ اور محبوب میں رازونیاز کیلئے راتوں کی تنہائی سے زیادہ اور کون ساوقت موزوں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبین اور اہل قرب کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا۔

اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے کوئی اللہ والا بھی بغیر تہجد کا اہتمام کئے مقام ولایت تک نہیں پہنچا الا یہ کہ حق تعالیٰ شانہ خاص رحمت کا معاملہ فرمائیں تمام اللہ والے اس بات پر متفق ہیں اہتمام تہجد قرب الٰہی کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ شب بیداری سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ہے اللہ تعالیٰ کا محب نصب (قیام) کو پسند کرتا ہے۔ تہجد میں طویل عبادت کرنا علامتِ محبت میں سے ہے پھر فرمایا کہ حدیث قدسی میں آتا ہے جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور رات بھر مجھ سے غافل ہو کر سورہے تو وہ میری محبت میں جھوٹا ہے۔اس لئے وہ کیسا محبّ ہے جب اپنے حبیب کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ میں تو اس وقت طالبوں کیلئے موجود رہتاہوں وہ سچاہو تاتو مجھ کو طلب کرتا۔.....(احیاالعلوم 183)

شب بیداری اللہ کے محبوب بندوں کا شیوہ ہے

حدیث میں آیاہے کہ تم شب بیداری التزام کرو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے نیک قوموں کا طریق ہے اور اس سے قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے اور اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اِنسان گناہ سے رُکتاہے اور جسم سے بیماری زائل ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرشتوں کے سامنے کسی شخص پر فخر کرتا ہے جو سردیوں کے دنوں میں تہجد کیلئے اُٹھے اور کہتا ہے دیکھو میرا بندہ لحاف میں سے نکلا اور اس نے میری خاطر دنیا کو اور اپنی پیاری بیوی کو ترک کیاہے میرا کلام پڑھ کر مُجھ سے ہمکلام ہوا ہے۔ تم گواہ رہو کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو آدھی رات عبادت میں گزارنے کا حکم میں ہو گیا جس نے صبح کی نماز باجماعت ادا کرلی وہ باقی رات بھی عبادت میں گزارنے والا سمجھا جائے گا۔ (احمد سلیم) ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ

من کثر صلوته باليل حسن وجهه بالنهار

یعنی جو شخص رات کو نماز کی کثرت کرتا ہے دن کو اس کا چہرہ حسین نظر آتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے عشاء کے بعد دو یا زیادہ رکعتیں پڑھ لیں وہ بھی اس حکم میں داخل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں تمہارے لئے ضروری ہے کہ رات کو بیدار رہو یہ نیک لوگوں کا طریقِ کار ہے۔

انبیاء اولیاء شب بیدار ہوتے تھے تم بھی شب بیداری کو اپنا شیوہ بناؤ کیونکہ شب بیداری سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے یہ گناہوں کے کفارّے کا سبب اور گناہوں سے لوٹ آنے کی علامت ہے۔ (ترمذی) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہونے کا وقت تورات کی گہرائی ہے۔ جب کہ سحر نزدیک ہو اس ساعت میں یاد خداوندی کیلئے بیدار رہو۔

نمازِ تہجد اللہ تعالیٰ کو بہت مقبول ہے نفل میں اس کا اجر سب سے زیادہ ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی حالت دیکھ کر اللہ تعالی ہنستا ہے۔

(یعنی پسند فرماتا ہے اور خوش ہوتا ہے) ایک وہ جو رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتا ہے دوسرے وہ لوگ جو صفیں باندھتے ہیں تیسرے وہ لوگ جو میدانِ جنگ میں صفوں کو درست کرتے ہیں۔

شب بیدری کی ایک خاص تاثیر

قرآن مجید کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد میں دین کے راستے کی طاقت پیدا کرنے کی بھی خاص تاثیر ہے۔ سورہ مزمل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دینے کے بعد کہ تم رات کے آدھے حصّے میں یا اس سے کم یا اس سے کچھ زیادہ تہجد پڑھا کرو۔ مثلاً انا سنلقی علیک قولا تقیلا یعنی ہم تم پر ایک بہت بھاری بات کا بوجھ ڈالیں گے گویا اشارہ فرمایا گیا ہے کہ تہجد اس بوجھ کو اُٹھانے کیلئے تیار کرنے والی چیز بھی اور ایک خاص طاقت پیدا ہوتی ہے۔

شب بیداری نفس کشی کا بھی کامیاب علاج ہے۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا

رات کا قیام سختی سے (نفس) کو روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔

رات کو بیدار ہونا میٹھی نیند کو چھوڑنا خواب راحت سے بیدار ہوتے ہوئے نرم اور گرم بستر کو چھوڑ کر سرد راتوں میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا یہ سب باتیں نفس کو خوب پامال کرتی ہیں اور سالک کیلئے اس میں لذت ہے جو شخص سحر خیزی کی عادت اپنالیتا ہے وہ گویا سرکش نفس کی سرکوبی کر رہا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلے چند روز تو نفس اس کو گوارا کرنا قبول نہیں کرتا لیکن اس پر عمل پر استقامت اختیار کرنے سے آہستہ آہستہ نفس سیدھی راہ پر

آجاتا ہے اور نماز میں خشوع و خضوع بھی حاصل ہو جاتا ہے حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ سو جاتا ہے تو شیطان اس کے سر پر تین گرہیں لگا دیتا ہے اب اگر وہ اُٹھ کر بیٹھا اور اللہ کو یاد کیا تو ایک گرہ کھل گئی اور اگر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل گئی اور اگر نماز پڑھ لی تو تمام گرہیں کھل گئیں اب اس نے فرحت کے ساتھ اور پاکیزہ نفس ہو کر صبح کی ورنہ وہ سُست اور ناپاک ہو کر صبح کرلے گا۔

انعامات تہجد یا خوشخبری تہجد گزاروں کیلئے

اشراف امتی حملۃ القرآن واصحاب الیل میری اُمت کے شرفاء قرآن کو کثرت سے پڑھنے والے اور رات کا قیام کرنے والے۔ تہجد گزاروں کو جنت کا داخلہ مِل جائے گا۔ بعد میں حساب کا سلسلہ شروع ہو گا۔(مشکوۃ باب الحساب والمیزان)

یحشر الناس فی معتد واحد یوم القیامہ فینادی منادی فیقول این الذین کانت تجافی جنوبھم فیقولون وھم قلیل فیدخلون فیاَلجنہ بغیر حساب ثم یوثر لساَلرالناس الی الحساب۔

ترجمہ:۔

بہترین نماز

افضل الصلوۃ بعد الصلوۃ المکتوبہ الصلوۃ فی جوف الیل ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم لصیاَم الیل فاَنہ داب الصاَلحین قبلکم وھو قربکم لکم ربکم ومغفرۃ لسیاَت ومنھاَہ من الاثم۔

ترجمہ:۔ یہ تم سے پہلے صالحین کا شیوہ رہا ہے اور یہ رب کے قرب کا ذریعہ ہے خطاؤں کی بخشش اور گناہوں سے بچانے اور روکنے کا سبب ہے۔

زیادہ قریب ترین نماز

اقرب ماَیکون الرب من العبد فی جوف الیل

ترجمہ:۔ بہت زیادہ جو رب تعالیٰ بندہ کے قریب ہوتے ہیں وہ رات کا حصہ ہے۔ ہر رات اللہ تعالیٰ ہاتھ پھیلاتے ہیں

ان اللہ تعاَلی یبسط یدہ باَالیل لیتوب سئی النھاَر ویبسط یدہ باَ انھاَر لیتوب مسی ء الیل حتی تطلح الشمس من مغربھاَ۔۔(مسلم)

ترجمہ :۔ اللہ تعالی اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتے ہیں تا کہ دن کے گنہگار توبہ کر لیں اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتے ہیں تا کہ رات کے گنہگار توبہ کر لیں اور یہ سلسلہ جاری ہے تاوقتیکہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے یعنی قیامت نہ آجائے۔

قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ترم قدماہ وقالت عاشۃ حتی تقطر قدماہ

ترجمہ :۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتنا لمبا قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک سوج جاتے۔

راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کوئی شخص خواب دیکھتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا مجھے بھی یہ ہوس ہوئی کہ کوئی خواب دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کروں میں جوان تھا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا تھا میں نے خواب میں دیکھا دو فرشتے آئے ہیں مجھ کو پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے کنویں کی طرح اس کی بندش ہے اس پر دو کوّے بیٹھے ہیں کچھ لوگ اس میں میری پہچانت کے بھی ہیں میں دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگنے لگا پھر ہم کو ایک فرشتہ ملا وہ کہتا ڈر نہیں میں نے یہ خواب اپنی بہن ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو بیان کی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ اچھا آدمی ہے کاش وہ رات کو تہجد پڑھتا ہوتا راوی نے کہا آپ کے اس فرمان کے بعد عبد اللہ رات کو نہ سوتے عبادت کرتے رہتے مگر تھوڑی دیر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص کی طرح نہ ہو جانا جو پہلے تہجد پڑھتا تھا اور پھر اس نے چھوڑ دی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں بھی نماز تہجد پڑھی۔

چار کاموں کا نتیجہ

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

افشوء السلام وتطعم الطعام وصلو الراحم وصلو باالیل والناس نیام تدخلو الجنہ باالسلام۔

ترجمہ :۔ السلام علیکم عام کرو اور کھانا کھلاؤ رشتہ داری کو جوڑو اور رات کو نماز پڑھو جب لوگ نیند میں پڑے ہوں۔

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِهِمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

ترجمہ :۔ وہ راتوں کو تھوڑا آرام کرتے تھے اور سحری کے وقت اللہ تعالی سے استغفار کرتے تھے۔

ومن الیل مسع واطراف الھنار لعلک ترضی

ترجمہ:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ کَانَ مَشْھُوْدًا ۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (بنی اسرائیل پ15)

ترجمہ:۔ سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نمازیں پڑھا کرو اور فجر کی نماز بھی پڑھو بے شک فجر کی نماز کا پڑھنا(فرشتوں کی) حاضری کا وقت ہے۔ اور کچھ رات میں نماز تہجد بھی پڑھا کرو کہ وہ آپ کیلئے نفل کے ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

اَمَّنْ ھُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَۃَ وَیَرْجُوْا رَحْمَۃَ رَبِّہٖ قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(ذکرِ الٰہی بھی قربِ خداوندی کا ذریعہ)

اللہ تعالیٰ تو خالق سکون ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سکون کے خزانوں کے سمندر ہیں اور اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کی نافرمانی پر سکون کو چھین سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ حکیم بھی ہیں اس کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے آسان راستہ بتلایا ہے کلام اللہ میں ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

ہم نے اپنی ہی یاد میں دلوں کا سکون رکھا ہے۔ جب ہم اللہ کی یاد میں ڈوب جائیں گے جب آنکھیں بھی ذاکر ہوں کان بھی ذاکر ہوں جسم کا کوئی عضو نافرمانی میں مبتلا نہ ہو تو سمجھ لو کہ ذکر میں ڈوب گئے اب دل کو اطمینان کامل نصیب ہو گا لیکن اگر آنکھیں بد نظری میں مبتلا ہیں تو اللہ کے قرب کے دریا سے خارج ہیں ایک گناہ دل کو بے چین کر دے گا۔

یہ بات واضح ہو جائے کہ ذکر اللہ سے مراد یہاں صرف ذکر الٰہی نہیں ہے بلکہ اس میں نماز قرآن کی تلاوت بھی شامل ہے سکونِ قلب کو حاصل کرنے کا دوسرا راستہ یہ ہے کہ اعمال صالحہ کا اہتمام کیا جائے کیونکہ ہر نیک عمل اللہ کے قریب کرتا ہے اور حصول رحمت کا ذریعہ بنتا ہے چنانچہ جتنی اللہ کی رحمت برستی ہے اتنا ہی سکون آتا چلا جاتا ہے اعمال صالحہ سے مراد نماز روزہ، صدقہ، راستہ سے پتھر کا ہٹا دینا کسی مسلمان کی مدد کرنا سب داخل ہیں۔ سکون قلب کو حاصل کرنے کا تیسرا راستہ تقویٰ کا اختیار کرنا ہے کیونکہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے گناہگار پر اللہ کی لعنت برستی ہے لہٰذا جو شخص چاہتا ہے کہ اسے سکون میسر ہو جائے اسے چاہیئے کہ سچے دل سے توبہ کرلے اور گناہوں سے بچے۔ سکون قلب کو حاصل کرنے کا چوتھا راستہ یہ ہے کہ ان

اعمال صالحہ کو اختیار کیا جائے جس سے اللہ کی محبت بڑھتی ہے کیونکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ بندے کو آزمانے کے لئے مصائب دیتے ہیں۔اس کے قلب میں اللہ کی محبت کا وہ درجہ نہیں ہو گا جو کہ اسے شکوہ سے روکے تو ظاہر بات ہے کہ وہ شخص اِس امتحان میں پاس نہیں ہو سکے گا اور ان مصائب کی وجہ سے پریشان رہے گا لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اسے سکون قلب حاصل ہو جائے وہ اپنے دل میں اللہ کی محبت کو اشد کرے کیونکہ محبّ اپنے محبوب کی طرف سے بھیجی ہوئی مصیبتوں پر شکوہ نہیں کرتا بلکہ خوش ہوتا ہے کہ میرے اللہ نے مجھے اس قابل تو سمجھا۔

غافلِ ذکر کی سزا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِيْن وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُهْتَدُوْنَ۔

اور جو شخص اعراض کرتا ہے رحمٰن کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کیلئے ایک شیطان پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا اور شیاطین روکتے ہیں ان کو راہ ہدایت سے اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

صفات مومن اور مومن سے اللہ تعالیٰ محبت

اللہ تعالیٰ نے کلام اللہ میں مختلف جگہوں پر بندوں سے اپنی محبت کا اعلان کیا ان اعلانات میں اکثر اعلانات محبت کا تذکرہ میں گزشتہ اوراق میں کر چکی ہوں۔ان اعلانات میں ایک اعلان اللہ نے یہ بھی کیا ہے کہ اللہ ولی المومنین یعنی اللہ تعالی مومنوں کا درست ہے اسی طرح ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

یعنی اللہ تعالی دوست ہے ان لوگوں کا جو ایمان والے ہیں ان دونوں آیات میں اللہ تعالی نے مومنین سے اپنی دوستی کا اعلان کیا ہے اور دوستی اسی سے کی جاتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے گویا کہ اس سے پتہ چلا کہ اللہ تعالی مومن سے محبت کرتے ہیں اب رہا یہ مسئلہ کہ مومن کون ہے اس کے اندر کون سی صفات ہوتی ہیں جس کی وجہ سے اسے مومن کہا جاتا ہے تو اس سوال کا جواب قرآن وحدیث میں کثرت سے ملتا ہے۔ایک جگہ ارشادِ باری ہے

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

یعنی اللہ دوست ہے ان لوگون کا جو ایمان والے ہیں(اب ان کے اندر علامت مومن کون سی ہے اس کے بارے میں خود اللہ تعالی نے آگے فرما دیا)میں ان کو نکالتاہوں ظلمت سے روشنی کی طرف مراد کفر سے ایمان کی طرف اور گناہوں سے تقوی کی طرف ہے۔اسی لئے بعض اہل اللہ سے پوچھا گیا کہ مومن کون ہے تو ارشاد فرمایا۔

من جتبعل معاصی

جو گناہ سے بچتاہے وہ مومن ہے

اسی طرح ایک اور جگہ مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْض

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔

ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔

يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

اچھی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔

وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَيُقِيْمُوْنَ الزَّكٰوةَ

اور زکوۃ دیتے ہیں بڑی محنت سی مال کماتے ہیں مشقت سے سال بھر تک حفاظت کرتے ہیں پھر اس کی زکوۃ قاعدہ سے نکالتے ہیں۔

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه

اور اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانتے ہیں

کہنا ماننے کا کیا مطلب ؟ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہو جائے تو خوش دلی سے عمل کرتے ہیں خوشی خوشی عمل کرتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا۔

ترجمہ:۔ بیشک مومن تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اُٹھتے ہیں اور جب اس کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اس سے ان کا ایمان اور زیادہ (تروتازہ) ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں اور وہ ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں یہی وہ سچے مومن ہیں جن کیلئے ان کے رب کے پاس بڑے درجے ہیں اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

اللہ تعالی کے مقبول بندے؟

اَلتَّائِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّائِحُونَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ۔ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ,وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا....الخ

ترجمہ:۔ رحمان کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب (فرقان) بے علم لوگ جہالت کی باتیں کرنے لگتے ہیں وہ کہہ دیتے سلام ہے اور جو اپنے ربّ کے سامنے رات میں سجدہ کرتے ہیں اور کھڑے رہتے ہیں اور وہ لوگ کہتے اے ربّ ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب چمٹنے والا ہے۔

(1) زمین پر آہستگی سے چلنا (2) جاہلوں کا مقابلہ سلام سے کرنا (3) شب بیداری کرنا یعنی رات کو عبادت الٰہی میں مصروف رہنا (4) خدا کے حضور میں دوزخ سے رہائی کی دُعا مانگنا اسراف سے بچنا اور میانہ روی اختیار کرنا (6) خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارنا (7) کسی کو ناحق قتل نہ کرنا (8) زنا نہ کرنا (9) غلط کام سرزد ہو جانے پر توبہ کر لینا (10) جھوٹی گواہی نہ دینا (11) بیہودہ مشاغل سے بچے رہنا (12) خدا کی آیتوں کو سوچ سمجھ کر عقیدت مندانہ سننا (13) اپنے اور اپنی بیوی اور بچوں کے واسطے دینداری اور امانت کی دُعا کرنا۔

ارشادِ خداوندی۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ مَرَحًا اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ، كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا۔

ترجمہ:۔ زمین میں اکڑ کر نہ چلا کرو۔ (کیونکہ اس دھاکہ کے ساتھ چلنے سے تو زمین کو پہاڑ نہیں پھاڑ سکے گا اُن تمام باتوں میں سے جو بھی بری ہیں وہ تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہیں۔

تواضع وانکساری بھی قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے

تواضع اور خاکساری کو اپنے لئے ہمیشہ لازم سمجھتے رہئے تواضع کے معنی عاجزی وانکساری (خاکساری اور فروتنی کے ہیں یعنی اپنے کو دوسروں سے چھوٹا سمجھنا اور لوگوں سے نرمی کے ساتھ پیش آنا تکبر، غرور، فخر، بڑائی، عجب اور گھمنڈ نہ کرنا تواضع وخاکساری انسان کی بڑی خوبی ہے اس صفت سے اللہ تعالٰی بھی بہت خوش ہوتا ہے اور لوگ بھی خوش ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے آیت مذکورہ میں بتلا دیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ان اللہ اوحی الی ان تواضعوا حتی لا یفخر احد علی احد ولا یبغی احد علی احد۔ ......(ابوداؤد)

اللہ تعالٰی نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ آپس میں تواضع اور خاکساری سے پیش آؤ تا کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر ظلم وتعدّی کرے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ حسن بصریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ بہترین بات ارشاد فرمائی ہے کہ مومنوں کی آنکھیں ان کے کان اور ان کے اعضاء جھکے اور رکے ہوئے ہیں یہاں تک کہ بیوقوف لوگ انہیں بیمار سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ خوفِ خدا سے جھکے رہتے ہیں آخرت کا علم دنیا طلبی سے اور یہاں کے ٹھاٹھ سے انہیں روکے ہوئے ہے یہ قیامت کے دن کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے غم کو ہم سے دور کر دیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ انہیں دنیا میں کھانے پینے وغیرہ کا غم لگا رہتا تھا۔ نہیں خدا کی قسم دنیا کا کوئی غم ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتا تھا ہاں انہیں آخرت کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا تھا جنت کے کسی کام کو وہ بھاری نہیں جانتے تھے ہاں جہنم کا خوف انہیں رُلاتا رہتا تھا جو شخص خدا کے خوف دلانے سے بھی خوف نہ کھائے اِس کا نفس حسرتوں کا مالک ہے جو شخص کھانے پینے کو ہی خدا کی نعمت سمجھے وہ کم علم ہے اور عذابوں میں پھنسا ہوا ہے۔

لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباعضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا ولا یحل لمسلم ان یھجر اخاہ فوق ثلاث۔

آپس میں مقاطعہ مت کرو اور نہ ملاقات کے وقت منہ موڑو نہ بغض وکینہ رکھو اور نہ حسد کرو اللہ کے بندے بن کر آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے۔

(4) **قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ، اَلَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خٰشِعُوۡنَ ، وَالَّذِيۡنَ هُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ ......(سورۃ مومنون)**

یقیناً ایمان داروں نے نجات حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں جو لغو سے منہ موڑ لیتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔

وَاِذَا سَمِعُو اللَّغْوَ اَعْرِضُوْا عَنْہُ۔ (سورۃ قصص)

مومن لوگ بیہودہ باتیں سن کر منہ پھیر لیتے ہیں۔

انہیں لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ، تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ، فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ،

ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور تکبر سے الگ تھلگ رہتے ہیں ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں اپنے رب کو خوف اور اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے وہ خرچ کرتے ہیں کوئی نفس نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیلئے پوشیدہ کر رکھا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے یہ اس کا بدلہ ہے۔یعنی سچے ایمانداروں کی نشانی یہ ہے کہ وہ دل کے کانوں سے ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں دل یہ زبان سے بر حق جانتے ہیں سجدے کرتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اتباع حق سے جی نہیں چراتے اور نہ اکڑتے اور غرور کرتے ہیں یہ بری عادت تو کافروں کی ہے۔

4قسم کے جنتی لوگ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار کے قسم کے جنتی جنت میں جائیں گے متقین یعنی پرہیز گار پھر شاکرین یعنی شکر گزار، پھر خائفین یعنی خوف خدا رکھنے والے، پھر اصحاب یمین یعنی کے دائیں ہاتھ میں نامئہ اعمال ملے ہونگے پوچھا گیا کہ انہیں اصحاب یمین کیوں کہا جاتا ہے جواب دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے نیکیاں، بدیاں سب کیں تھیں ان کے نامئہ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے اپنی بدیوں کا ایک ایک حرف پڑھ کر یہ کہنے لگے کہ خدایا ہماری نیکیاں کہاں ہیں یہاں تو سب بدیاں لکھی ہوئی ہیں اس وقت اللہ تعالی ان بدیوں کو مٹادیگا اور ان کے بدلے نیکیاں لکھ دے گا انہیں پڑھ کر خوش ہو کر اب تو یہ دوسروں سے کہیں گے آؤ ہمارے اعمال نامے دیکھو جنتیوں کے اعمال اکثر اس قسمکے ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ

رحمن کے نیک بندوں کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ جھوٹی شہادت نہیں دیتے۔

محبتِ خداوندی کا ایک عجیب انداز

حدیث میں آتا ہے کہ اگر ستر ماؤں کی محبت جمع کی جائے تو یہ محبت تھوڑی ہے اللہ کو اپنے بندوں سے محبت زیادہ ہے جس رب کریم کو بندوں سے اتنا پیار ہے اس سے معافی مانگتے ہوئے اگر آنسو نکل پڑیں تو رحمتِ الٰہی جوش میں آجاتی ہے اس لئے حدیث پاک کا مفہوم ہے۔

اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْئٍ

میری رحمت ہر چیز پر غالب ہے۔

پس اگر ایک شخص کو ہزار سال کی عمر دی جائے اور وہ ایک لمحہ بھی مصیبت و نافرمانی کے بغیر نہ گزارے تو بھی اس کے گناہ تھوڑے ہوں گے اللہ کی رحمت زیادہ ہے اگر وہ سچی توبہ کریگا تو قبول ہو گی بلکہ فرمایا اے میرے بندے تیرے گناہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں سے زیادہ ہیں تیرے گناہ آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں تیرے گناہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہیں تیرے گناہ ساری دنیا کے ریت کے ذرّات سے بھی زیادہ ہیں پھر بھی تیرے گناہ تھوڑے ہیں میری رحمت زیادہ ہے بلکہ یوں فرمایا اے میرے بندے تو نے توبہ کی پھر توڑ دی پھر توبہ کی پھر توڑ دی۔ اے میرے بندے اگر تو نے سو دفعہ توبہ کی اور سو دفعہ توڑ دی۔

میرا در اَب بھی کھلا ہے تو آجا توبہ کر لے میں تیری توبہ قبول کر لوں گا۔

سچے محب کی تین علامات

عن النبی انہ قال صدق المحبۃ فی ثلاث خصال ان یختار کلام حبیبہ علی کلام غیرہ و یختار مجالسۃ حبیبہ علی مجالسۃ غیر و یختار رضا حبیبہ علی رضاء غیرہ۔

محسن صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت نے فرمایا کہ

دعویٰ محبت میں سچا ہونے کی تین علامتیں ہیں محبوب کے کلام کو دوسروں کے کلاموں پر ترجیح دینا محبوب کی مجلس کو فوقیت دینا دوسروں کی مجالس پر، محبوب کی رضا و خوشنودی کو پیشِ نظر رکھنا دوسروں کی خوشنودی کے مقابلہ میں۔

محبت معرفت کی پہچان ہے؟

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال المحبہ اساس المعرفہ والعفہ علامۃ الیقین وراس الیقین التقوی والرضی بتقدیر اللہ تعالی۔

محبت معرفت کی بنیاد ہے اور پاکدامنی یقین کی علامت ہے اور یقین کی جڑ پرہیز گاری اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہونا ہے۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو اللہ کی ملاقات کی خواہش کرتا ہے اللہ بھی اس کی ملاقات کی خواہش کرتا ہے اور جو اللہ کی ملاقات کی خواہش نہیں کرتا اللہ بھی اس کی ملاقات کی خواہش نہیں کرتا۔

حصول حلاوت ایمان کے تین نسخے

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار ......(رواہ البخاری)

یعنی تین چیزیں جس میں ہوں اس نے ایمان کی حلاوت پالی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ قریب ہو کسی سے محبت کرے تو اللہ کیلئے کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند کرے جس طرح وہ نار جہنم میں پھینکے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بندے سے اظہارِ محبت

اللہ تعالیٰ کی تو یہ چاہت ہے کہ سارے دنیا کے اِنسان اللہ کے محبوب بن جائیں مگر کوئی اس قول کی دلیل پوچھے تو یہ حدیث قدسی یہیں ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

یا ابن آدم انی لک محبا اے آدم کی اولاد میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ حدیث قدسی کے مذکورہ بالا جز میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سے محبت کا اظہار فرمایا۔

اور بندہ سے پہلے اپنی محبت کا تذکرہ فرمایا تا کہ بندہ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ اپنے بندے سے بہ نسبت اس سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس کے بعد اس حدیث کے دوسرے حصّے میں فرمایا

فبحتمی علیک

تجھے میرے حق کی قسم یا میرا تجھ پر حق ہے۔ یعنی تُجھ پر میرے احسانات ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس حدیث کے آخری حصّہ میں اپنے اصل مدعا کا اظہار فرمادیا۔

کن لی محبا۔۔۔۔۔۔ اس وجہ سے تو بھی مُجھ سے محبت کر

اس حدیثِ قدسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ساری اِنسانیت کو اپنی دوستی اور محبت کا پیغام دے دیا ہے۔ اب یہ بندے کے اپنی ظرف یہ ہے وہ اپنے خالق مالک کے پیغام محبت پر لبیک کہتے ہوئے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرے اور اس کی چاہت کے مطابق زندگی گزارے یا پھر کم ظرفی کا مظاہرہ کرے نفس شیطان سے دوستی کرے اور تباہی وبربادی اور ہلاکت کا راستہ اختیار کرے۔ اور دوسری بات یہ کہ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے سے محبت کرنے کی دووجوہات کو بیان فرمایا۔

یعنی مُجھ سے محبت کرنے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ میری چاہت یہ ہے کہ تم مجھ سے محبت کرو اور دوسری وجہ یہ کہ مُجھ سے محبت میرے اِحسانات کی وجہ سے کرو۔

یارَب ذوالجلال ماں سے 70 گنا زیادہ محبت کرتے ہیں۔

یااللہ جل شانہ ماں سے زیادہ مہربان ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس میں تشریف فرماہیں ایک صحابی چادر میں ایک پرندا کو مع اس کے بچوں کے باندھ کر لاتے ہیں اور واقعہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ میں نے ایک جھاڑی سے ان بچوں کو اُٹھاکر کپرے میں لپیٹ لیاماں نے یہ دیکھاتومیرے سر پر منڈلانے لگی میں نے ذرا کپڑے کو کھول دیاتو وہ فوراً آکر میرے ہاتھ پر بچوں پر گر پڑی ارشاد ہوا کیا بچوں کے ساتھ ماں کی اس محبت پر تم کو تعجب ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا جو محبت اس ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ہے خدا کو اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ ہے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سفر میں تشریف فرماتھے ایک دِن ایسا اتفاق ہوا کہ کسی گاؤں میں آپ کا قیام تھا وہاں کسی جگہ پر ایک عورت اپنا چھوٹا سا بچہ اپنی گود میں لئے ہوئے روٹیاں پکانے کا تندور جھوک رہی تھی۔ پھر جب اس تندور میں آگ کی لپٹ باہر آئی تھی تو وہ عورت بہت کوشش سے اپنے بچے کو آگ سے بچاتی تھی کہ کہیں اس کو آگ کی گرمائی نہ لگے پھر جب اس عورت کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کے آنے کا حال معلوم ہوا تو وہ اپنے بچے کو گود میں لئے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے حبیب مہمان کیا آپ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے فرمایا نعم ہاں میں ہی اس کا رسول ہوں یہ سن کر عورت نے آپ سے سوال کیا کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے آپ نے فرمایا کہ نعم ہاں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر سب سے زیادہ مہربان ہے پھر اس عورت نے سوال کیا کہا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ماں سے ستر حصے زیادہ مہربان ہے فرمایا کہ نعم ہاں ماں سے ستر حصے زیادہ مہربان ہے یہ سن کر عورت نے کہا کہ ماں اپنے بچے کو آگ سے بچاتی ہے اللہ اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ میں کس دِل سے جلائے گا (مشکوٰۃ) وعن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنه قال قدم رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بسبی فأذا امراۃ من النبی تسعی اذا وجدت مبیاً فی السبی اخذته فالذقته ببطنها فارفعته فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الرون هذه المراۃ طارحة ولد هافی النار قلنا واللہ فقال اللہ ارحم بعبادہ من هذه بولدها ......(متفق علیه)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے ان میں سے ایک قیدی عورت دوڑتی پھر رہی تھی جب وہ کسی بچے کو دیکھتی تو اس کو اٹھا کر اپنی چھاتی سے لگا لیتی اور دودھ پلانے لگتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے ہم نے عرض کیا خدا کی قسم نہیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس عورت سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جس قدر یہ عورت اپنے بچے پر شفقت کر رہی ہے۔(بخاری و مسلم و مشکوۃ)

عرش الٰہی کے سایہ تلے؟

ارشادِ خداوندی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا لَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ نُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ......(النساء 5)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے ہم عنقریب انہیں ان جنتوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے وہاں صاف ستھری بیویاں ہوں گی اور ہم انہیں گھنی چھاؤں اور پوری راحت میں لے جائیں گے جہاں ان کے محلات میں باغات میں راستوں میں نہریں جاری ہوں گی کہ جہاں جی چاہے انہیں لے جائیں۔یعنی وہ ایماندار اور عمل صالح والے جنت عدن میں ہوں گے جس کے چپے چپے پر نہریں جاری ہوں گی پھر سب سے اعلیٰ لطف یہ ہے کہ یہ تمام نعمتیں ابدی اور ہیشگی والی ہوں گی نہ انہیں زوال آئے گا اور نہ ان میں کمی ہو گی نہ وہ واپس لے لی جائیں گی نہ وہ فنا ہوں گی نہ سڑیں گی نہ بگڑیں گی نہ ختم ہوں گی پھر ان کے لیے وہاں حیض و نفاس سے گندگی اور پلیدی سے میل کچیل اور بو باس سے رذیل صفتوں اور واہیات اخلاق سے پاک بیویاں ہوں گی اور گھنے لمبے چوڑے سائے ہوں گے جو بہت فرحت والے بڑے سرور والے راحت افزا

دِل خوش کن ہوں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ تلے ایک سو سال تک بھی ایک سوار چلا جائے تو اس کا سایہ ختم نہ ہو گا یہ شجرۃ الخلد ہے (ابن جریر۔ابن کثیر)

یہ ظل ظلیل اور راحت اور سامان ایمان اور اعمال صالح کے دولت سے ملے ہیں یہی رحمت الٰہی کا سایہ ہے جو قیامت کے روز جب کہ سوائے عرش الٰہی اور رحمت الٰہی کے کوئی سایہ نہیں ہو گا اس ظل ظلیل سایہ رحمت کے مستحقین وہ لوگ ہوں گے جن کی پوری تفصیل حدیثوں میں آئی ہے بخاری و مسلم کی حدیث میں سات قسم کے لوگ ہوں گے جن میں وہ سات خصلتیں پائی جائیں گی حافظ ابن حجر نے بہت تلاش اور جستجو کے بعد اور بھی خصلتوں کو بیان فرمایا ہے جن کو انہوں نے فتح الباری شرح بخاری اور اپنے رسالہ معرفتہ الخصال الموصلۃ للظلال میں لکھا ہے کہ ان کی تعداد اَٹھائیس تک بیان کی ہے علامہ جلال الدین میں سلوطی نے اپنے کتاب تمہید الفرش فی الخصال الموديۃ لظل العرش میں ستر کے قریب لکھا ہے ہم قارئین سامعین اور ناظرین کے لئے ان سب کو مختصراً بیان کیے دیتے ہیں تا کہ ان سب اعمال کو یا ان میں سے کسی ایک کو حاصل کر کے عرش الٰہی کے سایہ کے مستحق ہو جائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عرشِ عظیم کا سایہ عطا فرمائے۔ آمین بخاری کی حدیث ملاحظہ فرمائیں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بسعۃ یظلھم اللہ فی ظلہ یوم لاظل الا ظلہ الامام العادل وشاب نساء فی عبادۃ ربہ ورجل قلبہ محلق فی المساجد ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علیہ وتفرقا علیہ ورجل طلبتہ ذات منصب وجمال فقال انی اخاف اللہ ورجل تصدق اخفاء حتی لا تعلم سمالہ ما تنفق یمینہ ورجل ذکر اللہ حالیا ففاضت عیناہ۔

ترجمہ:۔ سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اُس کے سایہ کے سوا اور کہیں سایہ نہ ملے گا ایک تو انصاف کرنیوالا حاکم دوسرا وہ جوان جو جوانی کی اُمنگ سے خدا کی عبادت میں رہا تیسرا وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہے۔ چوتھا وہ دو آدمی جنھوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے دوستی رکھی اور زندگی بھر دوست رہے اور دوستی ہی پر مرے پانچواں وہ مرد جس کو مرتبہ والی خوبصورت عورت نے برے کام کیلئے بلایا اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں چھٹا وہ مرد جس نے اللہ کی راہ میں ایسے چھپا کر صدقہ دیا کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا بائیں ہاتھ تک اس کی خبر نہ ہوئی ساتواں وہ مرد جس نے اکیلے ہی اللہ کو یاد کیا اس کی آنکھیں بہہ نکلیں۔

یہ حدیث موطا امام مالک نسائی ترمذی میں بھی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اپنی کتاب صحیح بخاری میں 4 جگہ بیان کیا ہے۔

کتاب الصلوۃ کتاب الزکوۃ کتاب الحدود کتاب الرقاق یہ حدیث فضائل میں سب سے بڑھ کر اور سب سے زیادہ منہ اور سب سے زیادہ صحیح ہے۔

علامہ کرمانی نے اس کی جاہلیت کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ اطاعت کی بجا آزادی دو طرح سے ہوتی ہے بندے اور خالق کے درمیان بندے اور خلق کے درمیان پہلی صورت کی عبادت لسانی ذکر اللہ ہے عبادت قلبی مساجد سے دل کا اٹکار ہتا ہے۔ عبادتِ بدنی اطاعتِ الٰہی میں نشو و نما پاتا ہے۔ اور دوسری صورت میں جس عبادت کا تعلق عام خلق سے ہے۔ وہ عدل و انصاف ہے اور جس کی بجا آوری خاص لوگوں کے ساتھ متعلق ہے۔ اور اس کا تعلق الگ سے ہے وہ باہمی محبت ہے اور جو مال سے متعلق ہے وہ صدقہ ہے اور جس کا بدن سے تعلق ہے وہ عِفّت ہے فتح الباری حدیث سے مراد امام سے مراد بادشاہ اور حاکم اور خلیفہ وقت ہے عادل وہ شخص ہے جو صحیح طور پر خدا اور رسول کا متبتع ہو اور افراط و تفریط میں اپنے اور پرائے میں کوئی تفریق نہ کرتا ہو کیونکہ عدل و انصاف ہی کی وجہ سے دنیا میں اَمن قائم رہ سکتا ہے اور ظلم و تعدّی سے فتنہ و فساد برپا ہوتا ہے یہ انصاف کرنے والا بادشاہ دراصل فتنہ وفساد کا روکنے والا ہوتا ہے اور امن و سلامتی کا ذریعہ بنتا ہے اور مخلوق خدا اس سے آرام پاتی ہے اس کیلئے قیامت کے روز عرش الٰہی کے سایہ میں ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ منصف بادشاہ اور بھی بڑے بڑے درجے ہیں۔ دوسرا وہ نوجوان شخص ہے جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں مست ہوئی گویا جوانی ہی میں عبادت میں اس کی نشو و نما ہوئی اور یہ بڑے کمال اور خوبی کی بات ہے کیونکہ جوانی دیوانی مشہور ہے جیسا کہ حدیث شریف میں **الشلب شعبة من الحبون** یعنی جوانی بھی دیوانگی کی قسم سے ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔

در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری ست

وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

توبہ از بادہ در آغاز جوانی کردم

اوّل مستی من بود کہ ہشیار شدم

نوجوانی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہنے سے عرش الٰہی کے سایہ کا مستحق ہوتا ہے۔

مساجد سے محبت کرنا بھی محبت الٰہی ہے تیسرا وہ شخص ہے جس کا دل ہر وقت مسجد میں جاتے اور عبادت کرنے کو چاہتا ہے گویا اس کا دل مسجد میں لٹکا ہوا ہے اگرچہ وہ مسجد سے باہر کہیں بھی ہو ہر وقت مسجد میں ضروری نہیں ہے جیسا کہ امام مالکؒ نے موطا میں فرمایا ہے۔

ورجل قلبه معلق بالمسجد اذا خرج منه حتى يعود اليه

اور وہ شخص کہ جب وہ مسجد سے باہر آتا ہے تو اس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے جب تک لوٹ کر نہ آئے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا دل مسجد کی محبت سے وابستہ ہے جب ایک نماز پڑھ کر مسجد سے چلا جاتا ہے تو دوسری نماز کا منتظر رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت آئے اور مسجد میں جا کر دوبارہ نماز پڑھ سکے اس

سے یہ ثابت ہوا کہ نماز کا بھی اہتمام رکھتا ہے اور جماعت کا بھی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمیشہ وہ مسجد ہی میں بیٹھا رہے اور کبھی باہر نہ نکلے جب کسی کام کیلئے وہاں سے چلا آتا ہے تو اس کے دل میں لگن رہتی ہے کہ پھر مسجد میں جا کر وہاں نماز پڑھے اور اعتکاف کرے۔

اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرنا

(محبت باہمی سے مراد یہ ہے کہ فقط اظہار دوستی نہ ہو بلکہ)

محبت حقیقی اور واقعی ہو نیز اس دینی محبت میں دوام بھی ہو جو کسی دنیوی سب سے منقطع نہ ہو اسلامی محبت افضل الاعمال اور اکمل الایمان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من احب للہؒ وابغض للہؒ واعطیٰ للہؒ و منع للہؒ و نصح للہؒ ویعمل لسانہ فی ذکر اللہؒ فقد استکمل الایمان ...(ترمذی، ابوداؤد) جس نے اللہ کیلئے محبت کی اور اللہ ہی کیلئے عداوت کی اور اللہ ہی کے واسطے دیا اور اللہ ہی کے لئے نہیں دیا اور اللہ ہی کیلئے خیر خواہی کی اور اپنی زبان کو ذکر الہٰی میں لگائی رکھا تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔ ایسے ایمان کامل والے عرش الہٰی کے سایہ کے مستحق ہوں گے خواہ مرد ہوں یا عورت جس میں یہ خوبی پائی جائے گی وہ انعام الہٰی کا مستحق ہو گا۔

مومن خلوت جلوت میں بھی اللہ سے ڈرتے ہیں

حسین اور خوب صورت عورت ناشائستہ حرکت کی طرف بلانے والی سے یہ کہہ دینا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں یہ بہت بڑی خوبی کی بات ہے جاہ و جمال ہی کی وجہ سے لوگوں کو صنف نازک کی طرف زیادہ توجہ ہوتی ہے پھر جمال و کمال مال و منال ان سب کا عورت میں جمع ہونا نایاب ہوتا ہے اس پر ستم بالائے ستم یہ کہ خود ہی دوسرے مرد کو ایسی نازیبا حرکت کیلئے بلائے تو ظاہر ہے کہ ایسے تمام مواقع بہم پہنچنے کے باوجود بھی اللہ تعالٰی کے خوف سے اپنے دامن کو گنہگاری کے دھبہ سے بچالینا کوئی معمولی کام نہیں خوفِ الہٰی کی قید اور شرط اس جگہ اس لیئے ضروری ہے کہ بہت سے مرد اور عورتیں زناکاری کو شرافت کے خلاف سمجھتے ہیں یا غیر کے مطلع ہونے سے ڈرتے ہیں اور اسلئے مرتکب حرام کاری نہیں ہوتے ظاہر ہے کہ ان کا زنا سے باز رہنا خدا کے خوف اور ڈر سے نہیں ہوتا بلکہ صرف اسلئے کہ شرافت پہ دھبہ نہ آنے پائے یا غیر اس پر مطلع نہ ہو جائے لہٰذا حدیث میں فقال انی اخاف اللہ فرمایا یہ سایہ اور بہشت اسی خوف کا نتیجہ ہے۔

خوفِ خداوندی کے انعامات

قرآن میں ارشاد ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ (رحمن)

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اس کیلئے دو باغ ہوں گے۔

اور دوسری جگہ فرمایا۔

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَہَی النَّفْسَ عَنِ الْہَوٰی ، فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ہِیَ الْمَاْوٰی ......(النازعت)

اور جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکا بے شک اس کا ٹھکانہ جنت ہے۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے انی اخاف اللہ اس نے زبان سے کہا تھا تا کہ عورت کو اس کا عذر معلوم ہو جائے اور خود بھی خوفِ الٰہی سے اس برائی کا ارتکاب نہ کرے اور اس کا بھی احتمال ہے کہ مرد اپنے دل ہی دل میں کہے کہ میں تو خدا سے ڈرتا ہوں کہ تقویٰ کا تعلق دل سے ہے بہر حال یہ بات صرف اس طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ انسان کا دل اللہ کے خوف سے بھرپور ہو اور خود حیا اور تقویٰ سے معمور ہو حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے۔

اخرجو من النار من ذکرنی یوما او خافنی فی مقام

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا اس کو دوزخ سے نکال لاؤ جس نے کسی دن مجھے یاد کیا تھا یا کسی دن مجھ سے ڈرا ہو۔

وعزتی لا اجمع علی عبدی خوفین او امنین اذا خافنی فی الدنیا امنتہ یوم القیامۃ واذا امنی فی الدنیا اخفتہ فی الاخرۃ۔

اپنی عزت کی قسم میں اپنے بندوں پر ڈر و خوف، دو امن جمع نہیں کروں گا جب دنیا میں مجھ سے ڈرا آخرت میں امن دوں گا اور جب دنیا میں نڈر رہا تو آخرت میں ڈراؤں گا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا۔

اذا اتشعر جلہ العبد من خشیۃ اللہ ۔

جب بندے کا بدن خدا کے خوف سے کانپ جائے یعنی خدا کے خوف سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں۔

تجافت عنہ ذنوبہ کما یتحافت عن الشجرۃ الیابسۃ ورقھا (بیہقی)

تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ تو جو برے کام کو اللہ کے خوف سے چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے آغوش رحمت میں لے لیتا ہے اور قیامت کے روز عرشِ الٰہی کے سایہ تلے جگہ دے گا۔ جو شخص اخلاص اور نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں صدقہ خیرات کرتا ہے کہ سوائے خدا اور اس کے کوئی نہیں جانتا وہ بھی عرشِ الٰہی کے سایہ کا مستحق ہو گا۔

خوفِ الٰہی سے اشک باری کرنے والا

تنہائی میں ذکر الٰہی اور خوف الٰہی سے اشک باری کرنے والا بھی عرش الٰہی کے سایہ کا مستحق ہو گا اس ذکر سے مراد عام ذکر ہے خواہ زبان سے ہو یا دل سے یا دونوں سے ہو خواہ قرآن مجید کی تلاوت ہو یا حدیثوں کی دُعائیں ہوں اور تنہائی سے مُراد یہ ہے کہ کوئی اور موجود نہ ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰه ......(النور)

وہ مرد کہ غافل نہیں ہوتے سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے دست و پکار و دل بیار سفر در وفن اور خلوت اور انجمن اسی عبارت سے ہے۔ داند دے کہ در باو دا اوہ اند چست از خلق دور افتن و تنہا گریستن! آنسو بہتے ہیں لیکن حدیث میں آنکھوں کا بہتا مذکور ہے۔ یہ مبالغہ ہے اور کثرت بکاء کا کنایہ گویا آنکھیں خود آنسو بن گئیں امام قرطبی کا قول ہے کہ ذاکر کا رونا اپنے حال کے مطابق اس وقت جو چیز اس پر طاری ہوتی ہے اس کے لحاظ سے ہوتا ہے چنانچہ وہ اوصاف جلال کی حالت میں خوف الٰہی سے روتا ہے اور اوصاف جمال کی حالت میں شوق الٰہی میں روتا ہے۔

دو قطرے اللہ کو بہت پسند ہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ما من عبد مومن یخرج من عینیه دموع وان کان مثل رائس الذباب من خشیة الله ثم یعیب شیئا من حر وجهه الا حرمة الله علی النار۔۔

ترجمہ:۔ جب بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو اللہ کے خوف سے نکلے اگرچہ مکھّی کے سر کے برابر ہوں اور پھر اس کے چہرہ کے کسی حصّہ پر بہہ نکلے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو آگ پر حرام کو دیتا ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت ہو یا حدیثوں کی دُعائیں ہوں اور تنہائی سے مُراد یہ ہے کہ کوئی اور موجود نہ ہو۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ ......(النور)

وہ مرد کہ غافل نہیں ہوتے سودا کرنے میں نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے دست وپکار ودل بیار سفر درو فن اور خلوت اور انجمن اسی عبارت سے ہے۔

داند دے کہ در باوداوہ اند چست

از خلق دور افتن وتنہا گریستن!

آنسو بہتے ہیں لیکن حدیث میں آنکھوں کا بہتا مذکور ہے۔ یہ مبالغہ ہے اور کثرت بکاء کا کنایہ گویا آنکھیں خود آنسو بن گئیں امام قرطبی کا قول ہے کہ ذاکر کارونا اپنے حال کے مطابق اس وقت جو چیز اس پر طاری ہوتی ہے اس کے لحاظ سے ہوتا ہے چنانچہ وہ اوصاف جلال کی حالت میں خوف الٰہی سے روتا ہے اور اوصاف جمال کی حالت میں شوق الٰہی میں روتا ہے۔

دو قطرے اللہ کو بہت پسند ہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ما من عبد مومن يخرج من عينيه دموع وان كان مثل رائس الذباب من خشية الله ثم يعيب شيئا من حر وجهه الا حرمة الله على النار۔۔

ترجمہ:۔ جب بندہ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو اللہ کے خوف سے نکلے اگرچہ مکھّی کے سر کے برابر ہوں اور پھر اس کے چہرہ کے کسی حصّہ پر بہہ نکلے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ کو آگ پر حرام کو دیتا ہے۔

نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ذكر الله فضا خست عيناه من خشية الله حتى احبب الارض من دموعه لم يعذب يوم القيامة ......(حاكم ترغيب)

جو اللہ کو یاد کرکے اللہ کے خوف سے اتنا روئے کہ اس کے آنسو زمین پر گریں تو قیامت کے دن اس پر عذاب نہیں ہو گا۔

رہبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ثلثة لا ترضی اعینهم النار عین حرست فی سبیل الله وعین بگت من خشیة الله وعین لفت عن محارم الله
......(طبرانی)

ترغیب تین قسم کی آنکھیں دوزخ نہیں دیکھیں گی ایک وہ آنکھ جو رات بھر اللہ کے راستے (جہاد) میں پہرہ دے دوسری وہ آنکھ جو صرف اللہ تعالیٰ کے خوف سے تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو نہ دیکھے۔

نجات وکامرانی

حضرت عقبہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔

یارسول الله ما النجاة قال امسک علیک لسانک ویسعک بیتک رابک علی خطیئتک ......(ترمذی)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز سے نجات ہے یعنی کیا کام کرنے سے دوزخ سے نجات ہو جائے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی زبان کو روکے رکھو اور کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالو اور تمہارا گھر تم کو کافی رہے یعنی گھر میں زیادہ تر رہو بلا ضرورت باہر مت جاؤ اور اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے خوف میں رونے کی اور آنسو بہانے کی بڑی فضیلت ہے ایسا شخص عرشِ الٰہی کے سایہ میں رہنے کا مستحق ہے اس میں سب برابر ہیں خواہ مرد ہو یا عورت مسجد میں ہو یا گھر میں۔

علاّمہ ابو شامہ عبد الرحمان بن اسماعیل رحمہ اللہ نے ان ساتوں کو ایک نظم میں ہی خوب بیان فرمایا۔

وقال النبی المعطفی ان سبغة

یظلهم الله الکریم بظله

محب عفیف ناسی متصدق

وباک مصل والامام بعدله

یعنی نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ کریم اپنے عرش سایہ میں سایہ دے گا۔

(1)محبت کرنے والا (2)پاک دامن (3)اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی پھیلانے والی۔ یا کو گزارنے والا(4) اخلاص سے صدقہ دینے والا(5)خدا کے خوف سے رونے والا(6)نماز جس کا دل ہر وقت مسجد میں لٹکا رہے (7)منصف اِمام اِن کے علاوہ اور بھی خوش نصیب لوگ ہیں جو خاص خاص نیکیوں کی وجہ سے عرشِ الٰہی کے سایہ کے مستحق ہونگے۔(8)جو مقروض کو مہلت دے دیتا ہے۔ یا اس قرض کو بالکل معاف کر دیتا ہے۔

محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی

من انظر مقسرا او وضع له اظله الله فی ظله یوم لاظل الا ظله

یعنی جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا اس سے در گذر کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دن میں سایہ دے گا جس دن اس کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا۔

مجاہد فی سبیل اللہ

رحمتِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

من اعان مجاهدا فی سبیل الله اوغارما فی عسرته او مکاتبا فی رقبته اظله الله یوم لا ظل الا ظله ۔ (حاکم، فتح الباری، بدور السافره)

جس نے مجاہد فی سبیل اللہ کی مدد کی یا قرض دار کی تنگی میں اس کی اعانت کی یا غلام مکاتب کی گردن آزاد کرنے میں اس کی مدد کی تو اس کو اللہ تعالیٰ اس دن سایہ دے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہو گا۔

سایہ عرشِ الٰہی تلے

رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے فرمایا

التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیمة۔ (دیلمی)

سچا تاجر امانت دار عرش الٰہی کے سایہ تلے ہو گا۔

وضو کرنے والا سایہ عرشِ الٰہی تلے

(1)جو شخص دشواریوں کے باوجود وضو کی تکلیف اُٹھاتا ہے۔

(2)جو اندھیری رات میں چل کر مسجد میں نماز کیلئے پہنچتا ہے۔

(3)جو بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔

عظیم رہبر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ثلث من کن فیه واظله الله تحت ظله عرشیه یوم لا ظل الا ظله الوضوء علی المکاره والمنتشی الی المساجد فی الظلم واطعام الجامع (اقبهانی)

متعلّم قرآن عرش کے سایہ تلے

حملة القرآن فی ظل الله یوم لا ظل الا ظله مع انبیاء واصفیابه (دیلمی)

ترجمہ قرآن مجید اُٹھانے والے اور اُس کی خدمت کرنے والے اور اس کے پڑھنے پڑھانے والے خواہ حافظ ہوں یا غیر حافظ ہوں خود بھی اس پر عمل کرنے والے اور دوسروں کو اس پر عمل کروانے والے روزِ محشر اللہ کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ وہ نبیوں اور ولیوں کے ساتھ ہوں گے۔ معلوم ہوا قرآن مجید پڑھانے والے علماء مساجد و مدارسوں میں طلباء کو قرآن مجید کی تعلیم سے آراستہ کرنے والے اُستاد و شیخ بھی اسی صفت سے متصف ہیں۔ اللہ ہمیں قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرنے کی توفیق دے۔۔(آمین ثم آمین)

لہٰذا یہ سات بندے اللہ ہی کے محبت کی وجہ سے اِن میں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں اسی لئے اللہ اپنے محبوب بندوں کو اپنے عرش الٰہی تلے جگہ عطا فرمائیں گے۔

درجہ محبوبیت

اِنسان کو محبوبیت کا درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب اس کی آنکھوں میں اس کے کانوں میں اس کے ہاتھ پاؤں میں بلکہ تمام اعضاء جوارح کا غیر اللہ کا کچھ حصّہ نہ رہے اسی حدیث سے ابن قیم رحمہ اللہ نے کتاب الروح میں یہ ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کا قلب صاف آئینہ بن جاتا ہے اور اس سے تمام

چیزوں کو اپنی حقیقت پر دیکھتے ہیں۔ پس اس کا دل صاف آئینہ ہو جاتی ہے اور اس آئینہ صافی میں اشیاء کی حقیقی عورتیں ظاہر ہوتی ہیں اس کی فراست خطاء نہیں کرتی کیونکہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتا تو اس چیز کو اپنی اصل صورت پر دیکھتا ہے اور جب سنتا ہے اِسے اپنی اصل پر سنتا ہے۔ جو شخص مذکورہ بالا فرائض و نوافل ایمانی صفات کی منزلوں کو طے کرکے قرب خاص کو حاصل کرلیتا ہے تو ایسے شخص کو کیا انعام بارگاہِ الٰہی سے ملتا ہے۔ اس انعام کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مُجھے نوافل سے خوش کر دیتا ہے تو۔ جب میں اس کو دوست بنالیتاہوں (اس سے محبت کرنے لگتاہوں) تو میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں یعنی اس کا سننا گویا میرا سننا ہے اس کا دیکھنا میرا دیکھنا ہے۔ اس کا چھونا میرا چھونا ہے اس کا بولنا میرا بولنا ہے۔ آعبدیت کی معراج ہے جو صرف محبوبانِ الٰہی ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مقربین بارگاہِ الٰہی کی سمع میں غیر اللہ کا کوئی حصہ نہیں رہتا اور نہ ہی اِن آنکھوں میں غیر خدا کا کوئی حصّہ رہتا ہے اور نہ ہی اِن کے تمام اعضاء میں اگر ان کے اعضاء میں غیر خدا کا کچھ بھی دخل رہتا تو اللہ تعالی یہ نہ فرماتا کہ میں اس کا کان اور آنکھ ہوں۔

اِن تمام مذکورہ بالا اعمال صالح سے قرب الٰہی کی منزلیں طے ہوتی ہیں اور قربِ الٰہی کے ثمرات سے کہ جلال و جمال کا نور اس کے اعضاء وجود میں سرایت کر جاتا ہے۔

جو میری قربت و محبت کا متلاشی ہو؟۔۔۔

راوی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی ہے۔ کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بندہ اپنی اطاعتوں سے میری قربت کو اس قدر ڈھونڈتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ یہاں تک میں اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔

یہ دولت، یہ نعمت، یہ سعادت

معرفتِ الٰہی کے راستے معرفتِ الٰہی کے حصول کا راستہ کیا۔

اس موضوع پر بہت سے اولیاء اصفیاء صوفیاء اکرام نے قلم اُٹھایا ہے امام غزالی رضی اللہ عنہ نے بھی اس موضوع پر بڑی جامع بحث کی ہے لیکن سب سے دل نشیں بحث اِمام ابن قیم نے اپنی تصنیف مدارج السالکین میں کی ہے اس بحث کی تلخیص پیش کرتی ہوں۔

امام ابن قیم رضی اللہ عنہ نے حصول قرب کیلئے جو دس باتیں تحریر فرمائی ہیں وہ یہ ہیں۔

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے غور و تدبّر کے ساتھ اس طرح کہ اِس کے معانی و حقائق تک رسائی حاصل ہو۔ فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام تا کہ اللہ کا قرب حاصل ہو۔ یہ چیز اِنسان کو درجہ بدرجہ خدا تعالیٰ کی محبت سے اس کی محبوبیت کے درجے تک پہنچاتی ہے۔

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اہتمام۔ یہ ذکر زبان دل، عمل اور حال ہر چیز سے ہو اس میں جتنی ہی سر گرمی ہو گی اس کے بقدر محبتِ الٰہی میں اِنسان کا حصہ ہو گا۔ اس امر کی کوشش کہ جب نفسی خواہشیں زور لگائیں تو اِنسان اپنی پسند کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کی پسند کو اختیار کرے۔ یہ چڑھائی اس کو کتنی ہی تہمت آزما نظر آئے۔ لیکن وہ ہمت نہ ہارے۔

دل اللہ تعالیٰ کے آسماءصفات کے مطالعہ اِن کے اسرار و حقائق کے مشاہدہ اور اِن کی معرفت کے چمنستانوں کی سیر میں برابر لگا رہے جو انسان اللہ تعالیٰ کو اس کے اسماء وصفات اور اس کے افعال کی راہ پہچانے گا وہ لازماً اس سے محبت بھی کرے گا جو لوگ اللہ تعالیٰ کی صفات کے منکر ہیں ان کیلئے اس کی محبت میں کوئی حصہ نہیں۔ برابر اللہ تعالی کے افضال و احسانات، اس کی شانوں اور کرشموں اور اس کی ظاہری و باطنی نعمتوں پر نگاہ رکھے یہ چیزیں خاص طور پر اس کی محبت پیدا کرنے والی ہے۔

اور اِن سب سے بالاتر رکھنے والی چیز رَبّ کے سامنے بندے کے دل کا انکسار ہے۔ جس کی حقیقت کی تعبیر اَلفاظ کی گرفت سے باہر ہے۔ جو اوقات اللہ تعالیٰ کے سمائے دنیا پر نزول کے ہیں۔ ان میں سے اِس سے مناجات اس کے کلام کی تلاوت، آدابِ عبودیّت کے اس کے حضور میں حاضری کا اہتمام اور آخر میں استغفار اور توبہ پر اس کا اختتام اللہ تعالیٰ کے صادقوں محبّوں کی ہم نشینی، اُن کے پاکیزہ ارشادات کی خوشہ چینی اور اس امر کا اہتمام کہ اس وقت تک زبان سے کوئی کلمہ نہ نکالے جب تک یہ واضح نہ ہو جائے کہ اَب بات کہنے میں ہی اپنے حال کی اصلاح اور دوسروں کی مصلحت ہو۔ اِن تمام چیزوں سے کُلّی احتراز جو آدمی کے دل اور اس کے ربّ کے درمیان حائل ہونے والی ہیں۔ اللہ اِن دس صفات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

تلاش محبت الٰہی کیلئے خوشخبری

فرمان رَبّ العالمین

من طلبی وجدنی و من وجدنی عرفنی و من عرفنی احببنی (نور الھدیٰ صفحہ208)

جس نے مُجھے طلب کیا اس نے مُجھے پالیا جس نے تجھے پالیا اس نے تجھے پہچان لیا اور جس نے تجھے پہچان لیا وہ محبّ بن گیا۔

میرے محبوب بندوں کی طرزِ زندگی

ارشادِ ربّ العالمین

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ، وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَ اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا

اللہ تعالی اپنے محبوب بندوں کی چال تک کو قرآن مجید میں نازل فرمایا کہ میرے خاص بندے زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں کیا یہ اللہ کی اپنے بندوں سے محبت کی دلیل نہیں ہے۔ اس پوری سورہ میں اللہ تعالی نے اپنے محبوب بندوں کی رفتار، گفتار، کردار، اطوار بیان فرمایا ہے۔

رَبّ کائنات کی محبت کن کیلئے ؟

ارشادِ رَبّ العالمین

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ......(البقرہ ع24آیت نمبر195)

بے شک اللہ تعالی نیکی کرنے (یعنی محسنوں) سے محبت کرتا ہے جس شخص میں احسان کی صفت ہوتی ہے وہ مُحسن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صفت احسان کو پسند کرتا ہے اور جن لوگوں میں یہ صفت ہو اُن سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهُ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ، (البقرہ رکوع28آیت نمبر122)

بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا پاکیزگی اور توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے وہ اِن سے متصف لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ... (ال عمران ع17آیت159)

بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ توکل اللہ کو پسند ہے وہ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ......(المائدہ ع6آیت42)

بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ......(التوبہ آیۃ4)

بے شک اللہ تعالی متقیوں سے محبت کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ......(ال عمران ع15آیت146)

اور اللہ تعالیٰ صابروں سے محبت کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ ......(الصف)

بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں (قتال فی سبیل اللہ یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے دشمنان حق سے جنگ کرنا) اِحسان، توبہ، پاکیزگی، توکّل، عدل وانصاف تقویٰ، صبر، قتال فی سبیل اللہ یہ وہ صفات ہیں جو رؤف ور حیم اللہ کو پسند کرتا ہے اور جو لوگ ان صفات سے متصف ہوں وہ اِن سے محبت کرتا ہے لہٰذا جو شخص یہ چاہتا ہے وہ اللہ کا محبوب بن جائے اُسے چاہیئے کہ وہ اِن صفات کو اپنے اندر پیدا کرے۔

رحیم وکریم ربّ السموات والارض

رحیم وکریم کی معیت کن کیلئے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ......(پ2آیت نمبر194)

اور اللہ سے ڈرتے ہو اور جانتے رہو کہ اللہ پرہیز گاروں کے ساتھ ہے۔

وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ......(پ2آیت نمبر153)

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (پ14آیت نمبر128)

بے شک اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو لوگ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں۔

وَاَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ......(پ9آیت نمبر19)

اور یہ کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قربت اور دلائل قرآنی

حدیث جبریل میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی ہے اِحسان تو یہ ہے کہ تو اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہ دیکھ سکتا ہو تو (یہ خیال کرلے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ قرب الٰہی کے حصول کیلئے یہ حدیث پاک مینارہ نور ہے یہ تصوف کی جان اور طریقت و معرفت کی روح ہے دینِ حق کی غرض وغایت بھی یہی ہے۔ کہ قربِ الٰہی کے اس درجے تک رسائی ہو جائے کہ رویت باری تعالیٰ مشاہدہ حق میّسر آجائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ

نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد

ہم انسان کی رگ وجان سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں۔

اَیْنَمَا تَوَلَّوْ فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہ

تم جس طرف بھی رُخ کرو ادھر ہی اللہ ہے۔

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ

(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اور جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں تو فرمادیجئے میں قریب ہی ہوں۔

ثمرات محبتِ الٰہی واعمال صالحہ

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ، نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَلَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ، نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ الرَّحِیۡم ، وَمَنۡ اَحۡسَنُ قَوۡلًا مِّمَّنۡ دَعَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ ، وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡم وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ ،

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جن لوگوں نے اقرار کر لیا کہ ہمارا ربّ اللہ ہے پھر اُسی پر جمے رہے ان پر فرشتے اُتریں گے کہ تم اندیشہ نہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنّت پر خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ ہم تمہارے ساتھ تھے۔ دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے جس کو تمہارا جی چاہے گا۔ اس میں موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اسمیں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطورِ مہمانی کے ہو گا بخشنے والے مہربان خدا کی طرف سے اور اس سے بہتر کی بات ہو سکتی ہے جو خدا کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیک برتاؤ سے ٹال دیا کیجئے پھر یکایک آپ اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی ولی دوست ہو تا ہے۔ اور یہ بات انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے اِن آیات سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں پر چلنے سے دین اور دنیا میں فائدہ ہی فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کی رفاقت حاصل ہوتی ہے۔

اور جنت میں حسبِ منشا نعمتیں دستیاب ہوتی ہیں۔ اور اچھی بات بتانے والا اور نیک عمل کرنے والا سب سے بہتر ہے۔ برائی کے بدلے میں نیکی دوستی کا ذریعہ ہے اور یہ باتیں صرف نصیب والوں کو ہی حاصل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے مستحق لوگ کون؟

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا۔ (مریم)

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کیں تو اللہ ان کو اپنا پیارا بنالیتا ہے۔ اور اپنی محبت ان کو دیتا ہے اور لوگوں کے دلوں میں بھی ان کی محبت ڈال دیتا ہے۔ ارشادِ خداوندی

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ، لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡم ...(یونس)

ترجمہ:۔

خبر دار سن رکھو کہ اللہ کے دوستوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے جو ایمان لائے اور پرہیز گار رہے ان کے لیے دنیا کی زندگی اور آخرت میں بشارت ہے اللہ کی باتوں میں کبھی تبدیلی نہیں مومنوں کیلئے یہی بڑی کامیابی ہے۔

ولیوں کیلئے خوشخبری

جس بندہ میں ایمان و تقویٰ پیدا ہو گیا یقیناوہ خدا کا ولی ہے۔ نیز حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لحمدا من یا قوت علیھا غرف من زبرجدلھا ابواب مفتحۃ تضی کما یضیء الکوکب الدری فقالوا یا رسول اللہ من یسکنھا قال امتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتلاقون فی اللہ

(ترجمہ)

یعنی میں نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہمراہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں یاقوت کے ستون ہیں جن کے اُوپر زبرجد کے بالا خانے بنائے گئے ہیں ان بالا خانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں یہ بالا خانے اور انکے دروازے روشن ہیں اور اسطرح چمکتے ہیں جسطرح روشن ستارے چمکتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنھم نے پوچھا یارسول اللہ ان میں کون رہے گا فرمایا وہ جو اللہ کیلئے محبت کرتے ہیں اور اللہ کیلئے باہم بیٹھ کر ذِکر الٰہی کرتے ہیں اور اللہ کی خوشنودی کیلئے ملاقات کرتے ہیں ولی کیلئے کشف و کرامات کا ہونا بطور شرط کے نہیں ہے ان کیلئے تو دنیا میں ایمان و تقویٰ کی نعمت ہی ایک لازوال نعمت ہے پس صاف ظاہر ہے کہ آجکل کے بیشتر ننگ دھڑنگ خاک آلودہ، شرابی، نشہ، باز، مشرک، بدعتی، قبروں کے پُجاری ہر گز اولیاء اللہ نہیں بلکہ یہ وہ ہیں جن کے متعلق مولانا روم فرما گئے ہیں۔

کارِ شیطانی می کند نامش ولی

گر ولی این است لعنت بر ولی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر لھم البشری میں فرمایا ہے کہ مراد اس سے رویاء صالح ہیں جسکو کوئی مسلمان دیکھے (اچھے خواب) یا مسلمان کیلئے دیکھی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض اللہ کے بندے اتنے مرتبے والے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں۔ نہ شہید لیکن قیامت کے دن انبیاء و شہداء انکے مرتبے کو دیکھ کر رشک کریں گے صحابہ رضی اللہ عنھم نے انکے اوصاف و عمل معلوم کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ وہ لوگ

ہیں جو متفرق طور سے رہتے ہیں انکا آپس میں نہ رشتہ قرابت قومیت قبیلہ ہے اور نہ لین دین دنیاوی ہے صرف اللہ کی رضامندی کیلئے کہ یہ ایماندار اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع اور شریعت اسلام کا پابند ہے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ قیامت کے دن انکے چہرے نورانی کر دے گا۔ انکو موتیوں کے منبر پر بٹھائیگا قیامت کے خوف اور گھبراہٹ میں نہ ہونگے جبکہ دیگر لوگ خوف غم گھبراہٹ سے محفوظ نہ ہونگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو متفرق طور سے رہتے ہیں ان کا آپس میں نہ رشتہ، قرابت، قومیت قبیلہ ہے اور نہ لین دین دنیاوی ہے صرف اللہ کی رضامندی کیلئے کہ یہ ایماندار خدا اور رسول کا تابع اور شریعت اسلام کا پابند ہے آپس میں محبت رکھتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالی قیامت کے دن ان کے چہرے نورانی کر دے گا انکو موتیوں کے منبر پر بٹھائیگا قیامت کے خوف اور گھبراہٹ میں نہیں ہونگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

بندے سے اللہ کا انداز محبت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔

يقول الله تعالى يوم القيمة اين المتحابون بحلالى اليوم اظلهم فى ظلى يوم لا ظل الا ظلى (مشكوة417)

کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو صرف میرے لئے آپس میں محبت رکھتے تھے آج میں انکو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ آج وہ دن ہے کہ میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ہے۔

قال الله تعالى للمتحابين فى والمتجالسين فى والمتزاورين فى المتباذلين فى۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میری محبت واجب ہو گئی انکے واسطے جو آپس میں میرے لئے محبت رکھتے ہیں آپس میں ملکر بیٹھتے ہیں اور ملاقات کرتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں تو میری رضا کیلئے۔ (مشکوٰۃ418) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔

محبت الٰہی کی فرشتوں میں شہرت

حدیث شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں۔ کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔ خدا کا یہ امین فرشتہ بھی اس سے محبت کرنے لگتا ہے پھر آسمان میں ندا کی جاتی ہے کہ خدائے تعالیٰ فلاں انسان سے محبت رکھتا ہے اے فرشتوں تم بھی اس سے محبت رکھو چنانچہ کُل آسمانوں کے فرشتے اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کی قبولیت زمین پر اُتاری

جاتی ہے تو زمین والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب کسی بندے سے خدائے تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو جبریل سے فرماتے ہیں کہ میں اُس سے ناخوش ہوں تم بھی اس سے عداوت رکھو حضرت جبریل اس کے دشمن بن جاتے ہیں پھر آسمانوں میں ندا کر دیتے ہیں کہ فلاں دُشمن خدا ہے تم سب اس سے بیزار رہنا چنانچہ آسمان والے اس سے بگڑ بیٹھتے ہیں۔ پھر وہی غضب وناراضگی زمین پر نازل ہوتی ہے۔...(بخاری و مسلم)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ...(مریم)

ترجمہ:۔یقیناجو لوگ ایمان لائے اور نیکیاں کیں تو اللہ اُن کو اپنا پیارا بنالیتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے نیک عمل کرنے والوں کی بہت تعریف بیان فرمائی ہے چنانچہ فرمایا۔

وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَار ......(سورۃ بقرہ ع2)

ترجمہ:۔اور آپ ان لوگوں کو خوشخبری سنادیجئے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ یقیناًاُن کے لئے باغات ہیں جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔یعنی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے اور عمل کرنے والوں کیلئے ایسے عالیشان باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور وہاں ہر قسم کا عیش و آرام ہے یعنی نیکی اور بھلائی کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور دنیا میں ہی جنت کی بشارت اور سرٹیفیکیٹ حاصل ہو جاتا ہے اور نیکی کرنے سے پاکیزہ زندگی اور دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُه ......(سورۃ طلاق)

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مصیبتوں سے چھٹکارے کا کوئی راستہ نکال دیتا ہے اور اس جگہ سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کو وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ اس کیلئے کافی ہو جاتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْم --(سورۃ حج)

ترجمہ:۔ایمانداروں اور عمل صالح کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہر مصیبتوں سے بچاتا ہے اور بے گمان روزی دیتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (سورۃ نحل)

ترجمہ:۔ یعنی جو مرد عورت ایمان کے ساتھ ساتھ نیک کام کرے تو اس کو ہم پاک وصاف اور بہترین زندگی دیں گے اسی نیکی اور اطاعت سے دنیا میں برکتوں کی بارش برستی رہے اور نافرمانی سے قحط سالی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۔ ۔ ۔ (اعراف)

اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیز گاری اختیار کرتے تو ہم آسمان و زمین سے اُن کیلئے طرح طرح کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے ہیں لیکن اُن لوگوں نے جھٹلایا تو اُن کی بداعمالیوں کی وجہ سے عذابوں میں گرفتار کر لیا نیکی کی برکت سے اللہ تعالیٰ آل و اولاد کو مصیبتوں اور بلاؤں سے بچا تا ہے۔

مومن کیلئے نیکیاں عذاب سے ڈھال

حدیث لیلۃ البارحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ ایک مرتبہ باہر تشریف لائے تو صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یعنی گزشتہ شب میں نے عجیب وغریب باتیں دیکھیں میں نے اپنی اُمت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا ہے اسی وقت اس کا وضو آتا ہے اور اُن کے ہاتھوں سے اُسے چھڑا لے جاتا ہے میں نے اپنی اُمت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب قبر اس کے لئے پھیلائے جا رہے ہیں اتنے میں اِس کی نماز آئی اور اسے اُن سے چھڑا لے گئی اپنے ایک اُمتی کو میں نے دیکھا کہ شیاطین نے اسے پریشان کر رکھا ہے کہ اس کا ذکر اللہ کرنا آیا اور ان سے بچا کر لے گیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ پیاس کے مارے زبان نکالے دے رہا ہے کہ اس کے رمضان کے روزے آئے اور اسے پانی پلا کر آسودہ کر دیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کے آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اُوپر سے نیچے سے اُسے ظلمت اور اندھیرا گھیرے ہوئے ہے کہ اس کا حج و عمرہ آیا اور اس ظلمت سے اُسے نکال لے گیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اس کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت آئے لیکن اس نے اپنے ماں باپ کی جو خدمتیں کی تھیں اور ان کے ساتھ جو احسان کئے تھے وہ نیکی آئی اور موت کو اس سے ہٹا دیا میں نے اپنے ایک اُمّتی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے بول رہا ہے لیکن مومن اسے جواب نہیں دیتے اتنے میں اس کی صلہ رحمی آئی اور کہا کہ یہ تو رشتے ناطے جوڑنے والا تھا اسی وقت ان سب نے اس سے بول چال شروع کر دی اور یہ ان کے ساتھ ہو گیا میں نے اپنے ایک اُمّتی کو دیکھا کہ وہ نبیوں کے حلقوں کے پاس آتا ہے لیکن ہر حلقے سے ہٹا دیا جاتا ہے اسی وقت اس کا جنابت سے غسل کرنا آتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میرے پاس بٹھا دیا میں نے اپنے ایک اُمّتی کو دیکھا کہ وہ آگ کے شعلوں کو اپنے ہاتھوں سے اپنے مُنہ پر سے ہٹا رہا ہے اتنے میں اس کا صدقہ و خیرات آگئے اور اس کے سر پر سایہ اور اس کے چہرے پر پردہ بن گئے میں نے اپنی اُمّت کے ایک شخص کو دیکھا کہ عذاب کے داروغے اس کے پاس آگئے۔ اتنے میں اُسکا بھلائی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا آگیا اور اُسے اُن کے ہاتھوں سے چھڑا لے گیا میں نے اپنے ایک اُمتی کو دیکھا کہ اُسے آگ میں ڈالا جا رہا ہے اتنے میں اس کے وہ آنسو آگئے جو خوف خدا سے رو کر اس نے دنیا میں بہائے تھے اور اسے آگ سے بچا لے گئے میں نے اپنی اُمّت میں

سے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نامہ اعمال اُڑتا ہوا بائیں جانب سے آرہا ہے کہ اس کا خوف خدا آگیا اور اس کا نامہ اعمال کو لے کر اس کے دائیں ہاتھ میں دے دیا میں نے اپنی اُمت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا نیکی کا پلڑا ہلکا ہو رہا ہے کہ اس کے چھوٹے بچے جو انتقال کر گئے تھے آگئے اور اس کے نیکی کے پلڑے کو بوجھل اور بھاری کر دیا۔ میں نے اپنی اُمت کے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ جہنم کے کنارے پر پہنچا دیا گیا کہ اس کی خدا ترسی آئی اور اُسے بچالے گئی اپنے ایک اُمّتی کو میں نے دیکھا کہ گھاس کے تنکے کی طرح کپکپا رہا ہے اتنے میں اس کی خدا کے ساتھ کی نیک گمانی آئی اور اُسے سکون و قرار دے گئی ایک اُمّتی کو میں نے دیکھا کہ پل صراط پر جم نہیں سکتا کبھی گرتا ہے کبھی پڑتا ہے کبھی گھٹنوں سرکتا ہے اتنے میں اس کا مجھ پر درود بھیجنا آگیا اور اس کا ہاتھ تھام کر سیدھا کھڑا کر کے پل صراط سے پار کر دیا پھر ایک کو میں نے دیکھا کہ جنت کے دروازوں کے پاس پہنچ گیا ہے لیکن دروازے بند ہو گئے اتنے میں اس کا کلمہ شہادت پڑھنا آگیا۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں پہنچا دیا اس مبارک حدیث میں نیکیوں کے فائدے کو آپ نے ملاحظہ فرمایا نیکی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ ہمیشہ ساتھ دیتی ہے اور دونوں جہان میں کام آنے والی ہوتی ہے نیکیوں سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہیے معمولی نیکی بھی بہت کام آجاتی ہے نیک آدمی خدا کا محبوب اور لوگوں کا بھی لاڈلا پیارا ہوتا ہے ہر شخص نیک آدمی سے محبت کرتا ہے۔

ذکرِ الٰہی اللہ کی قربت کا ذریعہ

خدا کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے کیونکہ ذکر الٰہی کرنے والے کو خدا بھی یاد کرتا ہے اور اس سے بڑی چیز اور کیا ہو گی قرآن مجید میں اللہ تعالی نے فرمایا۔
فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْلِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ ......(سورۃ البقرہ)

ترجمہ:۔ تم میرا ذکر کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا میری شکر گزاری کرو اور ناشکری سے بچو۔ قرآن مجید میں جگہ جگہ اپنے ذکر پر مخلوق کو توجہ دلائی ہے اس معنی کی چند آیتیں بیان کی جارہی ہیں پڑھیے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَاب ، اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ......(سورۃ آل عمران)

ترجمہ:۔ پھر جب تم ارکان حج کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دِن کے ہیر پھیر میں یقینا عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اپنی کروٹوں پر لیٹے اور آسمان و زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا تو پاک ہے پس ہمیں عذاب آگ سے بچالے امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مجلس میں بیٹھ کر رونے لگے لوگوں نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا دنیا میں اور اُس کی لذتوں میں اور اس کی خواہشوں میں غور و فکر کیا اور عبرت حاصل کی جب نتیجہ پر پہنچا تو میری اُمنگیں ختم ہو گئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کے لئے اس میں عبرت و نصیحت ہے اور وعظ و پند ہے پس اللہ تعالی نے اپنے ان بندوں کی تعریف بیان کی جو مخلوقات اور کائنات سے عبرت حاصل کریں اور نصیحت

لیں اور ان لوگوں کی مذمت بیان کی جو قدرت کی نشانیوں پر غور نہ کریں مومنوں کی مدح میں بیان فرمایا ہے کہ یہ لوگ اُٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کا ذکر کرتے ہیں زمین و آسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں کہ خدایا تو نے اس خلق کو عبث اور بیکار نہیں پیدا کیا بلکہ حق کے ساتھ پیدا کیا ہے تاکہ بروں کو برائی کا بدلہ اور نیکوں کو نیکیوں کا بدلہ عطا فرمائے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُو الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنَ مَاٰب

ترجمہ:۔ جو لوگ ایمان لائے اُن کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک کام بھی کئے اُن کے لئے خوشخبری ہے اور بہترین ٹھکانہ ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر انسان کو فطری طور پر ایک ایسی ٹھنڈی چھاؤں کی تلاش ہوتی ہے جس کے نیچے اطمینان کی زندگی بسر کر سکے اس کے حاصل کرنے کے لئے اُسے بڑی کوشش کرنی پڑتی ہے رہنے سہنے کے لئے مکان تعمیر کرتا ہے اور اپنے جسم کو آرام پہنچانے کے لئے غلام رکھتا ہے اور عمدہ سے عمدہ کپڑا بنواتا ہے اور تفریح گاہوں میں جاکر دل کو سکون پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور تجارت وزراعت بلکہ ملک گیری وغیرہ اسی لئے کرتا ہے کہ آرام کی زندگی حاصل کر سکے اسی آرام کا نام سکون قلب اور اطمینان قلب ہے لیکن ظاہری ان تمام عیش و عشرت کے سامان ہونے کے باوجود صحیح اطمینان اور سکون قلب حاصل نہیں ہوتا اور نہ دل کو خوشی اور راحت ملتی ہے شاہی محلوں میں رہنے اور عمدہ عمدہ غزاؤں کے کھانے کے باوجود اور بیوی بچوں کے ساتھ رہنے کے باوجود اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا بلکہ دنیا کی ہر چیز سے قلق اضطراب اور بے چینی بڑھتی رہتی ہے صحیح سکون اور اطمینان قلب تو ذکر الٰہی سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

ترجمہ:۔ کہ صرف ذکرِ الٰہی سے دِلوں میں اطمینان پیدا ہوتا ہے کیونکہ ذکر الٰہی کرنے والے دراصل زندہ ہیں اور جو خدا کو نہیں یاد کرتے وہ مردے ہیں اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مثل الذی یذکرو ربہ والذی لا یذکر مثل الحی والمیت (بخاری و مسلم)

جو شخص اپنے رب کو یاد کرتا ہے اُس کی مثال زندے کی سی ہے اور جو شخص اپنے رب کو یاد نہیں کرتا ہے اسکی مثال مُردے کی سی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو زندہ فرمایا جو اللہ تعالٰی کی یاد میں مشغول رہتا ہے اس زندہ سے مراد زندہ دل ہے جسے حقیقی اور دائمی زندگی سے سرفراز کیا جاتا ہے پس ابدی حیات ذکر الٰہی اور یاد خدا ہی سے حاصل ہوتی ہے جس شخص کا دل ذکر الٰہی سے یکسر خالی ہوگا وہ زندہ تو ہے لیکن اُس کا دِل مردہ ہے اس لئے کہ اس کے اندر اس چیز کا بالکل فقدان ہے جو دلوں کو زندگی بخشتی ہے درحقیقت انسان کی تمام مخلوقات پر افضلیت اور اشرفیت محض اس اعتبار سے ہے کہ اس کے اندر معرفتِ الٰہی کی استعداد اور قابلیت بدرجہ اتم موجود ہے یہ امتیاز اُسے اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب وہ اپنی اس استعداد اور صلاحیت

کو کام میں لائے اس کے بغیر اس کی روح بہیمت کی آلائشوں میں پھنس کر بالکل مردہ ہو جائے گی جس کے نتیجے میں وہ مقام بلند سے گر کر جانوروں کی طرح زوال اور انحطاط کی آخری حد کو پہنچنے والوں میں سے ہو جائے گا ذکر الٰہی سے دلوں کے اندر زندگی کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اسی سے اطمینان خاطر اور سکون قلب حاصل ہو جاتا ہے اسی لئے ذکر الٰہی کرنے والے مجاہدوں اور دیگر عبادت گزاروں سے افضل ہیں۔

ہر چیز سے بہتر چیز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

الا انبئکم بخیر اعمالکم واز کھا عند ملیککم وارفعھا فی درجاتکم وخیرلکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویفربوا اعناقکم قالوا بلی قال ذکر اللہ ......(مالک، احمد ترمذی، ابن ماجه)

کہا میں تمہیں تمہارے ان عملوں کو نہ بتاؤں جو تمہارے سب عملوں سے بہتر ہیں اور تمہارے عملوں کے درجوں میں سب عملوں سے بلند درجے والے ہیں اور سونا چاندی کے خرچے کرنے سے بھی بہتر ہیں اور اس سے بھی بہتر ہیں کہ تم اپنے دُشمن سے ملو اور تم ان کی گردنوں کو مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں یعنی جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بہتر ہیں صحابہ کرام نے عرض کیا ہاں فرمایئے آپ نے فرمایا یادِ خدا یعنی ذکر الٰہی سب عملوں سے حتیٰ کہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یعول اللہ تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیرمنھم ......(بخاری و مسلم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں یعنی میرا بندہ جیسا میرے ساتھ گمان کرے گا میں ان کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کروں گا جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ساتھ ہوتا ہوں اگر اس نے مجھے اپنے دِل میں یاد کیا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دِل میں یاد رکھتا ہوں اور اگر اس نے مجھے کسی جماعت میں یاد کیا ہے تو میں اُس کو ایسی جماعت میں یاد رکھتا ہوں جو اُن سے بہتر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر میرا بندہ میرے ساتھ مغفرت اور بخشش کی اُمید رکھتا ہے تو اس کے خیال کے مطابق معاملہ کروں گا اور اُسے بخش دوں گا اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ حسن ظن رکھنا چاہیے۔ اور یہ حسن ظن حُسن عمل کی وجہ سے ہے خدا کی رحمتوں کی اُمید ہو اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہنا چاہیے نہ اس کی رحمتوں سے مایوس ہو نہ

عذابوں سے نڈر ہو ایمان کے لئے خوف ور جا دونوں ضروری ہیں۔

(ذاکرین کے متلاشی فرشتے بھی؟)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو رات دِن راستوں اور گلی کوچوں میں پھرتے رہتے ہیں اور ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں تو جہاں کہیں ذکر الٰہی کی مجلس کو پاتے ہیں کہ وہاں کے لوگ اللہ کو یاد کر رہے ہیں تو وہ فرشتے دوسرے فرشتوں کو آواز دے کر بلاتے ہیں کہ تم اپنے مقصد اور حاجت کی طرف آجاؤ تمہارا مطلب یہاں حاصل ہو گیا کہ اللہ کو یاد کرنے والے لوگ یہاں موجود ہیں تم بھی ذکر الٰہی سننے کے لیے آجاؤ تو وہ فرشتے وہاں جمع ہو کر دنیا سے آسمان تک اُن کے گرد منڈلاتے ہیں اور ان کو گھیرے رہتے ہیں جب یہ فرشتے اللہ کے پاس جاتے ہیں تو ان کا پروردگار ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ اُن سے زیادہ جانتا ہے کہ میرے بندے دنیا میں کیا کر رہے ہیں تو یہ فرشتے عرض کرتے ہیں خدایا وہ تیری تعریف تسبیح، تکبیر، تحمید، تمجید بیان کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان بندوں نے مجھے دیکھا ہے تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ تیری ذات کی قسم اب تک انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے کہ اگر وہ بندے مجھے دیکھ لیتے تو کیا ہوتا تو وہ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیتے تو اُس سے بھی کہیں زیادہ تیری عبادت کرتے اور بہت زیادہ تیری بڑائی بیان کرتے پھر اللہ تعالیٰ اُن سے دریافت فرماتا ہے اچھا تم یہ بتاؤ کہ وہ مجھ سے کیا مانگ رہے تھے تو فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ جنت کا سوال کرتے ہیں کہ اے خدایا تو ہمیں جنت دے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جنت دیکھی ہے تو فرشتے جواب دیتے ہیں کہ خدایا تیری قسم اب تک انہوں نے جنت کو نہیں دیکھا پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا کہیں گے تو فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیتے تب تو اس کو حاصل کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ حرص کرتے اور اسکے طلب کرنے کی زیادہ کوشش کرتے اور رات دن اسی کی رغبت اور شوق میں مصروف رہتے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ وہ جہنم میں تیری پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ان لوگوں نے جہنم دیکھی ہے تو یہ فرشتے جواب میں کہتے ہیں کہ خدا کی قسم نہیں دیکھی ہے اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے اگر وہ جہنم دیکھ لیتے تو اُن کی کیا کیفیت ہوتی تو یہ فرشتے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اگر یہ لوگ جہنم کو دیکھ لیتے تو بہت زیادہ اس سے بھاگتے اور بہت زیادہ اس سے ڈرتے رہتے اللہ تعالیٰ یہ سب کچھ سن کر ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتوں میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب ذکر کرنے والوں کو بخش دیا ایک فرشتہ اُن میں سے عرض کرتا ہے اے پروردگار ان ذکر کرنے والے بندوں میں سے ایک بندہ کسی کام کے لئے جارہا تھا کہ وہاں آکر شامل ہو گیا لیکن اُن لوگوں میں سے نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بھی ان کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ہے اور قوم کے ساتھ بیٹھنے والا بد نصیب اور محروم نہیں رہتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ جیسی عظیم دولت اور اپنی معرفت و محبت جیسی عظیم نعمت اور قربت جیسا عظیم انعام عطا فرمائے اور قارئین کیلئے اس کتاب کو نافع اور دادِ نجات بنائے اور اللہ تعالیٰ اور ایسے ہی موضوعات پر میرے قلم کو محو سفر رکھّے (آمین ثم آمین)

مَسَائِلٌ مُتَفَرِّقَةٌ

متفرق مسائل

اللہ تعالیٰ کی رحمت اوراس کے فضل کے بغیر جہنم کے عذاب سے کوئی نہیں بچ سکتا۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہ قَالَ : اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قَالَ ((مَا مِنْ اَحَدٍ یُدْخِلُہٗ عَمَلُہُ الْجَنَّۃَ)) فَقِیْلَ : وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ؟ قَالَ ((وَلاَ اَنَا اِلاَّ اَنْ یَتَغَمَّدَنِیْ رَبِّیْ بِرَحْمَتِہٖ)) رواہُ مُسْلِمٌ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا۔" عرض کیا گیا"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !کیا آپ بھی؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"ہاں میں بھی،اِلاَّ یہ کہ میرا رب اپنی رحمت سے مجھے ڈھانپ لے۔" اسے مسلم نے روایت کیاہے۔مؤحد، متقی اور صالح لوگوں کی گواہی کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے کی ایک پہچان ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ زُہَیْرِ الثَّقَفِیُّ رضی اللّٰہ عنہ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بِالنَّبَاوَۃِ اَوِ الْبَنَاوَۃِ (قَالَ وَالْبَنَاوَۃُ مِنَ الطَّائِف) قَالَ ((یُوْشِکُ اَنْ تَعْرِفُوْا اَہْلَ الْجَنَّۃِ مِنْ اَہْلِ النَّارِ)) قَالُوْا : بِمَ ذٰکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ؟ قَالَ ((بِالثَّنَآئِ الْحَسَنِ وَالثَّنَآئِ السَّیِّئِ اَنْتُمْ شُہَدَائُ اللّٰہِ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْضٍ)) رواہُ ابْنُ مَاجَۃَ [2] (حسن)

حضرت ابو بکر بن ابوزہیر ثقفی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں

[1]کتاب صفة القیامة والجنة والنار ، باب لن یدخل الجنة احد یعلمه بل..... [2]کتاب الزہد ، باب الثناء الحسن 2\ 2400

طائف کے قریب ایک جگہ بناوہ(یانباوہ) میں خطاب فرمایااور ارشاد فرمایا"بہت جلد ایسازمانہ آنے والا ہے کہ تم جنتی یا جہنمی کو پہچان لوگے۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !وہ کیسے ؟" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا"(لوگوں کی) اچھی یابری تعریف کے ذریعے تم لوگ ایک دوسرے کے لئے اللہ کے گواہ ہو۔" اسے ابن ماجہ نے روایت کیاہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((اَہْلُ الْجَنَّۃِ مَلاَئَ اللّٰہَ اُذُنَیْہِ مِنْ ثَنَآئِ النَّاسِ خَیْرًا وَ ہُوَ یَسْمَعُ وَ اَہْلُ النَّارِ مَنْ مَلاَئَ اُذُنَیْہِ مِنْ ثَنَآئِ النَّاسِ شَرًّا وَ ہُوَ یَسْمَعُ)) رواہُ ابْنُ مَاجَۃَ[1] (صحیح)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جنتی وہ ہے جس کے کان لوگوں سے اپنی تعریف سنتے سنتے بھر جائیں اور جہنمی وہ ہے جس کے کان لوگوں سے اپنی برائی سنتے سنتے بھر جائیں۔“ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 353: شدید گرمی اور شدید سردی کا موسم جہنم کے دو سانسوں سے پیدا ہوتا ہے۔ گرم سانس جہنم کے گرم حصہ سے اور سرد سانس جہنم کے سرد حصہ زمہریر سے۔ وضاحت: حدیث مسئلہ نمبر 49 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ 354: مومن کے لئے بخار جہنم کا حصہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((اَلْحُمّٰی حَظُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنَ النَّارِ)) رَوَاہُ الْبَزَّارُ[2] (صحیح)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بخار ہر مومن کا جہنم سے حصہ ہے۔“ اسے بزار نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 355: بعض کلمہ گو مسلمانوں کا سارا جسم آگ جلا ڈالے گی۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ((یُعَذَّبُ نَاسٌ مِنْ اَہْلِ التَّوْحِیْدِ فِی النَّارِ حَتّٰی یَکُوْنُوْا فِیْہَا حُمَمًا ثُمَّ تُدْرِکُہُمُ الرَّحْمَۃُ فَیُخْرَجُوْنَ وَیُطْرَحُوْنَ عَلٰی اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ قَالَ فَیُرُشُّ عَلَیْہِمْ اَہْلُ الْجَنَّۃِ الْمَاءَ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا یَنْبُتُ الْغُثَاءُ فِیْ حِمَالَۃِ السَّیْلِ، ثُمَّ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ)) رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ[1] (صحیح) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”اہل توحید میں سے (بعض (لوگ آگ کا عذاب دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ آگ میں (جل کر) کوئلہ بن جائیں گے پھر انہیں رحمت الٰہی کا فیض حاصل ہوگا اور وہ جہنم سے نکالے جائیں گے جنت کے دروازوں پر لا کر بٹھائے جائیں گے۔ اہل جنت ان پر پانی ڈالیں گے اور وہ (نئے سرے سے) یوں اٹھ کھڑے ہوں گے جیسے کوئی دانہ سیلاب (کے پانی) کے بعد (فورے) نکل آتا ہے پھر وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے۔“ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مسئلہ 356: سمندر ہی جہنم کی جگہ ہے۔

عَنْ یَعْلٰی رضی اللّٰہ عنہ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ((اِنَّ الْبَحْرَ ہُوَ جَهَنَّمُ)) رَوَاہُ الْحَاكِمُ [2] (صحیح)

حضرت یعلٰی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بے شک سمندر ہی جہنم کی جگہ ہے۔“ اسے حاکم نے روایت کیا ہے۔
وضاحت: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے ﴿ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴾ ”اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔“ (سورہ تکویر، آیت نمبر 6) دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ﴾ ”اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے۔“ (سورہ انفطار، آیت نمبر 3) دونوں آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز تمام سمندر ایک جگہ اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور پانی اپنے اصلی اجزاء یعنی دو حصے ہائیڈروجن اور ایک

حصہ آکسیجن میں بدل دیاجائے گا جس کی وجہ سے آگ بھڑک اٹھے گی۔یاد رہے کہ ہائیڈروجن خود آگ سے بھڑکنے والی گیس ہے جبکہ آکسیجن آگ بھڑکانے میں مدد دیتی ہے۔جنت اور جہنم اس وقت دونوں موجود ہیں،لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قیامت کے روز جہنم کو بھڑکتے ہوئے سمندر کے اوپر رکھ دیاجائے گا تاکہ جہنم کی آگ مزید بھڑکے اور پھر وہی سمندر کی جگہ جہنم کی مستقل جگہ قرار پائے۔

واللہ اعلم بالصواب ! ربناتقبل منا انک انت السمیع العلیم

وصلی اللّٰہ علیہ وسلم وبارک علی نبینا محمد واٰلہ وصحبہ وسلم

ابوعطاءالمنعم رضاءاللہ بن الحاج خان باشاہ باجوری

23ذوالقعدہ :1446 ۔21مئی ۔2025۔یوم الاربعاء بعدالظہر

☆☆☆

مؤلف کے دیگر تالیفات

(1) کتاب الحجامۃ پښتو .... مطبوع
(2) حوارات المسلم عربی........................ مطبوع
(3) حوارات النسوۃ عربی........................ مطبوع
(4) حوارات ابناءالاسلام .... غیرمطبوع
(5) حوارات بنات الاسلام عربی........... مطبوع
(6) حدیقۃالمسلم عربی.................. غیرمطبوع
(7) حدیقۃالنسوۃ عربی .... غیرمطبوع
(8) تذکرۃ بیاد شیخ اردو .... مطبوع
(9) اتحادالامت پښتو........................... مطبوع
(10) معارف الاحوال لاصلاح عمل الاطفال پښتو مطبوع

(11) اسان اصول فقه پښتو .... غیرمطبوع
(12) لغة الاطفال عربي .... مطبوع
(13) میزان الصرف عربي .... مطبوع
(14) صرف بهائی عربي .... غیرمطبوع
(15) مه غمژن کیګه .... غیرمطبوع
(16) اسلامی نغمے پښتو .... غیرمطبوع
(17) دعوت الی الله غیرمطبوع
(18) روضة الاطفال مطبوع
(19) پښتو ترجمه اسان مونځ مطبوع
(20) ماحکم المیراث فی الاسلام مطبوع
(21) اَلْمُكَالَمَةُ بَيْنَ يَدَيك غیرمطبوع
(22) اسانه طریقه دقرآن مجیددحفظ مطبوع
(23) علم القرآن غیرمطبوع
(24) اهل القرآن ورجال القرآن غیرمطبوع
(25) پرسکون گھرانه اورحقوق نسواں غیرمطبوع
(26) المکالمه بین النساء غیرمطبوع
(27) ثلو یښت دعاګانې او ثلو یښت حدیثونه مطبوع
(28) عظمت قرآن بزبان قرآن غیرمطبوع
(29) الجرح والتعدیل وظوابط التحقیق والتخریج غیرمطبوع
(30) اصول الحدیث فی حدیث الرسول غیرمطبوع
(31) توحید باری تعالیٰ سے متعلقه شکوک وشبهات کاازاله غیرمطبوع
(32) پښتو ترجمه رہنمائے اساتذه مطالعۂ قرآنِ حکیم غیرمطبوع
(33) پښتو ترجمه مطالعۂ قرآنِ حکیم جلد اول غیرمطبوع
(34) پښتو ترجمه مطالعۂ قرآنِ حکیم جلد دویم غیرمطبوع
(35) پښتو ترجمه خیرالاصول فی حدیث الرسول مطبوع

(36) فتنوں میں مؤمن کا کردار غیر مطبوع

(37) نورالقرآن غیر مطبوع

(38) فکری جنگ غیر مطبوع

(39) اہل السنۃ والجماعۃ کا تصور سنت (39)

(40) جھنم کا بیان اور اللہ سے محبت کیوں اور کیسے

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1	حمد و ثناء۔۔۔آغازِ سُخن	2
2	اِنتساب۔۔۔۔ایک آفاقی مذہب ۔۔	3
3	برادرانِ اسلام!	9
4	دوستی اور دشمنی کی علامات	10
5	(۱)لباس وگفتار کی تقلید	11
6	(۳) محض تفریح کی خاطر کفار کے علاقوں کا سفر اختیار کرنا	12
7	عیسوی تاریخ	14
8	(۸) کفار کی مدح سرائی اور ان کی تہذیب وتمدن کی تعریف وتشہیر	15
9	(۹) کفار کے نام رکھنا:	16
10	مومنین سے محبت کی علامات	17

18	(۲) مسلمانوں کے ساتھ حسن تعاون	11
19	(۳)مسلمانوں کی تکلیف پر غمزدہ ہونا اور انکی خوشی پر خوش ہونا	12
20	(۵) عزت واحترام کی فضاء	13
21	(٦) ہر حال میں وفاداری:	14
22	(۸) باہمی حقوق کا احترام:	15
23	(۱۰) دعاء خیر:	16
26	دوستی یا دشمنی کا حقدار ہونے کے اعتبار سے لوگوں کی اقسام	17
27	(۲) صرف بغض وعداوت رکھے جانے کے اہل افراد	18
29	حقیقی تلاشِ محبت	19
30	حقیقت وجود باری تعالیٰ	20
31	وجود بخشنے والے کا وجود مشتبہ کیوں؟	21
32	تلاشِ خالقِ کائنات۔۔۔۔۔وجودِ باری تعالیٰ کا اقرار انسانی ضمیر کی آواز	22
33	جدید سائنس اور وجودِ باری تعالیٰ	23
34	مظاہرِ کائنات	24
36	کائنات کی دلکشی ور عنائی	25
37	خالقِ کائنات تک رسائی کیسے حاصل ہوتی ہے؟	26
38	آسمان کے بارے کلام ربّانی	27
39	سورج کا کہکشانی نظام	28
40	زمین کی ساخت	29
42	حقیقی سکون کیلیئے رابطے کس سے؟	30

31	محبت بھرا نام اللہ جل شانہ	43
32	محبت کا لغوی و حقیقی مفہوم	49
33	محبوب و محب	50
34	حقیقی محبت کس ہستی سے ؟	51
35	محبت الٰہی بذریعہ احسانِ اِلٰہی	52
36	فنا لذتوں کو ابدی لذّتوں میں کون سی چیز بدل دیتی ہے	53
37	اللہ تعالی سے محبت کیسی ہو ؟	54
38	قرآن مجید متقی بننے کا کورس ہے	55
39	دنیاو آخرت میں اللہ کی وصیت و حجت	56
40	معبود حقیقی بے انتہار حیم	57
41	تقویٰ قلب کا فعل ہے	58
42	تقویٰ کے حقیقی مظاہر	59
43	محبت الٰہی کے ثمرات	60
44	یہ محبت تو ایمان کی روح اور جان ہے	61
45	محبت مصنوعی ذرائع سے پیدا نہیں کی جاسکتی ؟	62
46	محبت کی نشانیاں	63
47	محبت اور خوف کا چولی دامن کا ساتھ	64
48	محبت فاتح عالم	65
49	مرتب نبوی	66
50	انسان کا دل اللہ کی یاد کا مسکن	67

51	حمد کا کلمہ بھی محبت کا کلمہ	68
52	محبت کیلئے معرفت ضروری ہے۔	70
53	شرک سے گریز	71
54	شیطان کے پر فریب جال اور شرک	72
55	اسی کی عبادت	73
56	عاجزی وانکساری کو اپنانا	74
57	نعمتِ خداوندی کا شکر	75
58	محبت الٰہی میں غیر اللہ کی بغاوت ؟	76
59	جہنم کی آگ:	80
60	جہنم کے بعض دوسرے عذاب :	81
61	2۔ سر میں کھولتا پانی انڈیلنے کا عذاب:	84
62	۔ آگ کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں ٹھونسنے کا عذاب:	85
63	چہروں پر آگ کے شعلے برسانے کا عذاب	86
64	گرُزوں اور ہتھوڑوں کی مار کا عذاب:	88
65	۔ زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کے ڈسنے کا عذاب:	89
66	بدن کو بڑا کرنے کا عذاب:	91
67	شدید سردی کا عذاب	92
68	۔ بعض نامعلوم عذاب:	93
69	حد چاہئے سزا میں...!	94
70	اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ:	95

98	ایک غلط فہمی کا ازالہ۔	71
99	۔ایمان:	72
101	کچھ مدت کے لئے جہنم میں جانے والے لوگ	73
107	جہنم کے وجود کا ثبوت	74
108	جہنم کے درجات	75
112	جہنم کی وسعت	76
114	جہنم کے عذاب کی ہولناکی	77
118	جہنم کی آگ کی شدت	78
124	جہنم کا ہلکاترین عذاب	79
125	جہنمیوں کا حال	80
128	اہل جہنم کا کھانا اور پینا	81
131	جہنمیوں کے مشروبات	82
136	سخت پیاس کا عذاب	83
137	کھولتا ہوا پانی سر پر اُنڈیلنے کا عذاب	84
138	جہنمیوں کا لباس	85
139	جہنمیوں کے بستر	86
140	حصول محبت الٰہی کے ذرائع وطریقے	87
141	چاہت نفس پر چلنے کے نقصانات؟	88
142	نفس ہمیشہ برائی کی طرف راغب کرتا ہے	89
144	خواہشات نفس سے بچنے کے طریقے اور تدابیر	90
145	سب سے بڑا دشمنِ	91

146	یعنی خواہش نفس	92
147	قربت الٰہی	93
148	رات کا سکوت اور قربتِ الٰہی	94
149	شب بیداری کی ترغیب	95
150	شب بیدری کی ایک خاص تاثیر	96

151	انعامات تہجد یا خوشخبری تہجد گزاروں کیلئے	97
152	چار کاموں کا نتیجہ	98
153	(ذکرِ الٰہی بھی قرب خداوندی کا ذریعہ)	99
154	صفات مومن اور مومن سے اللہ تعالیٰ محبت	100
158	4 قسم کے جنتی لوگ	101
159	محبتِ خداوندی کا ایک عجیب انداز	102
160	محبت معرفت کی پہچان ہے؟	103
162	عرش الٰہی کے سایہ تلے؟	104

165	اللہ سے محبت کرنے والوں سے محبت کرنا	105
167	خوفِ الٰہی سے اشک باری کرنے والا	106
168	دو قطرے اللہ کو بہت پسند ہیں	107
169	نجات وکامرانی	108

109	محسنِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی	170
110	وضو کرنے والا سایہ عرشِ الٰہی تلے	171
111	جو میری قربت ومحبت کا متلاشی ہو؟۔۔۔	172
112	تلاش محبت الٰہی کیلئے خوشخبری	173

113	میرے محبوب بندوں کی طرزِ زندگی	174
114	رحیم وکریم کی معیت کن کیلئے	175
115	اللہ تعالیٰ کی قربت اور دلائل قرآنی	176
116	ثمرات محب تالٰہی واعمال صالحہ	177
117	ولیوں کیلئے خوشخبری	178
118	بندے سے اللہ کا انداز محبت	179
119	مومن کیلئے نیکیاں عذاب سے ڈھال	181
120	ذکرِ الٰہی اللہ کی قربت کا ذریعہ	182

121	ہر چیز سے بہتر چیز	184
122	(ذاکرین کے متلاشی فرشتے بھی؟)	185
123	متفرق مسائل	186
124	مؤلف کے دیگر تالیفات	188
125	فہرست	190